فیض بستان

ومن يتوكل على الله فهو حسبه

اسطقس اسطقسات سخن دسخنوری اصل اصول شعر و شاعری بدیع نظام ملک الکلام
مصدر الفصاحت منبع البلاغت اعنی دیوان لطافت عنوان الملقب به

فیض نشان

۱۲۹۱ھ

تصنیف عظیم اعظم عالم رؤسا و امراء ہند و ستان سلالۂ سادات عربستان و خراسان فائز قصبی و ترتیبن علم و دولت
مرکز دائرتین سلطنت و وزارت جناب نواب میرزا والاجاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ و اسکنہ فی دار الکرامہ

مطبع مصطفائی مصطفی جمع صدید
در ۱۲۹۱ مصطفی محمد خان طبع کرد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ — ١٢

ردیف الف

مشکل ہی انتظار تمہارے ظہور کا — کیا کیجیے علاجِ دلِ ناصبور کا

پوشیدہ کیون حجاب مین عالم ہی نور کا — مدّت سی غلغلہ ہے تمہارے ظہور کا

کب گوشِ دل سی عرض ہوا خواہ کی سُنی — کس درجہ ہے مزاج ہوا پر حضور کا

دم بھر سرای دہر مین ہی اے چرخِ کجروش — آرام دی مجھے کہ مسافر ہون دور کا

زیبِ قصورِ خلد اگر ہو وہ رشکِ حور — ہو اعتراف حور کو اپنے قصور کا

اُستادِ جبرئیل کا مین ہون شعاعِ نور — دعوے ہو بو علی کو یہان کیا شعور کا

محروم ہون یہ جلوۂ دیدارِ یار سے — پتھر نظر پڑا کہین کوہِ طور کا

پروردگار کس سی کرین عرضِ حالِ دل — ملتا نہین دماغ بتِ پر غرور کا

وحشت مین سوے سر کی مقابل ہین موی تن — جامہ ہی میرا رشکِ لباسِ سمور کا

پردی سی چشم کی نکل آئی ہین پتلیان — دریای حسن مین ہے ارادہ عبور کا

بخشا ہے کیا خدا نے شرف بت کے نام کو — پتھر بھی جو تراشیے پتلا ہے نور کا

۲ — عاشق جو میل طبع ہے علم عروض پر
دیوان مین بھی بحر بہا دو بحور کا — ۱۷

خزان کے ہاتھ سے گلشن مین خار تک نہ رہا — بہار کیسی نشانِ بہار تک نہ رہا
ہوا بدل گئی رحمت ہے میری رونے کو — کہ دل مین پیر فلک کے غبار تک نہ رہا
بغیر میرے نہ آتا تھا چین یا دم بھر — وہی ہون مین کہ مرا اعتبار تک نہ رہا
حساب روز جزا سے مجھے فراغت ہے — کیے وہ جرم کہ جنکا شمار تک نہ رہا
وفور عشق مین کیا جانین مجھسے کیا ہوتا — بھلا ہوا کہ شب انتظار تک نہ رہا
اب آئے ہین وہ دل سوختہ کی پرسش کو — جلے کو ہو گئی مدت بخار تک نہ رہا
چمن سے دہر کے مجھ ناتوان کی رخصت ہے — کہو گلون سے کہ گلشن مین خار تک نہ رہا
پس از فنا مری مٹی خراب ہو جاتی — بھلا ہوا ترے دل مین غبار تک نہ رہا
کسی نے پھول بھی رکھے نہ لا کے تربت پر — ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا
تہِ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا — وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ رہا
چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش — بدن مین شیر فلک کے بخار تک نہ رہا
فنا کے بعد قلق ہے نہ اضطراب نہ غم — کوئی نشان ترا یادگار تک نہ رہا
جو میرے پنجۂ وحشت سے چھوٹا دامن دشت — قبائے اطلس گردون مین تار تک نہ رہا
خلش مٹی یہ رخ صاف کے نظارے سے — ہماری طبع مین مضمون خار تک نہ رہا
جلا دیا یہ تپ غم نے بعد مرنے کے — کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

کیا وہ نالۂ سوزان چھٹے جو اوس گل سے
چمن تو کیا جو چمن روزگار تک نہ رہا

۳

مرے تو تشنۂ الفت او تر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

۲۱

جنبش لب سے دہن اونکا نمایان ہوگیا
منکشف باتون مین مجھپر راز پنہان ہوگیا

کس طرح تھی خلش تیر نگاہ ناز کی
سینۂ مجروح مین دل شکل پیکان ہوگیا

مثل دریا بھر لیا دامن دُر مقصود سے
قطرۂ اشک ندامت آب نیسان ہوگیا

سیر یہ دکھلائی ہے سوز درون نے یار کو
شب کو جو نالہ کیا سرو چراغان ہوگیا

مدتین گذرین کہ ہمنے عشق بازی چھوڑ دی
اب تصور زلف کا خواب پریشان ہوگیا

دود دل نکلا جو یاد کاکل دلدار مین
آسمان موج ہوا سے سنبلستان ہوگیا

خنجر ناز ملیحان سے عجب لذت ملی
چاک پہلو سینۂ زخمی نمکدان ہوگیا

رونگٹون نے خار کی صورت نمو کی جسم مین
آب اشک چشم گریان آب باران ہوگیا

بو سے پر لہرائی جب ہنس کر ڈبویا یار نے
دل ہمارا غرق موج آب دندان ہوگیا

اے پری تسخیر کرتا ہے مرا نقش حصیر
کنج عزلت مین ترا وحشی سلیمان ہوگیا

خلد مین تنہا پہونچ کر کسقدر صدمے اوٹھائے
ہر گل جنت مجھے داغ عزیزان ہوگیا

تھا جو مرقد مین تصور شعلۂ رخسار کا
استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہوگیا

ناتوانی سے بہت وحشت مین گھبراتا ہے دل
تار آہن مجھکو ہر تار گریبان ہوگیا

میرے اشکون سے نمو صحرا کی اتنی بڑھ گئی
آگ خارستان جہان تھا اب نیستان ہوگیا

آہ پر تاثیر نے مجھکو نہ رکھا قید مین
غش نگہبان ہوگیا و قفل زندان ہوگیا

یوسفِ دل گر پڑا تھا او سمین انکھوں کیطرح
خشک قسمت ہو مری چاہِ زنخدان ہو گیا

بوسۂ خالِ سیہ پر ذبح کر ڈالا مجھے
ایک ہندو کی لیے قتل مسلمان ہو گیا

زلفِ جانان دیکھکر وحشت مری جاتی رہی
تارِ کاکل سے رفو چاکِ گریبان ہو گیا

سخت جانی ٹھوکرین کھلواہی تھی پستی مین
مرکے مین سنگِ سرِ گورِ غریبان ہو گیا

ضعف مین بھی گردشِ قسمت کہین جاتی نہین
خشک ہو کر رہ روون کا خارِ دامان ہو گیا

۴ خانمان برباد عاشق کا پتا کیونکر ملے
پھرتے پھرتے دشت مین گردِ بیابان ہو گیا ۱۶

عارضِ گلرنگ پر گیسو پریشان ہو گیا
لالہ زارِ روی رنگین سنبلستان ہو گیا

پھولنے پھلنے لگی مسواک منہ مین یار کے
ہر نفس رشکِ نسیمِ باغِ رضوان ہو گیا

ای پری وحشی کو تیری اسقدر پتھر لگائے
چار جانب کو حصارِ سنگِ طفلان ہو گیا

ضبطِ آہِ گرم سے پھکنے لگی سب استخوان
ایکدم مین طائرِ دل مرغِ بریان ہو گیا

راہزن ہے رہ روون کو میری وحشت کا فروغ
داغِ سوزان دیدۂ غولِ بیابان ہو گیا

جب نقاب اوٹھی قمر کا خلق کو دھوکا ہوا
خال و خطِ چہرے کا داغِ ماہِ تابان ہو گیا

کس قدر پہونچین شکستین حادثاتِ دہر کی
گھر ہمارا گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

توڑکر جب موی سر چھلا بنایا یار نے
حلقۂ انگشترِ دستِ سلیمان ہو گیا

اونکی آرائش ہے میرے واسطے سامانِ قتل
سرمہ آنکھون مین کمانِ تیرِ مژگان ہو گیا

پنجۂ وحشت کے ہاتھون سے قیامت آئیگی
چاک جسدن صبحِ محشر کا گریبان ہو گیا

مردے جی اوٹھے جو جھٹکی زلف جھاڑی یار نے
زہرِ افعی انکے حق مین آبِ حیوان ہو گیا

برق چمکی خندۂ دندان نما سے یار کے
آنکھیں یہ جھپکیں کہ رخ نظروں سے پنہاں ہوگیا

ہیں وہ بیکس تھا کہ مثل اشک ٹپکی آب تیغ
جوہر شمشیر قاتل چشم گریان ہوگیا

تیری زلفوں پر لگی رہتی ہے خوش چشموں کی آنکھ
سنبلستان ملاحت نرگستان ہوگیا

اوس پری کی کان تک پہونچی خبر مجھ زار کی
بخت مور ناتوان بخت سلیمان ہوگیا

٥ عاشق آخر گردش چشم سیہ نے جان لی ٣١
میرا جسم زار پامال غزالان ہوگیا

ہیں صفا سے رونق ایوان دلبر بنگیا
دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بنگیا

حسن روز افزوں نے یہ رتبہ بڑھایا یار کا
شعبدۂ آنکھوں کا اعجاز پیمبر بنگیا

مستی حب علی ہیں ہیں تجے جب پانی پیا
جام ہونٹوں پر حباب حوض کوثر بنگیا

اب بتوں کی تیر مژگاں سے نہیں وحشت میں کچھ
سنگ طفلاں کا ہمارے گرد سنگر بنگیا

بچپنے سے پرورش آغوش آفت میں ہوئی
زہر غم قسمت سے اپنی شیر مادر بنگیا

خوے خجلت وصل میں پوچھی سے چھپنے کا نہیں
آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بنگیا

کیوں نہ راحت سے بسر ہو کوچۂ دلدار میں
نقش پائے یار مجھ لاغر کا بستر بنگیا

شعلۂ شمشیر قاتل نے جلایا اسطرح
جسم لاغر طوطیائے چشم جوہر بنگیا

خون پا خار مغیلاں کا گریباں گیر ہے
دامن صحرا اگر دامان محشر بنگیا

مجھکو حیرت ہے عجب دریا ہے اس کوزے میں بند
اشک تھا آنکھوں میں جب ٹپکا سمندر بنگیا

اشتیاق کاکل مشکیں میں جب لکھی غزل
خامہ میری ہاتھ میں زلف معنبر بنگیا

نکہت گل ہردم کی پھولوں میں ہو ممکن نہیں
بوی فقر آتی ہے اوسمیں جو تونگر بنگیا

بیوفائی سی تری اس درجہ تنگ آیا ہی دل
شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر بن گیا

مجھہ سی لاغر کو خراشِ سینہ قاتل ہوگئی
ناخنِ غم فرقتِ ابرو مین خنجر بن گیا

حسرتِ دیدارِ روئے یار مین نکلی ہی روح
ابروون کا شوق مرغِ جان کا شہپر بن گیا

اپنی باغِ حسن کا اوسنی تماشا دیکھکر
آئینہ جب رکھہ دیا پھولون کی چادر بن گیا

سر پٹک کر خانۂ زندان مین مین نی جان دی
در مین رخنی پڑ گئے دیوار مین گھر بن گیا

اسقدر موزون کیا مین نی سراپا یار کا
خود بخود ہر صفحۂ دیوان مصور بن گیا

آفتابِ داغِ سودا جب ہوا پرتو فگن
ذرہ ذرہ ریگ کا خورشیدِ محشر بن گیا

تیری دیوانی کی تن سی گرد صحرا جب جھڑی
خاک تودہ راہ مین قد کے برابر بن گیا

بچپنے سے مشقِ خونریزی جوانی تک رہی
نشترِ مژگانِ قاتل بڑھ کی خنجر بن گیا

سروِ قدِ یار جب دیکھا خرامان باغ مین
خانۂ باغِ تن مین دل بڑھکر صنوبر بن گیا

مر گیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے
دور تیرا دورۂ چرخِ ستمگر بن گیا

میرے ابرِ چشمِ تر سی جائیگا بچکر کہان
افعی گیسو تمہارا لاکھہ اژدر بن گیا

جسنے توڑا واعظا اپنی بتِ پندار کو
دوشِ پیغمبر اوسے مسجد کا منبر بن گیا

اوس ستم ایجاد کو زیور سے ہی منظور قتل
چھلا اونگلی مین نہین پہونچا کہ چکر بن گیا

موم ہو جاتا ہی آہن نغمۂ دلدار سے
شعلۂ آوازۂ اعجاز [illegible] بن گیا

بچپنے سے اوس لبِ جان بخش مین اعجاز تھا
پر اڑانی کو اگر گیسو کا کبوتر بن گیا

عکس سی آئینہ مین آنکھین لڑائین یار نی
دونون جانب کو صفِ مژگان کی لشکر بن گیا

میری ناکی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین
تیشہ اگر کہسار کی جانب گیا خنجر بن گیا

۶

بادۂ خون جگر سے مست رہتا ہون مدام
زہرِ غم عاشق شراب روح پرور بنگیا

۱۲

از دیوان [illegible]

تب سے یہ بھڑکا بدن ہر داغ اخگر بنگیا
آگ بستر مین لگی آتشکدہ گھر بنگیا

اوٹھی جب شمشیرِ قاتل میری گردن جھک گئی
پہلے سر کٹوا کے جان بازون کا افسر بنگیا

سوج آئی جب ہوئے تیز سے اوبھری حباب
عینہ ڈھا دریا کا ترے سینے کی ٹکر بنگیا

نامۂ دلدار غیرون کو پہونچ سکتا نہین
آج کل تارِ نظر دامِ کبوتر بنگیا

خوب تکلیفِ ملاقاتِ احبا سے چھٹے
وادیِ غربت وطن آوارون کا گھر بنگیا

شل استغنای منعم ہے ہماری احتیاج
ہم اگر مفلس ہوئے تو دل تونگر بنگیا

فکر مجھہ لاغر کو کیا قفلِ درِ دلدار کی
رخنہ دروازے کا میرے واسطے در بنگیا

سر کٹا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو
سخت جانی سے گلے کا طوق خنجر بنگیا

آبشارین دیکھکر آنکھون سے دریا بہ گئی
جو لباس جسم تھا پانی کی چادر بنگیا

تن بدن کی فکر بھولے انتظارِ یار مین
دل ہمارا حسرتِ دیدار کا گھر بنگیا

بہ گئین آنکھین مگر جاتی نہین رونے کی خو
خون فشان جو زخم تھا وہ دیدۂ تر بنگیا

۷

نشۂ فکرِ رسا سے کیون نہ عاشق مست ہون
سر جھکا جب کاسۂ زانو کا ساغر بنگیا

۱۱

بنا ہے روح مجھہ افسردہ دلکو نشہ پانی کا
مے گلگون کو سمجھا پھول باغِ زندگانی کا

ہوا چرچا یہ عالم مین ہماری قصہ خوانی کا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

ملا اچھا عوض ہمکو وفا کا جان فشانی کا
خدا سے کیا گلہ کیجے بتون کی قدردانی کا

جو آہِ آتشین سے مشتعل داغِ جگر ہونگے
فتیلہ بجھ گیا دم مین چراغِ آسمانی کا

عدم کو روح کبکی جا چکی تھی ہجرِ جانان مین
امیدِ وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا

اوڑا دیتی ہین سُنکر حالِ دل ایسے ہوا پر ہین
غرورِ حُسن روز افزون ہے موسم ہے جوانی کا

لکھون احوال جوشِ اشک یا آہِ شرر افشان
یہان مضمون ہے دست و گریبان آگ پانی کا

ہوئی پیری مین گو موئی سیہ ساری سفید اپنے
مگر دھبا نہ دل پر سے مٹا داغِ جوانی کا

ہوا سیراب لیا پیکے آبِ تیغِ جانان کو
کہ پھر اوترا نہ بسمل کے گلے سے قطرہ پانی کا

نہا کر اوسنے دریا مین نچوڑا زلفِ شبگون کو
عقیق البحر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

۴

ہزارون ولولے تھے دل مین سر مین کیسی شورش تھی
عبث پیری مین عاشق ذکر کرتے ہو جوانی کا

۱۴

ہون مسلمان تو جنت مین گذارا ہوگا
ایکدن پاس سے حورون کا نظارا ہوگا

ہین سبکروح جیینگے نہ خزان دیکھینگے
ساتھ اب بادِ بہاری کا ہمارا ہوگا

بحرِ الفت مین تنِ زار سے بچ جائیگی جان
ڈوبتے کیلیے تنکے کا سہارا ہوگا

زیرِ سر ہاتھ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
بالشِ سر کبھی زانو بھی تمہارا ہوگا

قید ہون گالیان دو قتل کرو بندے ہین
غیر سے آپ کا ملنا نہ گوارا ہوگا

جو یونہین گرمی بازارِ حسینان ہوگی
ایکدن یوسفِ دل بھی نہ ہمارا ہوگا

گلِ رخسار کا وحشت مین تصور جو بندھا
دشت مین دامنِ گلچین کا نظارا ہوگا

بجلیان کان مین پہنوگی جو اے شعلہ طور
چشمِ عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا

نیل بوسے کا نہین گال پہ آئے نازک تن
کان کا موتی نہ سوتی مین اوتارا ہوگا

روون دریا کے کنارے اگر اے بحر صفا
ایک بھی آٹھ پہر مین نہ اوتارا ہوگا

ہے یہی امید ہمین درگاہ کو ہم جاتے ہین
ساتھ اونکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا

وحشت زار ہون گبھرا کے نکل جائیگی روح
جو گریبان کبھی ہاتھون سے نہ پارا ہوگا

سوچ فریاد اسیران ستم ہے زنجیر
در زندان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا

۹
اہل دنیا کے بہت ہاتھ سے تنگ آیا ہون
عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا
۱۷

راستی ہٹ جائیگی تنہا بھی کم ہوجائیگا
سرو تیرے پاؤن پر گر کے قدم ہوجائیگا

گو یہی دستی ہے جب اوسکا کرم ہوجائیگا
خط پیشانی مرا نقش درم ہوجائیگا

چشم و ابرو کی صفت مین شعر اگر موزون کرون
خامہ میرا شاخ آہوئے حرم ہوجائیگا

جھوٹی قسمین کھائین لاکھون جھک کر اے یار کو
منہ مری دشمن کا کالا مرتے دم ہوجائیگا

تیغ کھینچی ہے اگر تو پاؤن کو جلدی بڑھا
مجھکو تنگ آتی آتی کیا غصہ نہ کم ہوجائیگا

بت گری کی طرح پوجین گے ترے حجام کو
بے تراشے سنگ پا تیرا صنم ہوجائیگا

گور پر وہ آئین گے دیدار پھر ہوگا نصیب
صاف عینک یار کا نقش قدم ہوجائیگا

اولٹی باتون سے اگر منظور ہے عالم کا قتل
دم تمہاری سیف کا سیفی کا دم ہوجائیگا

گنج زر ہوجائیگی گنج شہیدان کی زمین
سکۂ زر آپ کا نقش قدم ہوجائیگا

منہ اگر دیکھوگے لیکر دانت اے شیرین دہن
نیمچہ مصری تمہارا برق دم ہوجائیگا

تنگ کی باندھی جو وحشت مین در دلدار پہ
پاؤن کیا باے نگہ پر بھی ورم ہوجائیگا

قابل پرسش نہین بیمار الفت کا مزاج
آج کل مین راہی ملک عدم ہوجائیگا

بے تمہارے موسم گل مین جو پھولیگا چمن
نرگس شہلا کی آنکھون پہ ورم ہوجائیگا

تیری صدقے سے بڑھیگا رتبہ ہر ناچیز کا
بینڈھا آہوے حرم پُتلا صنم ہوجائیگا

ٹالتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو
اشتیاق اپنا تمہارا حُسن کم ہوجائیگا

منہ بنا کر دانت پیسو گالیان دو کوس لو
نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہوجائیگا

۱۰

سر کٹینگے جو یونہین عاشق وہان دو چار کے
کوچہ اوسکا جادۂ ملک عدم ہوجائیگا

۱۳

جب آپ نے دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا
صاحب کا جو کہ قصد تھا بندا سمجھ گیا

مجھکو وہ غیر غیر کو اپنا سمجھ گیا
اچھا نہین بُرے کو جو اچھا سمجھ گیا

مشرب مین اپنے مال کا رکھنا حرام ہے
دولت کا نشہ نشۂ صہبا سمجھ گیا

جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ
جنت کو کربلاے معلی سمجھ گیا

اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے
جو دل مین سوچا آپ نے بندا سمجھ گیا

پہونچا نہ سینے تک جو مرا دست آرزو
چڑیا کو اوس کٹوری کی عنقا سمجھ گیا

مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے
تھوڑی سی فکر کی تو بہت سا سمجھ گیا

انکار کے کنائے کو عاشق سمجھتے ہین
مطلب کو لن ترانی کے موسیٰ سمجھ گیا

دریا بہائے ہجر مین ایک ایک اشک سے
نکلے جو چار آنسو تو چوکا سمجھ گیا

دل دیکے شب کو سونگھ لیے اونکے سر کے بال
سستا بہت مین زلف کا سودا سمجھ گیا

سو بار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا
مین خط یار کو پر عنقا سمجھ گیا

رندون کو بھی بُرا نہ کہا پھر تو شیخ نے
غیبت کو جب گناہ کبیرہ سمجھ گیا

بلا اضافہ ۱۲

١١	عاشق کیا ہے بوسۂ قرآن جو روبرو کیسا وہ اپنے رخ کا کتابا سمجھ گیا	١٥

ہمکو کالی سے سوا وہ مار کاکل ہو گیا
آنکھ ملتے ہی چراغ زندگی گل ہو گیا

نشۂ مے نے کیا آہن دلون کو موم ل
نغمۂ داؤد ساقی شور قلقل ہو گیا

کیا اثر ہے ہاتھ مین اوس ساقی گلفام کے
باغ مین جس گل کو توڑا ساغر مل ہو گیا

اسطرح وہ قتل کرتے ہین کہ بدنامی نہو
جس سے روٹھے کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

اسقدر غم کھائے ہمنے بھوک بھی جاتی رہی
خون دل کا نعمت خان توکل ہو گیا

عقدۂ زلف دراز یار کی کثرت کو دیکھ
فلسفی اس دور مین ثابت تسلسل ہو گیا

وصل کی شب رات باقی تھی کہ وہ رخصت ہوے
صبح کے ہونے مین اب ہمکو تامل ہو گیا

اے فلک دست خزان سے کیون نہ نالان ہو چمن
غنچۂ گل سوکھ کر منقار بلبل ہو گیا

اسقدر مضمون غم لکھنے کی بس نے مشق کی
ایک عشرے مین کمیت خامہ دلدل ہو گیا

خوف کیا روشن دلون کو خانۂ تاریک سے
قبر مین جاکر چراغ عقل کب گل ہو گیا

بادہ خواری پر ہماری زندگی ہے ساقیا
کم ہوئی آواز قلقل تو یہان قل ہو گیا

قید مین تھا مشغلہ مجکو جو ضبط آہ کا
قطع میرے پاؤن سے زنجیر کا غل ہو گیا

خاکساری بڑھ گئی جتنا مرا رتبہ بڑھا
ہر ترقی مین ترقی پر تنزل ہو گیا

بیشتر ایسی سیاہی اونکے بالون مین نہ تھی
بخت میرا بستۂ زنجیر کاکل ہو گیا

١٢	بال سے باریک اپنا جب تن لاغر ہوا سلسلہ سے زلف کی عاشق توسل ہو گیا	٢٣

رنگ دکھلاتا ہے پرتو روی آتشناک کا
کھیل سونے کی نظر آتا ہے تنکا ناک کا

پھر کسی سے یہ نہو طرز اوس بت سفاک کا
کان ہون دیکھے اگر وہ حال مجھ غمناک کا

کھل گیا رونے سے پردہ مجھ گریبان چاک کا
آبرو رہتی جو مین ہیوند ہوتا خاک کا

صاف آب دم مین ہوتا اوس مسیحا کا جو نور
جان پڑ کر بولتا کسطرح پتلا خاک کا

چھٹتے ہی آب روان سے ڈھیل جسم یار کے
ہر حباب بحر کیسہ بنگیا دلاک کا

اس سے پہناتی ہین جامہ طفل کو شکل کفن
روز اول سے ہو خوگر آخری پوشاک کا

شام ہے گنج شہیدان مین نہ آپکی تیر اب
یان گذر ہوتا نہین ہے کسکی روح پاک کا

صیدگاہ دہر مین خیاط قسمت نے سیا
جامۂ تن مین گریبان حلقۂ فتراک کا

اوٹھ گئے اس دارفانی سے جو ہمسے غمزدے
کون شکوہ پھر کریگا گردش افلاک کا

منہ جو دکھلا دو فنا ہو جائین یون سارے بشر
آئین عزرائیل پھر لینے کو چنگل خاک کا

کل تو تھی سونے کی بالی آج بنوائی ہے نتھ
میری مرنے سے بڑھایا اوسنے زیور ناک کا

قشقہ جاسے ہے کب اپنی غزل ہٹی ہوئی
کب زبان شعر سے اوٹھا بگولا خاک کا

آپ صحرا مین جو میرے قتل کا بیڑا اوٹھائین
پان کی صورت بنے ہر ایک پتا ڈھاک کا

کسب مجھ علم ریاضی کا ریاضت سے نہین
عرش تک پرتو گیا ہے شعلۂ ادراک کا

اس طرح بعد عدم ہم ہو جائین منت کش نہون
بار ہو دوش ہوا پر بھی نہ اپنی خاک کا

آبلے دل مین پڑے ہین خوشۂ انگور سے
آفتاب حشر دیساقی ہے سایہ تاک کا

بعد مردن بھی نہین اوٹھتا مین ایسا بار ہون
پھینکدیتی ہے صبا اپنا تارہ میری خاک کا

وحشیون کی چال ڈرائی تو سن صیاد نے
چشم آہو بنگیا حلقہ سر اک فتراک کا

معجزہ اوس نے شک عیسیٰ نے دکھایا دشت مین
بن گئی آدم سامنے آیا بگولا خاک کا

کرکری ایسی ہوئی تیری لبون کے سامنے
چیونٹیون کو صاف شکر پر ہے دھوکا خاک کا

موسم گل مین ہر ایسا ہے مجھہ زخمی کا تن
زخم سے انگور کو انگور سمجھا تاک کا

کوچۂ دلدار سے آگے بڑھی جاتی ہے کیون
پھینک دیگی جلد ہی صبا پشتارہ میری خاک کا

۱۳ رشتۂ گیسو اگر ملجائے عاشق یار سے
باندھیے شیرازہ اوراق دل صد چاک کا ۱۹

چاند تارے کا جو خیمہ ایستادہ ہو گیا
چرخ انجم پر سنہری برج بالا ہو گیا

اس زمانے مین ہر اک بیدید ایسا ہو گیا
جس کنوئین مین سوت پھوٹی تھی وہ اندھا ہو گیا

مجکو قاتل کی نزاکت پر اچنبھا ہو گیا
تیغ مین نے کھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہو گیا

جب گئی گلشن مین وہ پھر عود کر آئی بہار
حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہو گیا

ملکے مہندی عطر تلوون مین لگایا یار نے
دو قدم گھر سے جو نکلے فتنہ برپا ہو گیا

سامنے میرے اگر وہ بے حجاب آتے نہین
کاش یہ کہکر بلا لین آؤ پردا ہو گیا

بند آنکھین کر کے جاتی ہین عدم کو دہر سے
ایکبار آنے مین ایسا یا درستا ہو گیا

صاف طینت کو کدورت سے کسیکی ڈر نہین
چاندنی کا فرش کب مٹی سے میلا ہو گیا

اوڑ گیا ایسا ہوائے تیر سے مین ناتوان
تیر کے پلے سے اے صیاد پلا ہو گیا

ایک عالم چھک گیا ساقی کے فیض عام سے
جام مے دریا دلی سے ظرف دریا ہو گیا

طاقت و تاب و توان تن مین نہین غافل ہے روح
قافلہ یارون کا منزل سے روانا ہو گیا

اونکے تلوون سے ملین آنکھین تو آنسو تھم گئے
دیکھتے ہی دیکھتے پایاب دریا ہو گیا

بارِ کاکل آئینے مین دیکھ کر سہما وہ شوخ
سبزۂ خط اسقدر سمٹا کہ بُندا ہو گیا

چور چوری سے گیا کیا ہیرا پھیری سے گیا
دور سے دیکھے آتی ہین جب سے محلکا ہو گیا

دل کو بہلایا بہت آنسو مگر تھمتے نہین
ترکِ الفت کی تو اور اک روگ پیدا ہو گیا

تجھکو میرے قتل کی شادی جو اے سفاک ہے
سیر دو منہ پر بھی لہو زخمون کا سہرا ہو گیا

خوف ہے قاتل نشانِ دستِ نازک سے تجھے
زخم اوچھا تھا بہت اس سے پھر ہرا ہو گیا

مجھکو نازک دل جلا کر دیا اے نازنین
دل تری ہاتھون ہتیلی کا پھپھولا ہو گیا

۱۴ — ایک سودائی نہین عاشق پری پیکر ترا
کیا زرِ داغِ جنون کا ابکے توڑا ہو گیا — ۲۰

کیا گھٹا مرنے سے پہلو مین جو قاتل آیا
جبر نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا

کر چکا طوفِ حرم دیر پر اب دل آیا
حق سے پھر کر طرفِ مذہبِ باطل آیا

اپنے نزدیک رخ و زلف ہین دونون یکسان
آج تک ہمکو نہ فرقِ حق و باطل آیا

یار کے گھر مین رسائی نہین ہوتی اسسے
ساز غیرون سے نہ دربان سے مجھے مل آیا

حسنِ صورت کی فریبون مین پھنسی ظاہر بین
اپنا عاشق ہون کسی پر نہ مرا دل آیا

کس طرح کاٹی خدا جانے شبِ فرقت مین
نہ اجل آئی تلی کو نہ قاتل آیا

بزم رنگین ہوئی عکسِ مئے گلگون سے
شیشہ کیا آیا کہ رونق دہِ محفل آیا

بعد مرنے کے یہ ہاتھون سے سر اپنا پیٹا
سنگ تربت بھی سرہانے کی طرف سل آیا

دولتِ حسن سے بہتر نہین کوئی دولت
در پہ آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا

اب تو دق ہو کے یہ کہتا ہے تمہارا بیمار
وہی اچھا ہے کہ جسکا نہ کہین دل آیا

اشک سوکھی تو ندامت یہ رہی دریا پر
گر گئے پاؤن مری جیب پہ ساحل آیا

تھک گئی ہونٹھ دعا سی نہ چلی باد مراد
اپنا بیڑا نہ قریبِ لبِ ساحل آیا

جور گلچین کا عوض کسنے لیا گلشن مین
کوئی سننے بھی نہ فریادِ عنادل آیا

حال رونیکا پڑھا خط مین تو فرماتی ہین
یہ عریضہ بھی ڈبو دینے کے قابل آیا

اللہ اللہ یہ دم بھر کی مسافر سی حجاب
پٹی جب باندھ لی آنکھون مین تو قاتل آیا

روح آیا ملک الموت کے بدلی شب ہجر
جان مین جان مری آئی جو قاتل آیا

دیکھکر حال کو مجھ زار کی یہ حیرت ہے
گر پڑی ہاتھ سی تلوار جو قاتل آیا

تمسے رخصت جو ہوی ساتھ کسی نے نہ دیا
دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مری دل آیا

روز اک سیر ہے اس بزم گہ دنیا مین
اوٹھ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا

۱۵

نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت مین
کوئی بھی کام نہ عاشق دم مشکل آیا

۱۸

اب کی سے ہے جوش آمد فصل بہار کیا
مستون ہی خود او لجھنی لگی ہوشیار کیا

قطرے مین ڈوب جائیگا یہ جسم زار کیا
بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم کٹار کیا

اے محتسب نہ مست مئے بیخودی کو چھیڑ
کیسی شراب نشہ کہان کا خمار کیا

ساقی سوال بوسہ کی تقصیر ہو معاف
بہکی زبان نشہ مین ہے اختیار کیا

بہ بہ کے آنکھین روزن دیوار ہو گئین
دیکھین ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا

فقرون سے قتل کرنے لگی بات بات مین
تیغ زبان یار بنی ذوالفقار کیا

سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھیے
رکھتے ہین صاف آئینہ ہم خاکسار کیا

بھڑکانے سے رقیب کے تم آگ ہو گئے
میری طرف سے دل مین بھرا تھا نجار کیا

کھنچے لہو سے گرد ترے گھر کے دائرے
پرگار سے کے ہین پاؤن یہ پائے فگار کیا

تیور ہمارے آنکھہ لڑانے سے بجھہ گئے
تیغ نگاہ یار ہوئی آبدار کیا

جب اوس پری سے بوسۂ گیسو طلب کیا
فرمایا جن ہوا ترے سر پر سوار کیا

میخانے کو ہوا سے بہاری جو لے اوڑی
مستون کو دم مین آ نے لگے ہوشیار کیا

شرب مدام صحن چمن مین نہ چھوڑیے
واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا

صیاد ہے وہ دام مین آرام سے لائیے
کنج چمن مین ہے لطمی کا شکار کیا

سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے
بوسہ کی پھر طلب کی ہوا امیدوار کیا

کچہ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ہے
منہ سے نکل پڑے گا دل بیقرار کیا

ای ہجر یار جبر نکر جان زار پر
آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا

۲۱	صیاد دہر قاتل عالم لقب ہوا عاشق کا قتل تمکو ہوا سازوار کیا	۱۶

گیسو حجاب روی دل آرام ہو گیا
نور سحر سواد سر شام ہو گیا

چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا
بندے کے پاس آ کے وہ بت رام ہو گیا

رسوائے خلق عاشق ناکام ہو گیا
تمنے برا کہا جسے بد نام ہو گیا

محفل سے کیا اوٹھا یا یہان کام ہو گیا
تم اسے مسیح موت کا پیغام ہو گیا

روشن سواد زلف سیہ فام ہو گیا
دُرکان کا چراغ سر شام ہو گیا

سودے مین غنچون کے گلی پڑ گئی شراب
گردن کا طوق دور خط جام ہو گیا

یا دِ مسیح لب مین مجھے موت آگئی
حسن گلو کے عشق مین ناکام ہو گیا

تشبیہ مین نے عرش کو دی تیری فرش سے
نقشِ قدم چراغ سرِ بام ہو گیا

کچھ قند لب سے تلخ ہی ناکام کو سناؤ
تمنے نبات کی تو مرا کام ہو گیا

خط پر جو مہر ہوتی ہے تلووں سے ملتی ہین
عہدہ ہے پای بوس کا پانام ہو گیا

مرنے کے بعد ہی یہ کرامت فقیر کی
سائل ہوا جو گور سے بہرام ہو گیا

تاریخ وار حال جو اپنا کیا رقم
نامہ مرا صحیفۂ ایام ہو گیا

مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک جیب کے
پیوند خاک عاشق ناکام ہو گیا

صدقے صنم کے مین جو کیا تنکدی کا طوف
ملبوس تن مین جامۂ احرام ہو گیا

نکلے جو میرے نالۂ سوزان و اشک گرم
برج فلک بھی گنبدِ حمام ہو گیا

افشای راز عشق کیا اشک چشم نے
بہکا یہ طفل اشک کہ بدنام ہو گیا

یوسف ہی خال رخ حبشی ہو نہ دو بشمال
گیسو کی عکس سے یہ سیہ فام ہو گیا

صیاد کو اسیر کیا شوق قتل مین
تیرون سے چھید کی جسم مرا دام ہو گیا

صبح شب فراق کا ہونا محال ہے
مشکی مگر یہ ابلق ایام ہو گیا

قاضی گیا جو بزم مین گل ہو گیا چراغ
پگڑی اوتارنے کا سرانجام ہو گیا

۱۷

وہ رشک مہر کوٹھے پہ آیا ہے دیکھنے
عاشق مع جب آفتاب لب بام ہو گیا

۱۹

رنج پایا باعث رنج و محن یاد آگیا
جب اوٹھا یا داغِ نو چرخِ کہن یاد آگیا

دم اوکھڑنے مین بت پیمان شکن یاد آگیا
مرگ کی تلخی مین وہ شیرین دہن یاد آگیا

اسقدر خائف ہوا مین عشق کی افتاد سے — جو کنوان دیکھا مجھے چاہِ ذقن یاد آگیا

تنگ آکر ہجر مین پھاڑا گریبانِ سحر — شب کو جیبِ دستِ جنون کو پیرہن یاد آگیا

خلد بھی میرے لیے خالی نہین آسیب سے — سیبِ جنت دیکھکر سیبِ ذقن یاد آگیا

بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہین — جامۂ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا

ہاتھ آیا تھا لباسِ شب مین دامن یار کا — پو کے پھٹتے ہی گریبانِ کفن یاد آگیا

ہجر مین برسا جو مینہ دیکھی جو چادر ابر کی — موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا

مین نی بحرِ عشق مین گر کر نہ مارے ہاتھ پاؤن — دست و پا بھولی جو وہ گدرا بدن یاد آگیا

عشق کاکل نے بڑھایا رشتۂ طولِ امل — تنگ آیا زندگی سے جب دہن یاد آگیا

شامِ صحرا پھر گئی آنکھون مین بے زلف سے — دیکھکر چشمِ سیہ کالا ہرن یاد آگیا

سیلِ اشکِ چشم نے دیو فلک کو بھر دیا — جب گڑھی مین گور کے چاہِ ذقن یاد آگیا

شاہدِ مضمون گلِ تحسین کے سہرے باندھے ہین — طبع کو نازِ عروسانِ چمن یاد آگیا

گو پریشان خود بھی ہو زلفِ پریشان کیطرح — کوئی بھولے سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا

موت کی ہچکی لگے کیونکر نہ ضبطِ آہ سے — روی ساقی شیشۂ غنچہ دہن یاد آگیا

مجکو تمکو دیکھکر ہر کافر و دیندار کو — قصۂ یوسف زلیخا نل دمن یاد آگیا

پاؤن رکھا بتکدے مین آیا زاہد کا خیال — داخلِ کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا

آج چاندی کے ورق کی طرح چمکی چاندنی — چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

۱۸	کیون چلے گھبرا کے عاشق جانبِ دشتِ عدم آوگی کیونکر جو ہستی کا چمن یاد آگیا	۱۹

غم ہی چشم مست کا خطِ زمرد رنگ کا ساغرِ مے پر چڑھایا اوُر کاسہ رنگ کا

کعبہ سے مطلب نہین سجدہ ہی اپنا بتکدہ آب زمزم سے سوا ہے مجکو پانی گنگ کا

سخت مشکل تجھسے نازک دلکو ہی عشقِ صنم یہ نہ سمجھا تھا کہ ہے شیشے سے لڑنا سنگ کا

ربع مسکون ہے ابھی تو سر کی بھل مشتاق آئین میری قاتل کا ارادہ ہوا اگر جو رنگ کا

دیکھکر وہ سبزۂ رخسار اپنا ڈر گئے صاف ثابت ہو گیا بوا ہی نشۂ بنگ کا

عقدۂ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز ہے دیکھنے والا ہون مین اوسکی دہان تنگ کا

جمع رہتے ہین حسینان جہان اوسکی حضور خانہ باغ یار مین پھولا ہی گل ہر رنگ کا

ہاتہ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب وہ کرتے ہین سلام سر جھکا یا اسِ زمانے نے ہر اک سرہنگ کا

اب سزا پاتے ہین وہ تھا عرش پر جنکا دماغ کاسۂ سر ٹھوکرین کھاتا ہی ہر سرہنگ کا

قول میزان نظر مین اک ذرا ای ہے ہمین سنگ پاسہ اوسکے رتبہ بت کو ہی پاسنگ کا

زیر گردون کسنے پایا بھر کے جام آفتاب دور مین خالی ہی ساغر چرخ مینا رنگ کا

سخت ہم پچتائے کیون زاہد کی کہنے پر چلے بت کدہ ہی ہو گیا پلہ کئی فرسنگ کا

ہو گا سر بر کسطرح آنکھین لڑا کر یار سے دیکھیے پہلے شگون آئے دل شکست رنگ کا

غیر ہے پہلو مین اونکی کیون نہ لڑکر جان دون دل مین گٹتا ہون تو کرتا ہون ارادہ جنگ کا

ایکدن وہ عاشق ہوا ہی قاتل نہون ہر روز قتل تیغ ابرو پر ابھی آجاے دھبا زنگ کا

مین وہ بیکس ہون کہ جو پیچھے قافلے سے رہ گیا گوش گردون تک گیا نالہ دہان زنگ کا

ضعف ایسا ہی کہ برسون مین چلا ہون ایک گام دشت مین کانٹا منارا ہی مری فرسنگ کا

جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سر بزم ناز پر فندق پا کو ملا رتبہ گلِ اورنگ کا

۱۹	طول موئے سر کو عاشق کسطرح موزون کرون ہجر کی شب ہی نمونہ کاکل شبرنگ کا	۱۴

بتا دے پیر فلک تو نے ہی جہان دیکھا
ضعیف دوسرا مجھسا بھی ہی جوان دیکھا

چھپا نہ سوز درون میری تیرہ بختی سے
سراغ آگ کا پایا جہان دھوان دیکھا

صفاے قلب سے ہم غیر کے نہین محتاج
حصول جام مین جم نے اگر جہان دیکھا

عجب ہی کشتیٔ عمر روان کی صنعت مین
نہ گن نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا

عدم کو حسرت دیدار لے چلی دل مین
مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا

بہار جانے سے برباد یون ہوئی بلبل
نہ مشت پر کہین دیکھے نہ آشیان دیکھا

عروج زیست مین دو دن مقام عبرت ہے
غذاے مور سلیمان کا استخوان دیکھا

بنائی زلف جو مہندی لگا کے ہاتھون مین
یہ کھڑکا شعلۂ رنگ حنا دھوان دیکھا

نہ مے پرستون کی جلسے نہ جام گردش مین
کچھ اسکے سال نیا دور آسمان دیکھا

بڑھے ہین ضعف مین ابتر آہ زورون پر
قد خمیدہ کو جب حلقۂ کمان دیکھا

بجز لحد نہ رہا کچھ نشان صاحب نام
مٹا یا پیر فلک نے جسے جوان دیکھا

گرا اسکی نہ دو رنگی جہان کی ہمکو
ہمیشہ ابلق ایام زیر ران دیکھا

متاع حسن کا طرار زلف حافظ ہی
وہ چور ہی جو خدا نے کا پاسبان دیکھا

۳۰	بلند عرش سے اوسکو کیا ہی عاشق نے زمین شعر کو بھی تو نے آسمان دیکھا	۲۸

کیا خط سے نشان لب جانان نہ ملیگا
جب خضر ملے چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دوزخ کو نکل جائینگے اس وحشت دل سے
جنت مین اگر ہمکو بیابان نہ ملیگا

غیرون کی بندھی گی جو ہوا کوچۂ صنم مین
سُرمے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا

کیا خاک بیابان سے چھپےگا تن عریان
دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا

مرجائینگے لیکن نہ مزا جائیگا دل سے
ہم حور کو چاہین گے جو انسان نہ ملیگا

دیوانہ ہون پر سب ہین کرامات کی باتین
اس طرح کا پریون کو سلیمان نہ ملیگا

زلف سیہ یار اگر خلد مین ہو پہنچی
اندھیر ہے جنت مین مسلمان نہ ملیگا

تنہائی سے افزون ہے مجھے فاقے کی لذت
کھانا نہین کھائیگا جو مہمان نہ ملیگا

بیکار ہے کہدو ملک الموت نڈھونڈین
یہ گمشدۂ دشت و بیابان نہ ملیگا

قسمت مین نہین درد کی لذت بھی اوٹھانا
مین کھاؤن اگر زخم نمکدان نہ ملیگا

ناصح نہ بیان کر مزۂ میوۂ جنت
یون سیب ملین ہمنے زنخدان نہ ملیگا

جیتا ہون مین جب تک مرے دیوان کی ہے قدر
مجموعۂ اوراق پریشان نہ ملیگا

ہے دشمن جان اوسکی محبت مین خدائی
کیا اب بھی وہ غارتگر ایمان نہ ملیگا

ہم سلسلۂ زلف سے ڈھونڈین ہین یار
ظلمات مین کیا چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دکھلائے جو بندون کو وہ خالق کرم اپنا
مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہ ملیگا

کیا ڈر ہے جو قاتل نہ ملا آج گلے سے
کل حلق سے کیا خنجر بران نہ ملیگا

وحشت مین مٹے گی نہ مرے پاؤن کی کھجلی
ہر روز جو صحراے مغیلان نہ ملیگا

وحشت مین نہ چھوٹی جو مرے پاؤنکے چھالے
پانی تمہین اے خار مغیلان نہ ملیگا

بس آج کی رات اور بغل مین ہے وہ مہرو
کل ہمسے مزاج شب ہجران نہ ملیگا

ای ترک ہوا خواہ تری ساتھ چلین خاک
آندھی کو غبارِ رہ جولان نہ ملیگا

پھانسی ہی وطن آوارون کو رسّی ہی نہ ہینا
کیا حلقۂ گیسوی پریشان نہ ملیگا

زلفون مین رخِ پاک کا ہوگا نہ نظارا
سر رشتۂ زنّار سے قرآن نہ ملیگا

جس طرح رخ و زلف مین تیری ہی محبت
اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا

عالم ہی گرفتارِ تپِ ہجرِ صنم مین
عیسے ہوے بیمار تو درمان نہ ملیگا

آئینہ سے سب دیکھہ لو حالِ دلِ پر درد
مجھسا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا

کاٹوگے سنورنی مین اگر چار پہر رات
آغشتہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا

مین بیکس و تنہا ہون امانت مجھی کہنا
ایسا کوئی اے گورِ غریبان نہ ملیگا

۲۱ عاشق جو یہ بیرنگی بازار سخن ہے
گلشن مین کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا ۲۰

کبھی تو سرمہ گین ای چشمِ مست یار ہونا تھا
عصا بھی پاس رکھنا تھا اگر بیمار ہونا تھا

بسے ہونا تھا تو پیدا نہ یون بیکار ہونا تھا
ستارہ ہی کو مری خالِ رخِ دلدار ہونا تھا

سُنا ہی اوس بتِ سفاک کو شوقِ عیادت ہے
مسیحا کو بھی دم بھر کے لیے بیمار ہونا تھا

بھری ہی آگ عشقِ گلرخان کی میرے سینہ مین
تجھے ہی بلبلِ دل مرغِ آتشخوار ہونا تھا

مکدر ہو نگاہِ یاس عاشق سے ہی دمِ مُردن
سبک ہے وہ جن کو خاطر تمہاری بار ہونا تھا

سمجھتے عشق خطِ یار نے تاثیر دلمین کی
صفا کو بدل اس آئینہ مین زنگار ہونا تھا

نہوتا دہر مین ہندوی زلفِ یار کا شہرہ
مسلمانون کو کافر سبحہ کو زنّار ہونا تھا

فغانِ بی اثر سے بلبلِ شوریدہ کیا حاصل
ہماری طرح تجکو رشکِ موسیقار ہونا تھا

علاج عاشق رنجور کو آئی نے آفت کی
مسیحا کی مقدر مین مگر بیمار ہونا تھا

چڑھی کیونکر نہ اپنا خون اوس کافر کی گردن پر
رگ جان کو ہماری رشتۂ زنار ہونا تھا

او سمجھہ کر ہین کسی کی دامن دولت مین وہ جاتا
تن کاہیدہ کو وحشت مین نوک خار ہونا تھا

اوٹھائی آئی ہین جب مجکو خواب مرگ آ ہو بجا
نصیب خفتہ تجکو پہلی ہی بیدار ہونا تھا

نہ ہاتہ آیا صنم قربان کعبے کی پھری خالی
عوض حج کی فدای خانۂ دلدار ہونا تھا

پھرین آنکھین جو وقت مرگ میری آپ بھی رو کی
دم آخر بھلا تجھہ زار سے بیزار ہونا تھا

شرار آہ آتش زا مری جاتی نہ گردون پر
مگر نسر فلک کو مرغ آتشخوار ہونا تھا

جلاکر قصر تن کو خود بھی جل بجھنا تھا مجمر مین
دل سوزان چراغ خانۂ نادار ہونا تھا

فسون سازون کے دم مین آ گئی اے نگہبانون بڑی اپنے
کسی شوریدہ سر کا طرۂ دستار ہونا تھا

وہ پیا ڈوبتا ہی جو نہ اوٹھی بادہ خواری مین
زر قارون کو صرف خانۂ خمار ہونا تھا

خدا کا پاس لازم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی
بتون کی غم مین کعبی کو جو ماتم دار ہونا تھا

۲۲
تحیر سے مجھی عاشق بنائی رنگ گردون سے
کیسے اس نیلگون پردے مین ماتم دار ہونا تھا
۱۸

آفاق نور عارض جانان سے بھر گیا
اے مہر و ماہ دور تمہارا گذر گیا

ڈوبے بغیر ضبط غم دل سے مر گیا
آنسو پیے تو پیٹ مین پانی اوتر گیا

پیدا ہوا نظیر یہ دل پر گذر گیا
کھچوا چکے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا

خفت ہوئی فراق کا جب دن گذر گیا
لو آج جیتے جی ترا بیمار مر گیا

کیسا شب وصال سے وہ ماہ ڈر گیا
خورشید جب غروب ہوا منہ اوتر گیا

حد سے زیادہ لطف نزاکت گذر گیا
کنگھی اوٹھائی ہاتھ مین شانہ اوتر گیا

مشتاق آج کسکی صدا کے ہین تیری کان
کل جو کراہتا تھا وہ بیمار مر گیا

اے پیر چرخ تیری عداوت نہ کم ہوئی
وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا

گلشن مین دشت و کوہ سے وحشت ہوئی سوا
دیوانگی نے ساتھ نہ چھوڑا جدھر گیا

رسوا ہے خلق دیکھ کے کیسی نگہ پھری
چڑھ کر نظر پہ آنکھ سے تیری اوتر گیا

ہمنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی
کیا سخت تھا وہ وقت جدائی گذر گیا

دریاے اشک نے تن خاکی گھلا دیا
دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا

سناٹا ہو گیا تری کوچے مین اے پری
دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا

بیمار ہجر یار کی شب یون گذر گئی
سو بار ہمنشین یہی سمجھا کہ مر گیا

پکا مرے علاج مین جراح کا بھی دل
ناسور سو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا

آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا
تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا

جوبن بڑھا دیا عرق شرم وصل نے
کیسا پسینے مین وہ نہا کر نکھر گیا

۲۳	عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ مین فرمایا مجکو کیا جسے مرنا تھا مر گیا	۲۴

اوس مہر نے دیکھا نہ پھپھولا مری دل کا
چمکا نہ کسی روز ستارا مری دل کا

اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہے جنازا مری دل کا
صندوق مین سینے کے ہے مردا مری دل کا

پھونکیگا دو عالم کو جلانا مری دل کا
اچھا نہین بڑھ جاے جو شعلا مری دل کا

اتنی تو تعلی نہ کر اے گنبد گردون
بھرنی دے ذرا تو ابھی چھالا مری دل کا

ہی قطع رقیبون سی اشارہ مری ڈر سی
تلوار پہ ابرو کی ہی قبضا مری دل کا

کشتون کو بھی سکتا ہی تڑپنی سی ہماری
حیرانی بسمل ہی تماشا مری دل کا

جب آئی مری خاک پہ اک زلزلہ پایا
ثابت ہوا مرقد مین تڑپنا مری دل کا

نالون کا جو رخ ہی طرف عرش معظم
معلوم نہین کیا ہی ارادا مری دل کا

مستی ہین اوٹھاتی نہین کیون آج گرگی
دیتی ہین کباب آپکو دھوکا مری دل کا

اب سوزن عیسیٰ نہ کہین ٹوٹ کی رہ جا
نکلیگا کسیطرح نہ کانٹا مری دل کا

دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا
خال رخ قارون ہی سویدا مری دل کا

آنکھون سی لہو ٹپکی گرا خاک پہ اک دن
آنسو کی طرح کھل گیا عقدا مری دل کا

اوٹھ جائی نہین جلد حجاب تن خاکی
جامہ ہی بدن کا مری پردا مری دل کا

ای بت ہوا نالون سی تری جلوہ کی قابل
ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مری دل کا

اوٹھ جاتی ہو محفل سی جہان غیر کو دیکھا
عاقل ہو نہ سمجھے ہوا اشارا مری دل کا

مجبور کی تقصیر نہین قابل الزام
میرا ہی مچلکا کہ مچلکا مری دل کا

اب نشتر مژگان کی شکایت نہ کرونگا
لو پھوٹ بہا آج پھپھولا مری دل کا

غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا
درد دل عالم ہی مداوا مری دل کا

ساقی جو کری یاد تو مرجاؤن خوشی سی
ہچکی کبھی لیتا نہین شیشا مری دل کا

بھیک آؤن جو کوچی مین تری یہ تو نہوگا
مجھپر ابھی بھاری نہین مردا مری دل کا

جنون کی سوا کون ہی اس گرد سی واقف
سوتا ہی تہ خاک شناسا مری دل کا

زاہد تجھی کیا وجہ حرارت نہین معلوم
ہر اخگر دو رخ مین ہی نقشا مری دل کا

رونی مین نظر ہی طرف کوچۂ دلدار | قبلے کی طرف بہتا ہی دریا مری دل کا

٢٤ عاشق یہ کبھی سنگ حوادث سی نہ ٹوٹا
پتھر سی بھی مضبوط ہی شیشا مری دل کا ٢٥

بندۂ بت ہوا قائل قرآن نہوا | مجھسے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا
میرا آغوش کبھی مسکن جانان نہوا | قلب مومن نہوا مین رگ شریان نہوا
تیری کوچے مین بنی قبر نہ اس مجرم کی | خلد مین مسکن آلودۂ عصیان نہوا
داغ چمکا نہ کبھی میری سیہ خانی مین | ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا
حال کھل جاتا ابھی طول شب فرقت کا | ای سحر ہاتہ مرا تیرا گریبان نہوا
قبر پر میری پڑھا فاتحہ پہ ہنس ہنس کر | ای صنم کھیل ہوا سورۂ قرآن نہوا
بھا گئی وسعت صحرای عدم وحشت مین | مین وہ مجنون ہون کہ منت کش زندان نہوا
دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا | زاہدا آج وہ غارتگر ایمان نہوا
ہاتا پائی سی جو یوسف ہین و نہین نفرت سی | چاک دامن بھی ہوا دست و گریبان نہوا
شب تنہائی مین جز مرگ نہ کام آئی رفیق | کوئی پرسان دل زار غریبان نہوا
عیسی لب کی سنا کرتی تھے شہرت کیسے | تالب گور علاج تب ہجران نہوا
وصل کی شب نکیا اوس گل خوبی نی نہال | ہاتہ میرا شجر سیب زنخدان نہوا
بولگی رہتی ہی وحشت مین پری رویونکی | ایک شب بھی غم تاریکی زندان نہوا
ضعف نی وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا | میری ہاتھون سی کبھی چاک گریبان نہوا
انقلاب آئی زمانی مین ہزارون لیکن | وصل کا روز مثال شب ہجران نہوا

آگ جنگل مین لگاؤ کہ بھبھولی پھوٹے
انسے سیراب کوئی خار مغیلان نہوا

قید سو بار یہ وحشی ہوا چھوٹا سو بار
ایک دن قفل نصیب در زندان نہوا

جیسا پریون مین ہی ماتم تری دیوانی کا
اسقدر غلغلۂ مرگ سلیمان نہوا

خضر خط کو سکندر نے ہرا دل نکیا
وجہ یہ ہی جو عیان چشمۂ حیوان نہوا

دیکھتے ہی جا چمن دہر نہ پھر جھپکی آنکھ
چشم نرگس سا کوئی دیدۂ حیران نہوا

گل یہ مشغول رہی اپنی خود آرائی مین
گوش زد نالۂ مرغان گلستان نہوا

پیاس کیا خون کف پا سے بجھے کانٹون کی
ہمسے سامان کچہ ای دشت مغیلان نہوا

کوئی دامن نہ ترے جامہ درون سے چھوٹا
کوہ و صحرا سے حجاب تن عریان نہوا

کوئی آفت کی بلا آے نہیں ڈرتا مین
وہ جفاکش ہون کہ خوف شب ہجران نہوا

۲۵

اول شب دم آخر ہے تمہارا عاشق
انتظار دم صبح شب ہجران نہوا

۲۳

کون سنے تمہاری دل مضطر کو جلایا
فریاد نے میری صف محشر کو جلایا

اللہ رے سوز تپ فرقت کی ترقی
مجکو مری بستر کو مرے گھر کو جلایا

ای آہ ابھی برق سے کیا دون تجھی تشبیہ
خرمن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا

اس وجہ ہوے گرم سخن آپ کہ جسنے
دم بھر مین نقاب رخ انور کو جلایا

بیتاب کیا اور تری کم سخنی نے
اس پنبے نے داغ دل مضطر کو جلایا

آہون نے مری خرمن مہتاب کو پھونکا
چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا

بچپن ہی مین یہ تھی گرمی داغ دل سوزان
اشکون نے مری دامن مادر کو جلایا

گرمی نہ جلانے سے ہٹی سنگ دلون کی
چونا ہوا جب آگ نے پتھر کو جلایا

حال تپ فرقت نے بنایا ید بیضا
اس خط نے کف دست پیمبر کو جلایا

فصدون سے حرارت نہ گھٹی میرے لہو کی
ہٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا

ہم قبر مین تڑپا نہ پیا جام جو اوسنے
آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا

بیتابی دل سے ہے مری تیرگی بخت
فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا

پردہ نہ کھلا دوزخیون جنتیون کا
نالون نے مری عرصۂ محشر کو جلایا

داغون نے تپ ہجر کی پھونکا بدن اپنا
انگارون نے کیا سینۂ مجمر کو جلایا

ٹپکا جو دم قتل مرے اشک کا پانی
اس آب نے آب دم خنجر کو جلایا

گل کھائی محبت مین تو ایذا انہین ہوتی
طاؤس کی داغون نے نہ اک پر کو جلایا

بس دیکھ لیا تجکو بھی اے داغ غم ہجر
پھونکا نہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا

فریاد شب غم نے کیا چرخ پر اندھیر
اس برق نے کیا خرمن اختر کو جلایا

پروا نہین دشمن کی جو تو دوست ہے میرا
نمرود یہ خوش تھا کہ پیمبر کو جلایا

یاد قد دلبر مین کیا سرو چراغان
نالون سے اگر سرو صنوبر کو جلایا

آدم کے زمانے سے ہے بنیاد حسد کی
شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا

قابو مین یہ دشمن کو رہا خوف کرون سے
گو دل مین رہی آگ نہ پتھر کو جلایا

۲۶ آہ دل سوزان کی ترقی ہے یہ عاشق
سو مرتبہ اس چرخ ستمگر کو جلایا ۱۵

کہنے سے رقیبون کے کچھ ارشاد نکرنا
راضی ہون کہ بھولے سے مجھے یاد نکرنا

وحشی ہون مگر ضبط کا پابند رہا ہون
ای طوق و سلاسل کہین فریاد نکرنا

ای پیر فلک دولت وحشت نہین مقبول
دنیا ہی عجوزہ تجھے داماد نکرنا

مین قافلہ سی چھوٹ کے رہجاؤن جو ای دل
مانند جرس نالہ و فریاد نکرنا

سر عشق کا کھلتا ہی دل درد طلب سے
اس علم مین پابندی ہی استاد نکرنا

خلوت مین بھولانا نہ مری یاد کو دل سی
بھولے سی بھی غیرون مین مجھے یاد نکرنا

چھوڑا ہی عوض مال کی اشعار کو اپنے
ای چرخ یہ دولت مری برباد نکرنا

لیتا بھی نہین نام مرا وہ بت کمسن
کسنے یہ پڑھایا ہی سبق یاد نکرنا

بیکار سمجھ خواب کی باتون کی خیالات
پیری مین جوانی کو کبھی یاد نکرنا

شیرین سے نہ اتنا بھی کہا آ کی کسی نے
ہنسوائیگا یہ ماتم فرہاد نکرنا

سرمہ جو ہو مدنظر دیدۂ حق بین
ای چرخ مری خاک کو برباد نکرنا

ہر وقت عبادت کی ہوا باندہ نہ ای شیخ
نیکی کو خدا کے لیے برباد نکرنا

شیرین تجھے منظور ہی مہندی جو لگانا
پابندی خون سر فرہاد نکرنا

دیوان دلا اشک کی طوفان مین نہ ڈوبے
شعرون کو مرے نوح کی اولاد نکرنا

٢٧	محروم کہین وصل کی دولت سے نہ رہ جائے عاشق کا لقب عاشق ناشاد نکرنا	١٤

ای فلک صبح شب وصل کا ہنگامہ آیا
دم نکل جائیگا رخصت کا اگر نام آیا

توڑ کر دل کو دکھاتی ہین وہ چشم مخمور
شیشہ جب ٹوٹ گیا بزم مین تب جام آیا

منہ لگانا یہ رقیبون کا نہین اچھی بات
دیکھ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا

بزم عشرت کا ہی ساماں چمن مین موجود — غنچہ و گل سی کھلا شیشہ گیا جام آیا
یار کو حال سنایا ہی تو کس دھوکی سے — ساری نامی کو وہ جب پڑھ گئی تب نام آیا
شب تنہائی مین دونون نی خبر لی ساتھی — موت ادھر آئی اودھر وصل کا پیغام آیا
گور یاد آئی جو کعبے مین ندیکھا کوئی بت — مین کفن سمجھا اگر جامۂ احرام آیا
خط کو پھاڑا جو مشابہ مری خط سی دیکھا — کھینچی قاصد کی زبان میرا اگر نام آیا
جان و دل کٹ رہی راہ طلب قاتل مین — نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا
دیکھون مینا ہی فلک مین بھی کہان تک ہی شراب — کھول کر سینہ کو یہ کہتا ہون کہ بھر جام آیا
گو سنا فاتحہ کی بدلے اوسی تھا منظور — گور پر آیا اگر صورت بہرام آیا
کہین دل آپکی زلفون مین نہ اولجھا پایا — رات کو کوئی مسافر نہ سر شام آیا
مصحف رخ مین مد ابرو ہی تو نقطہ ہین خال — لوح ماتھا ہی تو گیسوی سیہ فام آیا

۲۸	جبر سہنا ہی بڑی بات اگر سچ پوچھو جان عاشق نے جو دہی دی تو کیا کام آیا	۳۰

ہوی ہین خاک کی پیوند مہربان کیا کیا — ستم سی سپہر فلک کی مٹی جوان کیا کیا
عدم مین دہر مین کعبی مین دیر مین گھر مین — پھری تلاش مین تیری کہان کہان کیا کیا
بہت فراق مین حسرت سی ہونٹھ چاٹی ہین — مزی اوٹھائیگی حلاوتین یہ زبان کیا کیا
رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور — لٹی ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا
نگاہ یار کی حسرت مین رات کاٹی ہے — گلے پر آج تو خنجر ہوی روان کیا کیا
سوا فلک کی شکایت کرین تو کس سے کرین — ہوی رقیب ہماری ہی مہربان کیا کیا

نصیب سگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ — ہزارون خاک مین لتی ہین استخوان کیا کیا

شراب خانی سی نکلی اذان کہتی ہوے — چڑہا جو نشہ بہکنی لگی زبان کیا کیا

کرو نہ خواہش بربادیِ دلِ عالم — مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

گئی جو سوی چمن اوس پری کی نکہت زلف — ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا

چڑہا جو اوڑ کے فلک پر غبار توسن یار — بڑہا زمین کی صدقی مین آسمان کیا کیا

طلب سی بھی نملا شہد خوانِ دنیا سی — ہوی ذلیل پیِ لذتِ زبان کیا کیا

فنا کی بعد بھی صحبت رہی تو حورون سی — دیے حسین خدا نی یہان وہان کیا کیا

کہا جو مین نی ہر اک جا برا کہا تمنے — تو ہنس کے بولی بتا دو کہان کہان کیا کیا

بتون کی ناخنون سی ماہ نو ہو شرمندہ — بنائین ہین یہ قدرت نی ہڈیان کیا کیا

تری فقیر نی وحشت مین کی مذمت مال — اوڑائین دامن دولت کی دھجیان کیا کیا

ہزارون کہاتی ہین گل فصل گل جب آتی ہی — شگوفی پھولتی ہین زیر آسمان کیا کیا

نہ آئی گنج شہیدان مین دوپہر کو بھی — گلے کرینگے مری جان نیم جان کیا کیا

کبھی نہ دیکھا ادھر تیوریان چڑہائین بہت — خدنگ کوئی نہ چھوٹا کھچی کمان کیا کیا

۲۹	ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق ہمارے پاؤن پڑین آکی بیڑیان کیا کیا	۱۹

سب کو مرنے کا ہمارے غم ہوا — دورِ عالم حلقۂ ماتم ہوا

کل جہان پہونچا نہین دستِ خیال — آج گردن مین وہ بازو خم ہوا

قطرۂ اشکِ ندامت جب گرا — دامنِ صحرای محشر نم ہوا

الفتِ گیسو نے میری جان لی
اژدہے سے ربط آخر سم ہوا

کیا کرامت ہے لبِ جان بخش مین
آئی جسمین روح عیسےٰ دم ہوا

صبحِ وصلِ یار تھی عیسی نفس
دامنِ شب دامنِ مریم ہوا

قصرِ تن وحشت مین شکون ہے گرا
سوچ کر گو پاؤن ہر اک تھم ہوا

سر جو رکھکر سو گیا وہ مستِ ناز
کاسۂ زانو سے جامِ جم ہوا

نکہتِ گل ہے سبک روحون کی نحر
جائے مینا قطرۂ شبنم ہوا

حُسنِ جانان کی ترقی دیکھ کر
شکلِ مہ خورشید تابان کم ہوا

میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور
بے حجابی دوسرا عالم ہوا

اب پریشان آپ بھی رہنے لگے
ربط وہ کنگھی کا سر سے کم ہوا

عظمتِ پیرِ مغان مین شک نہین
جام جسکو بھر دیا وہ جم ہوا

خشک ہوکر شاخ آہو بن گئے
کیا جنونِ زلف خم در خم ہوا

کون پھر دیکھیگا سینے کا ابھار
آئینہ جب صاف نامحرم ہوا

پوچھکر باہر سے مجکو پھر گئے
کچھ اگر آنکھون مین باقی دم ہوا

اشک جو ٹپکا تو سے پر بوند بھی
سینۂ سوزان نہ ہرگز نم ہوا

پاک بینون کی اگر کھینچی شبیہ
نقشِ مژگان بخیۂ مریم ہوا

۳۰	زلف تک عاشق ہوا پہونچی نہین پھر مزاجِ یار کیون برہم ہوا	۱۳

آپ کے ہنسنے کا باعث دلِ نالان سمجھا
خندۂ گل کا سبب مرغِ غزلخوان سمجھا

چاک کرنیکو مرا پنجۂ وحشت دوڑا
ماہ نو جب نظر آیا یہ گریبان سمجھا

یہ دمِ قتل نظر آئی تعلّی مجکو
مور چے کو ترے خنجر کے سلیمان سمجھا

زندہ درگور ہوا جب گئی وحشت میری
داغ سینے کے مٹے مرگ عزیزان سمجھا

ہمصفیرون کی صدا سے یہ مری کان بجے
طوطی آئینہ کو مرغ غزلخوان سمجھا

سخت جانی سے مری تیغ ہے اوسکی آری
میرا قاتل دہن زخم مین دندان سمجھا

عشق گیسو مین کبھی سلسلہ جنبان نہوا
کاکل یار کو مین خواب پریشان سمجھا

کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھون کو کنشت
اصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا

بیت ابرو سے ہوا بیت ہلالی کا گمان
سر کی افشان کو لوحِ سر دیوان سمجھا

سفرِ ملک فنا مین جو زبان ہو گئی بند
عدم آباد کو مین شہر خموشان سمجھا

دامنِ گرد سے لپٹا دمِ جولان مین بھی
توسنِ یار کو جب عمر گریزان سمجھا

جان کر رات دوالی کی وہ جاگا شبِ وصل
گنبدِ چرخ کو تارون سے چراغان سمجھا

۳۱	روح کی طرح یہ عاشق ہے مجھے رنج عزیز پہونچی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا	۱۵

خدا بت کو کر دے جو بندا ہمارا
نچھے بتکدے مین مصلا ہمارا

مٹے داغ چمکا نہ سودا ہمارا
اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا

گلا زیر تیغ صنم رات دن ہے
سروہی کا مالا ہے بالا ہمارا

مراد آئی ہم وہ جو کشتی مین بیٹھے
بنا خضر کی ناؤ بیڑا ہمارا

گئی جان بیمار کوٹھے کے نیچے
فلک سے نہ اوترا مسیحا ہمارا

لگا تیر عشق آپکا ہنستے ہنستے
چھدا دل لگی ہین کلیجا ہمارا

کہا ماہ کامل تو کہنے ہین ہنسکر
تصدق ہو بنجاؤ ہالا ہمارا

تن زار گلگون جانان جو رونا ہی
سما جائے پتلی ہین پتلا ہمارا

بہار سخن سے بڑھا رنگ محفل
کھلا نکتہ سنجون سے غنچہ ہمارا

کبوتر کی جا طائر جان اوتارو
تلوتل ہین رکھوا کے تپلا ہمارا

سیہ خانہ روشن ہوا نور رخ سے
جو تم آئے چمکا نصیبا ہمارا

اوترتی ہین صحرا ای وحشت ہین پریان
بنا نقش نقش کف پا ہمارا

کیا تیغ ابرو نے ہر بار دو دو
ہوا چوگنا دل کلیجا ہمارا

پیا خون دل اسقدر یاد لب ہین
لہو بن کے نکلا پسینا ہمارا

٣٢

ڈبو دیتے رو رو کے عاشق زمین کو
نہوتا جو مٹی کا پتلا ہمارا

١٩

دل لہو ہو کر بہا دھبا کفن ہین رہگیا
خون سے تر جامۂ یوسف وطن ہین رہگیا

تفرقہ تا حشر اپنی جان و تن ہین رہگیا
روح آوارہ ہوئی مردہ کفن ہین رہگیا

کھوٹے داموں سے نہ یوسف کا مر سودا بنا
نقد داغ قلب کا سکہ چلن ہین رہگیا

حسن کیا زیر ہلال لب ہے ای رشک قمر
ماہ نخشب گر کر اس چاہ ذقن ہین رہگیا

آمد فصل بہاری سے بڑھا جوش جنون
پڑ کے اک ناسور نو داغ کہن ہین رہگیا

نقش ثانی نقش اول سے نہ بہتر کھنچ سکا
نقطۂ شک اوسکی تصویر دہن ہین رہگیا

فصل گل آتی ہے کیسے ہاتھ رسی سے بندھے
یہ سبب ہے جو گریبان پیرہن ہین رہگیا

ای فلک کیا رحم کھایا بیکسون پر صبح تک
چادر مہتاب سی مردہ کفن مین رہگیا

فصل گل مین دیکھہ لیگا جام کا پھر دور
اس برس جو گردش چرخ کہن مین رہگیا

دیکھکر میرا لہو قاتل کو سکتا ہوگیا
خنجر آئینہ سا دست تیغ زن مین رہگیا

جامۂ عریان تنی ہے وصل ہونے سی عزیز
بوی یوسف کا اثر اس پیرہن مین رہگیا

بول اوٹھی بت مری فریاد کی تاثیر سی
بنکے بت ناقوس دست برہمن مین رہگیا

نغمۂ داؤد و شور ارغنون بانگ رباب
اوس حسین کے جلوۂ صوت حسن مین رہگیا

نازنین کانون کا پردہ بالش گل سی کہلا
نقش برگ یاسمین نازک بدن مین رہگیا

خون کی دہبی پڑین کیونکر نہ خط شوق مین
دل ہمارا ایسکے نامی کی شکن مین رہگیا

حال ہی بحر دنیا مین حریصو دیکھہ لو
رزق تو پایا مگر کانٹا دہن مین رہگیا

جوش مستی سی ہوی سب کے چراغ عقل گل
شعلۂ آواز قلقل انجمن مین رہگیا

سلطنت ہی مثل یوسف ہو اگر غربت نصیب
مصر سی جاکر زلیخا کے وطن مین رہگیا

۲۴	دیکھکر عاشق کی حیرت اونکو سکتا ہوگیا حرف رخصت آکے سینے سی دہن مین رہگیا	۲۳

پاک دامن ایسا وہ عیسی عالم ہوگیا
پڑ کے سایہ خاک پر تصویر مریم ہوگیا

حسن کی دولت لٹا کر بھی وہ یوسف ہی عزیز
بادشاہ مصر ابراہیم ادہم ہوگیا

خود فراموشی سی ہمکو شادی و غم ایک ہے
ماہ ذی الحجہ گیا ماہ محرم ہوگیا

خاکساری اوج پر پہونچی تو پستی ہوگئی
بار منت سی سر گاوِ زمین خم ہوگیا

فرط طاعت سے یہ تاثیر تلفظ ہوگئی
حرف جو نکلا دہن سی اسم اعظم ہوگیا

رہگئی حسرت کبھی عریان نہ دیکھا غسل مین
چھاتیون پر سایہ اون زلفونکا محرم ہوگیا

ہے بُرِش تیغ نگاہ آبدار یار کی
پاس آ کر زخم کے تیزاب مرہم ہوگیا

ہیرے نالے سُن کے اک عالم کو جینی کی پڑی
خضر سمجھا صور اسرافیل کا دم ہوگیا

آبداری ہے یہ دندان مسی مالیدہ کی
مثل انگشتانہ رنگ اونگلی کا نیلم ہوگیا

لعل لب کی یاد مین رورو کے مین نے جان دی
خون آنکھون سے بہا اتنا کہ بیدم ہوگیا

نشۂ مے سے تمہارا خوے خجلت اوڑ گیا
آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہوگیا

لعل لب پر آپکے رہتا ہے کیون نام رقیب
کیا دہان تنگ کا حلقہ بھی خاتم ہوگیا

پیچ سے چرخ کہن کی پس گئی لاکھون جوان
ظلم کی کثرت جو کی یہ زال رستم ہوگیا

پڑ گئی کشت امید عاصیان پر اوس سی
یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہوگیا

بوسۂ محراب ابرو سے شفا ہمکو ہوئی
کعبۂ رخ کا پسینا آب زمزم ہوگیا

ای سلیمان آج سودے مین پری تسخیر کی
جب تصور آپکا باندھا مجسّم ہوگیا

ناف ہے یا گوہر یکتا ہے یا دُر نجف
بڑھگیا ذرہ بہت یا کچھ قمر کم ہوگیا

جو تعلّی ہو یہان بیصرف کی ممکن نہین
سن بڑھا جب ایک روز زندگی کم ہوگیا

ہے کف مار سیاہ زلف کنگھی علاج کی
موے پیچان کھولنا مشاطہ کو سم ہوگیا

مثل شمع بزم جلکر صبح تک ٹھنڈا ہوے
فرقت دلبر مین کافور بھی سم ہوگیا

قاف مین بھی اوس پری کی ہجر مین جانبر ہوے
جو ذرا اُٹھا کوہ کا ناب جہنم ہوگیا

آئی ہے بر بات جب میکشی مین قلقل مین
ابر رحمت مانع خوف جہنم ہوگیا

زرد سے رخ آئینے مین دیکھا رونے لگے
جتنی کشت زعفران پھولی ہمین غم ہوگیا

۳۴	اوسکو عاشق یون اولجھنے کی کبھی عادت نتھی زلف کا بوسہ لیا ہمنے تو برہم ہو گیا	۱۸

رخصت کا نام سنکے مرا جی دہل گیا
کیسا یہ حرف آپکے منہ سی نکل گیا

صیاد و باغبان کا چمن سی عمل گیا
کانٹا سا عندلیب کے دل سی نکل گیا

حبِ وطن مین سوی عدم کیجیے سفر
دو دن سرای دہر مین بھی جی بہل گیا

وحشت مین سلسلے کا نہ پابند مین رہا
نالی کی طرح قید سے باہر نکل گیا

اوسنے کیا اشارۂ ابرو جو غیر سے
دل پر ہمارے خنجر بیداد چل گیا

اک آہ سرد سی ہوی سب تازہ داغ تن
جھونکا نسیم کا چمنستان مین چل گیا

کھویا دل اک یوسف ثانی کی عشق مین
صد شکر میری پاس سی گرگ بغل گیا

فصلِ بہار مین ہوی بیمار تندرست
ناصح نہ پر دماغ کا تیرے خلل گیا

پہچانی دوستون نے نہ مجھ ناتوان کی شکل
چہرہ مریض عشق کا تیرے بدل گیا

بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب
آکر مسیح بھی کف افسوس مل گیا

ہاتھ آیا لالہ رویون کی سودے مین یہ ثمر
داغون سی میرا نخل تنِ زار پھل گیا

کف لایا کیا ہی رندون سے می پیکی محتسب
کم ظرف تھوڑی جوش مین آکر ابل گیا

کہتا ہی ای پری ترا دیوانہ ہوشیار
قید خودی سے موسم گل مین نکل گیا

دین تلخ ہوکی بوسی کی سائل کو گالیان
شیرین لب آپکی غصے مین کیا زہر اوگل گیا

پاسِ ادب سی کعبۂ مقصود جان کر
کوئے صنم مین سجدہ کنان سر کے بل گیا

وحشت مٹی ہی خنجر ابرو کے وار سے
دل مین ہوا جو درد تو کچھ جی بہل گیا

دانتون مین زلف کو جو دبا تی ہو بار بار
مرغان باغ بہول گئے اپنے چہچہے | ۳۵

مہر تابان آتشِ غم کا شرارا ہوگیا
دل ہوئے روشن جو حضرت کا نظارا ہوگیا
موسے دل کو تجلی کا نظارا ہوگیا
معجزہ عیسے کا لب سے آشکارا ہوگیا
شب جو میری قبر پر وہ ماہ پارا ہوگیا
یار کی خاطر سے کی اغیار سے بھی آشتی
آئی فصلِ گل گریبان چاک کر دستِ [جنون]
وحشیون کا ہجر مین سینہ کلیجہ پہٹ گیا
سخت جانی سے مری دانتون پسینا آگیا [تر]
منزلِ دنیا مین اوٹھہ سکتے نہ تھی دی آہ کی
چشم نابینا مین نور آیا تمہارے فیض سے
ای زمین مہرِ فلک کا مٹ گیا سارا فروغ
دل ہوا آماج گہ تیرِ نگاہ ناز کا
موشگافی کی جو مضمون دہانِ تنگ مین [عیاں]
دفترِ ایجاد مین اب تیری جانبازون کا [نام]
نجد کی بھی خاک چھانی مثلِ مجنون تو نے

غزل از شمس بادشاہ

کاڑ گا خاک سانپ کا جب سر کچل گیا
عاشق جو مین چمن مین پہنچتا غزل گیا | ۱۷

دود دل سے گنبدِ گردون غبارا ہوگیا
نورِ بزمِ بادشہ آنکھون کا تارا ہوگیا
طورِ سینا کا عوض سینہ ہمارا ہوگیا
کر دیا گویا جو گونگے سے اشارا ہوگیا
سنگ تربت کا مری سنگِ ستارا ہوگیا
ناگوارا بھی محبت مین گوارا ہوگیا
جامہ اپنے صبر کا اب پارہ پارا ہوگیا
جامۂ تن دامنِ دل پارہ پارا ہوگیا
دستِ قاتل مین جو خنجر تھا وہ آرا ہوگیا
وہ عصا پایا کہ چلنے کا سہارا ہوگیا
جھانکنے سے دیدۂ روزن ستارا ہوگیا
نام کوٹھی کا شہنشہ کی جو تارا ہوگیا
بزم مین جب غیر سے تیرا اشارا ہوگیا
یار کے موئے کمر سے استعارا ہوگیا
طبلق ارض و سما کا گاہوارا ہوگیا
کچھ دنون لیلی و شون کا بھی نظارا ہوگیا

٣	اوس مسیحا کی لب شیرین کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت ہمین عاشق گوارا ہو گیا	١٧

تحلیل اسقدر ترا بیمار ہو گیا — بستر کا ایک تار تن زار ہو گیا

ہجر دہان تنگ مین یہ زار ہو گیا — دور فلک مین نقطۂ پرکار ہو گیا

سیل سرشک کرتی گرانی مین کیا کمی — نالہ ستون قصر تن زار ہو گیا

گرمی مین آفتاب سی تپنیا گیا جو رنگ — وہ خط سبز روکش زنگار ہو گیا

آتا ہے سیکے آئینۂ مہر صبح کو — ترک فلک بھی محو رخ یار ہو گیا

دل اوس صنم سی پھیر لیا دیکی نقد جان — یوسف کا اپنے آپ خریدار ہو گیا

بھر آئے غار دشت مین پائی فگار کے — سبزہ بجاے مرہم زنگار ہو گیا

تنگ آ کی قصر تن مین جو تڑپا دل حزین — ہر چاک سینہ رخنۂ دیوار ہو گیا

آئینہ خانہ بنگیا حیرت زدون کا گھر — جوہر کا حلقہ روزن دیوار ہو گیا

دنیا کے دوستون مین نہین بوی وفا کی بو — دل اپنا اکے ماننے سے بیزار ہو گیا

حور و پری سی کب ہو دماغ اختلاط کا — خو کردۂ مصاحبت یار ہو گیا

پھولون کا ہین نہ اوس گل خوبی کو دوا عطا — تو کیلیے گلے کا مرے ہار ہو گیا

کہنے صنم سی اوٹھہ نہ سکا گر کی ضعف سے — چھاتی کا سنگ سایۂ دیوار ہو گیا

لکھتا تھا وصف زلف جو آیا خیال رخ — خط شکست سی خط گلزار ہو گیا

پاؤن چھل کی منہ لیون سے لہو اسقدر بہا — بیڑی کا حلقہ دیدۂ خونبار ہو گیا

جسدن سی جبر عشق کیا دل پر اختیار — آسان سب نبانی کا دشوار ہو گیا

١٩	ارزان یہ کر دیا مری یوسف نے نرخ حسن عاشق جو بو الہوس بھی خریدار ہو گیا	٢٧

صفحہ افشان سے مطلا ہے کتابی رو کا
قار بسم اللہ قرآن ہوا ابرو کا

تیرہ تر دن شب یلدا سے بھی ہے فرقت مین
ہے گمان مشعل خورشید پر اب جگنو کا

سیکڑون پھاند ہین کسطرح بچے آہوے دل
حلقہ حلقہ جو قدم تاب ہے تری گیسو کا

تیغ اک میان مین رہتی ہے کلاہ کج سے
نیمچہ کھینچے کبھی دوسرے بھی ابرو کا

تن جو عریان ہے تو کرد ہین صحرا اٹکرٹے
رحمتا ہے دست جنون زور دکھا بازو کا

آنکھ کے تل کو ہے دیکھ کے لاکھون وحشی
ماش یہ چشم فسون ساز کی ہے جادو کا

غم کا بادل جو سیہ خانۂ دل پر چھایا
صاف اشکون نے مری جلوہ دیا جگنو کا

نظر آتی ہین دم فکر جہان کے مضمون
دل سکندر ہے تو آئینہ بھی ہے زانو کا

چشم وحشی کو جو آئینے مین دیکھا اونے
سامنا ہو گیا اک آہو سے اک آہو کا

افعی گیسو پر پیچ سے بچ جائے جو دل
زہر اوس ابرو خمدار مین ہے بچھو کا

وصل کی شب ہے ملو کپڑون مین تم عطر عروس
رخ جو مصحف ہے تو آئینہ بھی ہے زانو کا

بینی یار سے سب بھول گئے خود بینی
ناک مین آگیا دم آج گل شبو کا

نامۂ شوق نے دکھلائی یہ تالیف قلوب
خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا

حسرت زخم دگر مین نہ تڑپتا بسمل
بند منہ ہو گیا کیا نیمچۂ ابرو کا

قید سے قتل دل زار بہت تھا آسان
تیر مژگان سے بچا زلف مین پھنس کر جو کا

اوسکے دانتون کی تصور مین یہ آنکھین تھین اثر
دانہ الماس کا ہے قطرہ مرے آنسو کا

شرم سے روئی جو نہیورا کی وہ سرگوشِ وصل
دُرِ شہوار سے پر کاسہ ہوا زانو کا

نامہ کرتا ہون جو اوس سروِ روان کو تحریر
ہر صریرِ قلم اک غلغلہ ہے کوکو کا

۳۸
چاند سے داغ چمکتے ہین دلِ عاشق ہین
کبک کی طرح ہے وارفتہ کسی مہرو کا
۹

رُخ مین عالم ہے چراغِ طور کی تنویر کا
آفتابِ حشر گردہ ہے تری تصویر کا

ساکنانِ عرش تھراتی ہین میری آہ سے
ہو چکا ہے نسرِ طائر تک شکار اس تیر کا

ایک دوری مین ہزارون کو ملایا خاک مین
کیا بگاڑا تھا جوان مردون نے چرخِ پیر کا

ہے خدا سے یہ دعا شوقِ شہادت ہین صنم
سیر از تارِ گلو ڈورا ہوا اوس شمشیر کا

اے کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سینے کے پار
طائرِ دل ہوگیا طعمہ عقابِ تیر کا

تمنے خود الزام اوٹھایا جب گلہ تمسے کیا
ہین تو اے معجز بیان قائل ہون اس تقریر کا

جائیگی جان آج کل ہین جو یہ ہین بیمار ہا
اور ہون مہمان دو دن خانۂ زنجیر کا

اس سے آنکھون مین مری عظمت گناہون کی نہین
تیری رحمت سے ہے رتبہ مضمحل تقصیر کا

۳۹
بسکہ میرے دل مین ہے جوشِ مضامین اِن نون
اِس زمین مین اور عاشق قصد ہے تحریر کا
۱۶

جو مصوّر کھینچ لے نقشا مری تقریر کا
جوشِ خجلت رنگ اوڑا دے بلبلِ تصویر کا

اوس پردے سے ہوئی دونی تجلّی حسن کی
لو نقابِ روئے بُت شیشہ بنی تصویر کا

ہو لطافت سے مرکّب تیرے ناخن کی لپیٹ
حال اے کاہن صفا کھلتا نہین تحریر کا

ناتوانی دشت مین اوٹھنے نہین دیتی ہے پاون
گھانس جو لپٹی تو عالم ہوگیا زنجیر کا

جو مسافر تیری کوچے مین گیا مارا پڑا
راہ زن ہونے لگا نقش قدم رہگیر کا

باعث سودا کسی کی کاکل پیچان نہین
تھا ہمین آباد کرنا خانۂ زنجیر کا

قتل کرنے سے مری قاتل لہو روتی ہے تیغ
چشم خون افشان بنا جوہر تری شمشیر کا

دیکھکر صورت شب ہجر انکی رنگ ایسا اوڑا
مٹ گیا جو کچھ کہ لکھا تھا مری تقدیر کا

تیغ ابرو کے لیے ہو ہو گئے جوہر کی جا
بال ہے رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین تپ ہجران سے ہے
ہو گیا عالم مری پلکون مین آتش گیر کا

ظالمون کی جھک کے ملنے مین سراسر ہے دغا
کاٹ ہے اوتنا سوا جتنا ہے خم شمشیر کا

اس تن خاکی سے رونق کھوئی جوش اشک نے
رنگ اوڑ جاتا ہے باران سے گلی تصویر کا

باغ مین مجھ ناتوان وحشی کا کیونکر دل لگے
موج بوی گل سے ہوتا ہے گمان زنجیر کا

اب کہان جو صحبتین رنگین ادا اون سے رہین
قسمت برگشتہ نے اولٹا ورق تصویر کا

اسلیے قرب کمان سے بھاگتا ہے دور تیر
ربط کب ہوتا ہے عالم مین جوان و پیر کا

۴۰
ناتوان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا
بیڑیون کی جا ہوا عاشق نشان زنجیر کا
۱۰

خط دیکے مجھ مریض کی گھر کا پتا دیا
قاصد کو اوس صنم نے مسیحا بنا دیا

سرخی نے لعل یار کی لاکھا جما دیا
عکس مژہ نے آنکھون مین سرمہ لگا دیا

جھولی مین ساتھ غیر کی تمھی چڑھائی پینگ
نالون نے میرے عرش معلا ہلا دیا

ہم زندہ زیر خاک ہین بستر کی گرد سے
سوئے کمر کی یاد نے ایسا گھلا دیا

اشکون مین آتا ہے دل افسردہ لخت لخت
اس سیل نے اوکھیڑ کے مردہ بہا دیا

بجلی گرائی خرمن انجم پر آپ نے — شب کو جو پردہ رخ تابان ہٹا دیا

رونی سے نکلا ابن دل افسردہ کا غبار — سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا

ہیرا کھلایا فرقت دندان یار نے — اس زہر نے کلیجے کو ٹکڑے اوڑا دیا

غم درفتگی سے ہمکو ملا اتحاد یار — دیوانگی نے پردۂ غفلت اوٹھا دیا

۱۴

باران کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا
اشکون نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا

۱۵

اونکا جبین کم ہوا تو اپنا سودا بڑھ گیا — طوق ادھر پہنا ادھر منت کا گنڈا بڑھ گیا

گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنون کا بڑھ گیا — پاؤن سوجا جسقدر بیڑی کا حلقا بڑھ گیا

عاج کی شانہ سے نکلے دانت مار زلف کے — آرسی دیکھی غرور حسن ونا بڑھ گیا

دشت گردی سے ترقی پر ہوا طوفان اشک — پھوٹی چھالی پاؤن کی سو تونسی دریا بڑھ گیا

ایسا لڑکا کان کا پتا کہ اوبھا پاؤن مین — آتش رخسار سے سونے کا بالا بڑھ گیا

دل نہ ٹوٹا بیوفائی پر وہ ہین ثابت قدم — تمنے جتنی کی کشش الفت کا رشتا بڑھ گیا

وصل کی شب میہمان تھے ہم سرائی دہر مین — صبح ہوتی ہی چراغ زیست اپنا بڑھ گیا

کاٹی عسرت مین فراغت ہوتی ہی پہونچی اجل — نعمتین جب آئین دسترخوان اپنا بڑھ گیا

ہون وہ مجنون ناتوانی سے قدم اوٹھتا نتھا — دشت گردی کی جو کثرت کی دم اپنا بڑھ گیا

عید کو ابکی نہ دیکھا او سکے ابرو کا ہلال — سال بھر سے بھی زیادہ یہ مہینا بڑھ گیا

ایڑیون تک پہونچی کنگھی سے تری چوٹی کی بال — جنتری مین جس طرح جو تار کھینچا بڑھ گیا

ہم نشین کی آنکھ پر غفلت کی پردے پڑ گئے — مرگئی ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑھ گیا

دشت گردی سے خلش خارون کی وحشت مین مٹی
بنگیا پاپوش پا اتنا پھپھولا اٹر گیا

آنکھ سے قطرہ نہ ٹپکا موج زن ہی بحر اشک
کچھ گھٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا اٹر گیا

۴۲

رہ گئی محفل مین کتنی رہ گئے در پر بہت
پہونچا اوس تک جسکا ای عاشق نصیبا اٹر گیا

۷

بخت وارون کا اثر جرّاح تھوڑا اٹر گیا
فصد سے سودا بڑھا مرہم سے پھوڑا اٹر گیا

شعلۂ آواز نے دکھلایا گانے مین اثر
بنگیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا اٹر گیا

زہر آب کھا کر مرینگے قتل لاکھون ہو چکی
سبز جوڑا اوسنے پہنا سرخ جوڑا اٹر گیا

نیش عقرب نیش پشے کا شب ہجران بنا
صبح تک پھوڑے سے سو حصے دو دوڑا اٹر گیا

فصل گل کی جاتی جاتے عمر آخر ہو گئی
توسن باد بہاری سے یہ گھوڑا اٹر گیا

سیر ہے یوسف سے گران قیمت کوئی یوسف نہین
دیکے نقد جان خریدا اسول تھوڑا اٹر گیا

۴۳

عشق سے عاشق اجاڑی جب لیا ملک جنون
داغ پر ناسور عامل پر کروڑا اٹر گیا

۲۳

کیا بخت پیرہن ہے اوس یار گلبدن کا
حسرت ہے میری دل کو تکمہ ہو پیرہن کا

باد بہار رخ ہے ہر دم نفس دہن کا
دیتی ہوا اس چمن کو پانی چہ ذقن کا

زیور کی دھن نہ مائل آرایش بدن کا
بل خوب صورتی کا غرہ ہے بانک پن کا

برق نگہ ٹھہرتے دیکھی نہ ایک جا پر
شوخی مین چتونون کی انداز ہے ہرن کا

جینے سے تنگ تھا یہ منزل کہ جہان مین
آئی جو موت سمجھا قاصد ملا وطن کا

ہوتا ہے دل پریشان مٹتے ہین داغ تن کے
افسوس ہے اوجڑنا پھولی ہوئی چمن کا

فریاد ذی اوڑادی باغ جہان کی رونق
پتّا ہوا ہی دم مین ہر پھول اس چمن کا

صندوق شہر مین ہی سوزِ جگر سے مرقد
ہی شمع کا فتیلہ جو تار ہے کفن کا

سر جھک گیا قدم پر اللہ رہی ناتوانی
اوٹھتی نہین جو گردن ہی بوجہ لاکھہ من کا

مہکا ہی باغِ عالم گلگشت گلرخان سی
دیتا ہی پھول کی بو پتّا بھی اس چمن کا

عریان تنی ازل سی ہی سرنوشتِ انسان
دو روز جسمِ خاکی مہمان ہے پیرہن کا

برسون رہا ہون گریان ہی فصلِ خون گیتی نگر
آنکھون سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا

اب باغِ زخمِ تن سے اوڑتا ہی طائرِ جان
نالہ ہی دمبدم کا کھٹکا مرے چمن کا

کیا جانے کس طرح کی صدمی اوٹھا رہا ہون
رہ رہ کی ٹوٹتا ہے کیون بند بند تن کا

مثلِ درخت سوکھی اعضا مری خزان مین
صدمہ ہوا یہ دل کو بربادیِ چمن کا

یہ چرخ نے دبایا مانگا جو رزق مین نے
آٹا ہوا ہی پس کر ہر استخوان بدن کا

اے آسمان کہان تک ایذے آدشتِ غربت
خوگر ہے جسم اپنا آسایشِ وطن کا

جنگل مین بعدِ مجنون جھنڈی گڑی ہماری
ہر خار پر پھریرا اٹکا ہے پیرہن کا

مصحف رہا حمائل ہر وقت زندگی مین
ہی قبر مین بھروسا لکھی ہوے کفن کا

دین بت کی لاکہ قسمین مانی نہ ایک اوسنے
اللہ رہی تکبر اوس طفلِ برہمن کا

کی ترک لاکہ الفت جاتی نہین نقاہت
برسون کی لاغری بھی گینڈا ہوا بدن کا

دیکھین جو میرے منہ پر وہ آنسوؤن کا سہرا
تیلی پہ جھک کی لکین گھونگھٹ بنیر دلہن کا

عاشق جو اس سب ہین وقت نفس شماری
فرہاد کو پہونچنا ہے کام بیچتن کا

قد سرو ہے چمن کا منہ پھول یاسمن کا
تل مشک ہے ختن کا لب لعل ہے یمن کا

تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ کے گیسو
دیتا ہے مشک کی بو جو تنگ ہے نور تن کا

وہ جان جان جدا ہے دل مردہ سا پڑا ہے
تابوت بن گیا ہے سب استخوان تن کا

شمشیر تیز ابرو ترچھی نظر ہے جادو
کالی بلا ہے گیسو اوس ترک تیغ زن کا

ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو
ابرو ہے شاخ آہو وہ پھاند ہے ہرن کا

یہ سون کا کیون ہے ساماں کہ جان تن مین مہمان
کتنا غنی ہو انسان محتاج ہے کفن کا

مر جائینگے سفر مین ہو جینگے خاک گھر مین
ضعف آگیا نظر مین بھولے پتا وطن کا

پتلی کا ہے تماشا بگڑے گا دم مین نقشہ
کیا روح کا سہارا کیا آسرا بدن کا

دل جسم سے جدا ہے اوس زلف مین بسا ہے
سنسان یہ سرا ہے غم ہے بنای تن کا

ہے جسم سست بنیان دل ہے بہت پریشان
دو دن ہے روح مہمان پھر کوچ ہے وطن کا

قاتل فقط وہ کیا ہے ہر عضو اک بلا ہے
بھونچال ہے سوا ہے یہ نام ہے چلن کا

مرد جوان ہے جاہل دولت پہ ہے جو مائل
ایمان ہے مہر غافل دنیای پیرزن کا

حافظ اگر خدا ہے بندے کو خوف کیا ہے
خالق وہ روح کا ہے صانع ہے وہ بدن کا

بندش بھی بے خلل ہے مضمون بھی بدیع ہے
شہرون مین آج کل ہے شہرہ مری سخن کا

۴۵
ناموں کا ہے بہانہ ہوتا ہون خود روانہ
عاشق مرا فسانہ قصہ ہے نل دمن کا
۲۹۰

زلف کا خم ابرؤون کا بل گیا
لاکھ تھینے آپ جوبن ڈھل گیا

بدمزاجی سے تری سب چل بسے
آج جو جانے کو تھا وہ کل گیا

تا سحر تھا شب سے اونکا انتظار — صبح کیسی اب تو دن بھی ڈھل گیا
زندگی کل تک ہو کس امید پر — آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا
جب گیا سیلے وہ یارِ جنگ جو — اسپہ تیغ اوسپر تمنچہ چل گیا
سرکشون کا سر جھکا یا تیغ نے — جو عدم پہونچا وہ سر کے بل گیا
راستی پر اب مزاجِ یار ہے — گیسوؤن کا ابروؤن کا بل گیا
شمع باندھا قامتِ دلدار کو — غیر میری گرمیون سے جل گیا
داغ دل سے زلف کا سودا بنا — سکۂ داغِ جنون بھی چل گیا
یاد مجھکو آے کیا شامِ شباب — دن ضعیفی کا بھی اب تو ڈھل گیا
قبر انسان ہے درِ شہرِ عدم — جو سوار آیا یہان پیدل گیا
بعد میرے اوٹھ گئی ساری حیا — روئے کیا آنکھون کا پانی ڈھل گیا
غیر نے باتون مین چھیڑا یار کو — بیٹھے بیٹھے وہ فقرا چل گیا
جب پھرے گرد آتشِ رخسار کے — جسم پروانے کی صورت جل گیا
گل کھلایا تو نے کیا باد بہار — نخلِ تن داغِ جنون سے پھل گیا
ہونٹھ دانتون مین دبایا یار نے — دل مرا دکھتا کلیجا گل گیا
اوسنے ضد سے پھینکدی لوحِ مزار — میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا
غیر کو اکثر ڈرایا یار نے — مجکو جب تاکا تمنچہ چل گیا
آج جس بیمار کی ہے جستجو — راہیِ ملکِ عدم تھا کل گیا
زلف کو شانے نے سیدھا کر دیا — پیچ مین کون آئیگا وہ بل گیا

چشم تر برسوں رہی ہم ہجر مین / طفل اشک چشم آخر پل گیا
چشم گریان زلف کی غم مین گئی / اژدہے کی فکر مین بادل گیا
تھا ہمیشہ بات کا تمکو نباہ / حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا
یا نگہ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی / ابتو تیوری کا بھی دیکھو بل گیا
جسنے دیکھا پاؤن کا میرے ورم / ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا
جب چھری پائی نہ پایا مجکو سا / وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا
حسن روز افزون گیا بیجے خبر / آفتاب نوجوانی ڈھل گیا
تیغ ابرو کا تو بوسہ لے چکے / قتل کیجے وار اپنا چل گیا

۴۶ | اب ہے عاشق رہرو ملک عدم / آج یارا ہی ہوا یا کل گیا | ۲۰

بیڑیوں کو سوز غم نے دم مین پانی کردیا / میری نالون نے مجھے داؤد ثانی کردیا
آہ نے یون گل چراغ زندگانی کردیا / جان کو دم مین ہوا پیکر کو فانی کردیا
عمر کھو کر حسرت دیدار مین پچتائی ہم / داغ عشق یار کو داغ جوانی کردیا
زلف کو ہمنے کبھی اژدر کبھی عقرب کہا / آفت ارضی بلاے آسمانی کردیا
کھول کر آغوش لپٹے خوب سا میرے گلے / آپ نے وا آج باب مہربانی کردیا
موت کا کھٹکا نہین جبتک امید وصل ہی / داغ حسرت کو چراغ زندگانی کردیا
نیند آنے کے لیے سنتی ہو میرا حال تم / زار نالی کو مری تمنے کہانی کردیا
سنکے میری حال کو اوس بت کی آنسو گر پڑے / درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کردیا

منھ پہ منھ بیمار کی رکھکر ہنسا وہ لالہ رو
زر در خسارے کو میرے زعفرانی کر دیا

حسرت عمر گذشتہ میں ہوے ہیں ناتوان
تو نے ہمکو پیر اسے باد جوانی کر دیا

وہ عیادت کو کھڑے ہین آنکھ کھل سکتی نہیں
خاکسار ا جو حسا اے ناتوانی کر دیا

خواہش دیدار روئے یار میں ہم مر گئے
اس ہوا نے گل چراغ زندگانی کر دیا

سب جماعت عاشقون کی آج قربانی ہوئی
تمنے خطبہ عید کا شمشیر خوانی کر دیا

دلمیں میرے چوٹ ہے خاموش رہ اے ہمنشین
مر گیا میں تو نے کیون ذکر جوانی کر دیا

کم سنی کا یار کی حالت میں لازم تھا لحاظ
تو نے بیخود اے شراب نوجوانی کر دیا

دیکھکر تمنے نگاہ ناز سے مُردے جلاے
تیغ کو پانی تو آب زندگانی کر دیا

جو گیا ملک عدم میں ہے تو نالان رہا
مجکو قسمت نے درای کاروانی کر دیا

عکس جام چشم ساقی نے بدل دی ہے نقاب
پارچہ آب روان کا جامدانی کر دیا

نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہے نازک مزاج
مثل مصحف خط کو پیغام زبانی کر دیا

۴۷	کھینچتا ہون روز عاشق فکر سے تصویر یار عشق نے طبع رسا کو میری مانی کر دیا	۲۳

بے بادہ یار باغ میں مست سرور تھا
ہر پھول دست شاخ پہ جام بلور تھا

دیکھا تو وجہ روشنی دل قصور تھا
نقطہ سواد مردمک چشم حور تھا

دل میں کبھی نہ کبر نہ سر میں غرور تھا
افتادگی کی راہ سے میں بے قصور تھا

آنکھون میں میری جلوہ روے حضور تھا
ہر سنگ راہ ضعف میں اک کوہ طور تھا

آئی جو سنگ حادثہ دہر سے شکست
پہلے بنا ہے خانہ تن میں قصور تھا

طوفان اشک چشم کا ہے مختصر یہ حال — میں نوح وقت تھا تو یہ آب تنور تھا
کیا جلد خسروان جہان کے نشان مٹے — ہر قصر مثل سایۂ بال طیور تھا
وحشت جو لے گئی تھی مجھے کوہسار میں — ہمراہ کوہکن تھا مگر دور دور تھا
ٹھہرا نہ باغ دہر میں کھٹکے سے موت کے — ہر موے جسم صورت بال طیور تھا
ہے بت کدے میں بندۂ شاکر لقب مرا — کعبے میں تھا خلیل جو عبد شکور تھا
دکھلائیں ان بتون نے بہت بے نیازیان — میرے خدا سے کون زیادہ غیور تھا
عاصی ثواب کار کو یکسان کفن ملا — طاعت کی طرح قابل خلعت قصور تھا
ہوتا غنا حرام نہ کیون شرع خاص مین — مصحف مین نسخ حکم کتاب زبور تھا
دیکھا تو غرق خوے خجالت ہوے صنم — داغ جگر مین مہر قیامت کا نور تھا
رولتی ہین استخوان سر و دست خاک مین — جو دست ظلم تھا جو سر پر غرور تھا
مجکو قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی — ہر سنگ رہ مین مرتبۂ کوہ طور تھا
مسکن سبا تھا غیرت بلقیس تھا حبیب — کیا لطف شہر طیب و رب غفور تھا
گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی — میرا سریر تختۂ چوب قبور تھا
محتاج ہم جلوس کی ہوتی نہ بعد مرگ — مردے کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا
آیا کبھی نہ برہمنون مین وقار بت — بندون مین پر صفات خدا کا ظہور تھا
تھا مغفرت کا لطف گناہ شباب مین — مانند جرم رحمت حق کا وفور تھا
بیعت کرینگے موسی عمران حضور سے — پہلے سے اسلیے ید بیضا مین نور تھا

ہوتا جو انفعال گنہ قرب کا سبب

۴۸	عاشق یہ کیا کریم کی نزدیک دور تھا	۲۵

سو سے کی بعد مین جو سر طور تک گیا
شوق وصال شمع تجلی چمک گیا

اسے قیس ہمنے کی ہین وہ صحرا نوردیان
سایہ پڑا ہے راہ مین ہمزاد تھک گیا

کیونکر بیان لطافت پوشاک یار ہو
مخمل کی فرش خواب مین دامن اٹک گیا

یہ غم ہوا کہ دل پہ مری داغ پڑ گئے
پہلو سے یار شب کو جو تن بھر سرک گیا

دو بار چار آنکھ جو ساقی سے ہو گئی
دو چار جام ایسی چڑھائی کہ جھک گیا

دل کو چرا کے آہ سی میری ہوا یہ خوف
طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا

تمنے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ
دیکھو جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا

کاکل کا بوسہ لیکے پہنسے اضطراب مین
مچھلی کی طرح ہونٹھ مین کانٹا اٹک گیا

پہنا چکے کفن تو بہت منہ چھپا گئے
جو حد کا آشنا تھا لب گور تک گیا

پہلو بدل بدل کر وہ لیٹے جو وصل مین
بائین طرف سی دہنی طرف دل سرک گیا

اعضا کی لاغری سی نکلنے نہ پائی روح
کانٹون مین اور تار رگ جان اٹک گیا

لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہے
انگیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا

نکلی لہو کی دہار چھری چل گئی یہان
قاتل نے فصد لی تو مرا دم پھڑک گیا

معشوق چھین لائی بہت جبر و قہر سے
ہم بھی وہین اڑے کہ جہان دل اٹک گیا

کیا مٹتے مٹتے داغ جگر کا ہوا فروغ
بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا

افراط شوق دید مین کم ہو گئی نگاہ
جس جام کو بہت سا بھرا وہ چھلک گیا

شاید یہ شکل آدم و حوا ہی سے تھے خلق
دنیا سے ہے زوال جیسے شباب ڈھلک گیا

اللہ رے شوق قرب فقط دل نہین ہا
ہر استخوان جوڑ سے آگے سرک گیا

اس غم سی لاغری ہی کہ روکا نہ یار کو
دبلا ہوا مین یار جو دامن جھٹک گیا

دعوت مین تم نہ آئی تو لذت نہ کچہ ملی
کھانا گیا شکم مین مگر بے نمک گیا

جس راہ سے طلب ہی چلین گے اوسی پہ ہم
مجنون سڑی تھا راہ طریقت بھٹک گیا

ملک عدم کو لیگئے کاندھوں پہ لادکے
کیا رہ نورد منزل ایجاد ٹھک گیا

آنسو کے بدلی پیپ نکلتی ہی آنکہ سے
پتلی کا دل بتون کی محبت مین پک گیا

رہ رہ گئی جو بوٹ کی تلوون مین خار دشت
چبھتا نہین یہ پانون سی کانٹا کھٹک گیا

۴۹	تنہا جو مشورے کو بلا یا نہ آئے وہ عاشق مزاج یار مین کچہ اور شک گیا	۲۶

تیز مضمون کرے کیون نہ طبیعت پیدا
وصف کرار سے ہوجاتی ہی جودت پیدا

دیکہ تفسیر تو ہوجاسے حقیقت پیدا
کہ ید اللہ کے معنون ہی سی ہی قدرت پیدا

در مضمون مناقب کو لٹاتا ہون آج
بڑہ کے حاتم سی بھی کی ہین سخاوت نے پیدا

جو زبان کرتی ہی اوصاف گل عارض شاہ
اوس سی ہوتی ہی کلید در جنت پیدا

قطعه
جنگ خیبر مین ہوا حکم خدا ناد علی
ہوگئی لشکر اسلام کو قوت پیدا

ساتہ آواز کے موجود ہوے شیر خدا
شاہ کیا آسئے ہوئی فتح کی صورت پیدا

بعد خیبر کا مدینے سے ذرا غور کرو
معجزہ تھا جو ہوئی شہر مین سرعت پیدا

قطعه
گیا آشوب پیمبر کی زبان پھیرتی ہی
جو گئی ہوگئی آنکھون مین ابصار پیدا

خضر نے دیکھا جزیرے مین کہ سمیکہ نا کم
اور اصابع سے ہی آب یم قدرت پیدا

وہ علی تھے یہ کسی اور کا اعجاز نہین		قبل میلاد دکھے آثار ولایت پیدا
آج ایثار کرون دل کو تو کچھ دور نہین	قطعہ	نظم اوصاف سے ہو دل مین مسرت پیدا
کیا عجب لفظ کی جا روح دہن سے نکلے		ولولہ ہے کہ ہوے شاہ ولایت پیدا
فخر کرتے ہین ملک اور مباہات خدا		مصطفے خوش ہین ہوئی دین کی نصرت پیدا
کیون نہ اقطار جہان دین پیمبر گھیرے		جب علی سا ہو ولی بہر حمایت پیدا
دشمن و دوست مین تیرے جو نہوتی تفریق		کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جنت پیدا
معرفت تیری وہ دولت ہے کہ جسکا ہے یہ فیض		کثرت صرف سے ہوتی نہین قلت پیدا
اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اے شاہ		شیر صحرا مین نہوتی کبھی جرأت پیدا
حق نے ذرات سے اقرار ولایت کا لیا		ضلع آدم سے ہوئی جب کہ یہ خلقت پیدا
بحر کرتا جو نہ اقرار ولایت کا شعور		آب شیرین مین نہ ہوتی کبھی لذت پیدا
نام کی تیرے جو پہلے سے نکرتی حرمت		غیر ناطق مین نہوتی کبھی حرمت پیدا
معرفت آپکی جتنی ہے جمادی کو ہے		اوسقدر اوسکی ہے دنیا مین شرافت پیدا
آپکا عرش کے پہلو مین چمکتا تھا نور		ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا
لکھے کعبے مین وہ منشور شکست اصنام		نقش پا سے جو کرے مہر نبوت پیدا
کیسے ترکے مین ملی قوت ترک گندم		کسنے اجداد مین کی ایسی قناعت پیدا
قتل بیٹون کا گوارا ہو شفاعت کے لیے		ایسی کبھی ہوتی ہے دنیا مین مروت پیدا

۵۰	کثرت کار مین ہے قلت فرصت عاشق ہجو گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا	۱۳

دنیا کو انقلاب ہی میری بیان سے کیا
کوسن تجلی دھڑکا یا فغان سے کیا

جب کرچکے حلال کیا عذر گفتگو
غصہ تو ہے حرام نکلتا زبان سے کیا

توڑا جو ضعف نے تو ہوئی روح بیقرار
آرام ہو مکین کو شکستہ مکان سے کیا

بٹھلا کے بزم غیر مین پوچھو نہ حال کچھ
دانتون مین ہونٹ بانکی صورت بیان سے کیا

یہ رستی ناپسند ہی دل کو وہ نازکی
کچھ طول و قصہ ہو وہ گل بوستان سے کیا

بیٹھا ہون راہ گنج شہیدان عشق مین
بخشش ہی میری گرد رہ کاروان سے کیا

سیت پہ میری کہتے ہین وہ ہم بھی مر گئی
دل اوٹھ گیا جہان سے تم اوٹھے جہان سے کیا

قاتل سے پھیر لائے دل بیقرار کو
دیکھو جگر ہمارا کہ لائے کہان سے کیا

بت نے نہ بعد قتل بھی پوچھا گذشت مین
رتبہ خدا کے گھر سے ملا امتحان سے کیا

محمل مین دیکھتے نہین یوسف جمال کو
پردے پڑے ہین گرد رہ کاروان سے کیا

جب ہڈیان جلین تو ہوا داغ کا ظہور
ہی ابتدای سوزش غم استخوان سے کیا

سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت مین
وہ بانسری بنی تھی مرے استخوان سے کیا

١٥ عاشق عروج خاک ہو میرے کلام مین ٢٠
فکر زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا

کیون نامہ بر اوس بت کا مری گھر نہین آتا
ناراض خدا سے ہی جو یہ بھی نہین آتا

نقطہ دہن یار کا پائین جو پھرین گرد
پرکار کی صورت ہمین چکر نہین آتا

اللہ کی جا دل مین ہی پر شرط ہی اتنی
بے یاد کسیکے کبھی کوئی گھر نہین آتا

ہم مل گئی مٹی مین ہوے صاف نہ تجھسے
آئینہ ہی رخ آپ کا باور نہین آتا

کہتے ہو جنازے پہ تری آئین گے اک روز — کیا کیجے بہانے سے ہمین مر نہین آتا

بوسہ نہ دیا لب کا تو پچتاوگے ای یار — پھر چشمۂ حیوان پہ سکندر نہین آتا

شہباز نگاہ غضب یار بلا ہے — پہونچا کے کبھی نامہ کبوتر نہین آتا

یون آتے ہین غش ضعف مین پھیرے سے نگہ کے — اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہین آتا

کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبث طول — جو دل مین ہے شمہ بھی زبان پر نہین آتا

کیا وقت ہے ہنستی ہے اجل حال پہ میرے — مرتا ہون مین اور یار کو باور نہین آتا

بل جب سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جاے — وہ پیچ سے تجھے زلف معنبر نہین آتا

بیوجہ کیے قتل کئی نامہ براوسنے — اب ہاتھ کبوتر کی جگہ پر نہین آتا

خال لب دلدار سے ہے مجکو تعجب — سنتے ہین کہ کافر لب کوثر نہین آتا

ہیری ہین غش آتی ہین مجھے بیٹھے بٹھاے — پھرتا ہے فلک ایک بھی چکر نہین آتا

وہ مال سے تو ہم ہین کرامات سے مغرور — کیا پاس فقیرون کی تونگر نہین آتا

معشوق وفادار زمانے مین ہے نایاب — مین جسکا ہون طالب وہ میسر نہین آتا

روتا ہون لہو ہجر مین گھٹتی نہین قوت — دریا ہے روان آنکھ سے جگر نہین آتا

تاثیر ہے تقریر مین کیا اوبت بے مہر — درد دل مایوس زبان پر نہین آتا

اک روز گھڑی بھر تو سنو دل کی کہانی — رحم اوسکو بھلا دیکھین تو کیونکر نہین آتا

۵۴ — عاشق کے جو مرنے کو مناتی ہین شب و روز / کہتے ہین کہ قاصد تو کھلے سر نہین آتا — ۳۷

نہ کرتے دفن تم تو خاک مین مین خود سما جاتا — نہ دیتے غسل تو مین خون مین اپنے نہا جاتا

ہمارے نالۂ سوزان سے اونکی گھر کا کیا جاتا
غریبون مین کسیکا جھونپڑا بیشک جلا جاتا

اگر غیرون سے کوچے مین اگر مین اونکو پا جاتا
قدم پر گر کے ساری سرگذشت اپنی سُنا جاتا

لحد بہتر ہے سو در سے جو وہان پرسش تو ہوتی ہے
نہ پوچھا تمنے محفل مین بھلا پھر کوئی کیا جاتا

سما جاتا جو میرے دل مین اونکی آنکھ کا نقشا
خراش نشتر مژگان سے دل کا آبلا جاتا

صفا سے زیست سے اپنی غبار آتا تو مرجاتے
یہ بنکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا

ہوا مطلب نہ محشر مین یہ نہین لگی ہے دل مین
بتون کی کیا شکایت لیکے مین پیش خدا جاتا

نہ آتا اپنے وعدے پر اگر وہ پردہ پوش اپکے
کفن سے منہ لپیٹے قبر مین مین بھی چلا جاتا

نہین یہ منہ رقیبون کا دبائین گالیان دیکر
جو وہ بوچھار کرتے ایک فقرہ میرا چھا جاتا

نہ دیکھا اوسطرف تمنے رقیبون کے سکھانے سے
ہماری جان جاتی مفت مین غیرونکا کیا جاتا

اگر سُننا کسی سے چھپا نکلنے کا شوق ہے اونکو
نگہ بنکر ابھی مین چشم روزن مین سما جاتا

محبت زلف کی بس چھوڑ دی ہے جان دینی مین نے
جو توبہ لا کہ کرتا سلسلہ کچھ کچھ چلا جاتا

بجز قاتل جو کوئی قتل کرتا سخت جانون کو
لہو بھی زنگ بنکر تیغ کو دشمن کی کھا جاتا

مرا قاتل نہ کھاتا جو روانی آب خنجر کی
لہو گردن سے میری حشر کے دن تک بہا جاتا

نہ وہ شیرین نہ مین فرہاد ہون دونونکو غیرت ہے
اگر مین چھپا نکتا تو وہ پسینے مین نہا جاتا

رقیبون مین نہوتی گفتگو ہے نرم اوس بت سے
اگر خلوت مین کہتا سخت بھی تو مین اوٹھا جاتا

وہ کہتے ہین سُنا کر درد دل شب کو جگایا ہے
کہانی اور کچھ کہتے تو مجکو خواب آ جاتا

ترے کوچے سے بھاگا غیر کو تجھ کا ٹنا اوسکو
یہی پاداش تھی جو دوڑ کر مین اوسکو پا جاتا

نکلتی راہ جو اکبار آمد شد تو ہو جاتی
یہان وہ بارہا آتے وہان مین بارہا جاتا

عدم کی رہ مین تن کا ساتھ چھوڑا روح نے تو کیا
اکیلا مین چلا جاتا جو کوئی قافلا جاتا

گھڑی بھر کے لیے اے جان عدو بھی ہو جو آ جاتی
تمہاری بات رہ جاتی مرے دل کا گلا جاتا

لگا تو لاکھ منہ غیرون کو جو حق ہے وہ کہہ دیتے
بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا

ہماری قبر پر سامان غربت مین کبھی ہو جاتے
جو شب کو چاندنی چھپتی تو دن کو ابر چھا جاتا

ملا تیر اب اشک چشم تر جب سے سیاہی مین
اگر مین نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کہا جاتا

پتا اونکا کہین پایا نہ پائی پانو نے مین طاقت
تجسس عمر بھر کرتے اگر ہمسے چلا جاتا

بہت سمجھا کے مجبور دو ستیا ہے اوٹھ گیے رو کر
مری قسمت مین جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا

فرشتے سے پری سے حور سے سب سے ہے تو خوش گل
زمین منہ مین خاک اور آنکھون مین سما جاتا

لٹا دیتے فقیرون کو اگر تم حسن کی دولت
ہر اک قارون بنکر دہر سے تحت ثری جاتا

نکر تو مدحت خط پر جو ہم تعریف بالون کی
حسد سے افعی گیسوی جانان زہر کہا جاتا

رقیب زرد رو کی ہاک کیون تمنے اٹھائی ہے
اکیلے مین جو ملتا شیر تھا کیا مجکو کہا جاتا

کیا سینہ ہاے فلک کو مین نے آخر چار نالون مین
چڑہا آتا تھا سر پر اس سے مین کب تک دبا جاتا

گھروندا دہر کا نقش و نگار بکر سے پر ہے
کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا اٹھا جاتا

سنا ہے جھوٹ شکوہ عاشق صادق کا سچ تو ہے یہ
زبان سے کچھ نکل جاتا نہ جب ہمسے سنا جاتا

مرے نالون سے کچھ تو کاروان کی بھیڑ بڑھ جاتی
لحد کی سوتے چونک اوٹھتے جہان شور درا جاتا

بدن سے سر اوتر دا اگر مل جائے شہیدون مین
ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑہا جاتا

نہ تھا کچھ کام دنیا سے نہ کچھ حاصل تہا عقبے سے
یہان محو فنا آتا وہان محو لقا جاتا

۵۳ ہوئی کل قصہ خوانی گھر مین انکے حال شوقی
جو کوئی رحم دل ہوتا تو محفل مین بسا جاتا ۴۴

دل مجنون مرا عاشق ہے کس لیلی شمائل کا
تجسس ہے اسے قبر آن کی منزل ہین محمل کا

نظر آیا جو عالم حسرت دیدار بسمل کا
دوبارہ قتل کرنے کو نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

یہ وہ در ہے کہ لب ہلتے نہین دیکھا ہے سائل کا
شکستون پر صدا دیتا نہین کاسہ یہان دل کا

غلاف خنجر قاتل ہے ایسا حال پر میرے
ہوا جو سر مین پیدا ہی سو نقشہ رقص بسمل کا

گذر چاہ زنخدان مین نہین ہے میرے فرشتونکو
بھلا کیونکر کہون نقشا ہے آئین چاہ بابل کا

کہون کیونکر نہین دیکھا ہے تجھسا مین نے عالم مین
کہ ہے آئینہ دل مین حسین تیری مقابل کا

سُنا ہے فرقت حوا سے برسون ہوا بشر روئے
ملا تھا جسم آدم مین مگر ریزہ مری گل کا

دکھایا چرخ نے بربادی بلبل کا یہ صدمہ
کہ غنچہ بن گیا سوکھ سے منقار عنادل کا

ہوا میری وفا کا بعد مردن اسقدر شہرہ
گلے مین پہنے ہین معشوق سب گنڈھا مری گل کا

وہ گریان ہون اگر خاک شفا مین خاک ملجائے
ابھی آنسو نہ تسبیح مین دانہ مری گل کا

لحد مین ہوگیا سوز دروں سے خاک مین گریان
لگا دھبا فرشتون کی بھی دامن مین مری گل کا

عبث کاڑے ہین ضد سے باغبان نے تیر اسکے گلچین نے
نہ دیکھا کوئی شاکی باغ مین شور عنادل کا

اگر سامع بھی ہوتی گوش گل کر آپ ہو جائے
کہ اوٹھنا نازکی سے بار کیا شور عنادل کا

اندھیرا گھر مین ہے میرے قبر سے کچھ کم نہین رہتا
وطن مین بیٹھے بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا

ملا آرام مرقد مین تو غفلت ہوگئی دونی
چلا جو چار کے کاندھے تھکا کیا ہو منزل کا

عدم سے آنیوالون مین جو ہوتا تو ہم سنتے
مجھے واعظ بتا دے حال کیا ہے پہلی منزل کا

غریبون کی ضعیفون کی وہان قبرین ہوئین لاکھون
ملا آرام تکیہ بن گیا ہے کوے قاتل کا

فقط دیکھی سے ناقے کے ہوا تھا قیس دیوانہ
حریر پردہ چشم پری تھا پردہ محمل کا

ہوی پژمردہ گل جب سے ہوئی قید قفس بلبل
گئی رونق چمن کی یہ ہوا صدمہ عنادل کا

خدا جانے کہ جل کر مر گئی فصل خزانی مین
نہ پایا باغ مین گلچین نے اک پر بھی عنادل کا

تصدق ہوتی ہین جو لوگ اوسکی شمع قامت پر
نظر آتا ہی فانوس خیالی رنگ محفل کا

ہوی برخاست اہل بزم مست حسن جو شب کے
شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا

نہین آنکھون پہ ابرو بیکہ دو نیز یہ کتا ہے
عجب مضمون تازہ ہی لکھا ہی شعر کامل کا

یہی آنکھین ہین جسسے موج زن تھا نوح کا طوفان
وہ ایسی خشک ہین دہوکا ہوا دریا پہ ساحل کا

تصور ہے جو بوسی کا زبان کچہ اینٹھی جاتی ہی
تمہارا خط ہی میرے واسطے کاسا ہلاہل کا

اوٹھاؤن داغ شوق قتل مین اس رشک رنگین پر
گریبان مین ہمارے رنگ ہی دامان قاتل کا

ہمیشہ زندگی مین تاکتے تھے خوب رویون کو
ہوی جب خاک ہم تو وہ بنی خود تیر قاتل کا

ہوا ہون قید ای رشک پری تیری محفل مین
بنا ہی مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا

اگر مین قید سی چھٹتا بھی ہون پھر قید ہوتا ہون
سوا ہوتا ہی میری ہجر مین نالہ سلاسل کا

تن زخمی کو خوش ہو اشک کا پانی چورانے کی
بدل جائیگا فوارہ سی پہوڑا مری گل کا

یہی سمجھا بگولا خاک کا جب دشت مین دیکھا
مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا

پہونچکر زلف مین یہ دل نہ کیونکر ٹھوکرین کھائے
مسافر کو نہایت قہر ہے اندھیر منزل کا

عدم کے جانے والی قبر مین رہتے ہین اک رات تک
بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

۵۴ — دیگر — ۲۳

عشق قد و عارض گلرنگ جانان چھٹ گیا
شمع سی پروانہ بلبل سی گلستان چھٹ گیا

لیجلے جب قید کو ربط تن و جان چھٹ گیا
کنج مرقد مین چھپے جسدن بیابان چھٹ گیا

مردہ دل ہون اوڑگئی سر سی مر ہوش و حواس
اشک حسرت سے گریبان کفن بھیگا نہین
ناتوانی سی مرا دست جنون بیکار ہے
زلف اوس حور کی دشمن ہی دل پر داغ کی
بہ گیا بی داغ دل طوفان آب اشک مین
دل نکل آیا گریبان کفن سی بعد مرگ
راہ نکلی میرے دہوکی سی جو رو کا غیر کو
ناتوانی سی قدم تکلیف گردش سی بچے
تیر تودی پر لگا یا مین مکدر ہو گیا
مرکے نکلی خانۂ زنجیر سے ثابت قدم
پنجہ رنگین کا مضمون فکر سی جاتا رہا
لیکے بوسہ کیا رقیب روسیہ رسوا ہوا
یاد آتا ہی لپٹ جانا گلے محبوب سے
خون کی قطری جو ٹپکی سرخ آنکھین ہو گئین
رخ سی جب پھسلی قدم پر یار کی پہونچی نگاہ
دم جو نکلا خانۂ تن سے مرا سودا گیا
دل جو توڑا آپنے مجھپر ہوا پھر حسن سوار
خط زیر لب کا جب سودا گیا ہم مر گئے

طائرون سی گنبد گور غریبان چھٹ گیا
قبر مین دامان دل سی داغ عصیان چھٹ گیا
ہاتھ سے سو مرتبہ تار گریبان چھٹ گیا
حور سی وہ ربط مارا باغ رضوان چھٹ گیا
دیکھیے پڑا ہمارا اسے چراغان چھٹ گیا
روح کی مانند یہ محبوس زندان چھٹ گیا
ہر طرف دربان تھی سارے نگہبان چھٹ گیا
پھر جفائے دست وحشت سی گریبان چھٹ گیا
زنگ میرے دل مین آیا زنگ پیکان چھٹ گیا
کوہکن سی کوہ مجنون سی بیابان چھٹ گیا
غوطہ زن کی ہاتھ سے یہ نخل مرجان چھٹ گیا
منہ مین کالک لگ گئی جب خال جانان چھٹ گیا
نخل قد یار سی کیا عشق پیچان چھٹ گیا
لعل لب کی غم مین لعلون سے بدخشان چھٹ گیا
تشنۂ دیدار سی چاہ زنخدان چھٹ گیا
اہرمن کی قید سے آخر سلیمان چھٹ گیا
لوگ سمجھے شیشۂ دست پری خوان چھٹ گیا
زہر کھا بیٹھے جو خضر آب حیوان چھٹ گیا

گورا گورا چاند سا رخسار چمکا یار کا
جب اوٹھایا دام گیسو ہاتھ نازک چھل گئے

زلف جب کی کھن سے ماہ تابان چھٹ گیا
طائر رنگ حنائی دست جانان چھٹ گیا

٥٥
میری غربت دیکھکر عاشق کسی گھر یاد ہے
آہوون سے دشت شیرون سے نیستان چھٹ گیا
١٧

آپ کا ظلم بہت صبر ذرا سا اپنا
آپ ہم بانٹ لین حصہ یونہین اپنا اپنا

بیٹھہ جاتی ہے مری قبر بنائین سو بار
کھوے رہتا ہون مین آغوش تمنا اپنا

خنجر یار سے مقتل مین ہوے پہلے شہید
لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیبا اپنا

شوق تنہائی کا ایسا ہے مرے دلبر کو
کبھی آئینے مین دیکھا نہین چہرا اپنا

نہ رہی تن کے عناصر مین مری روح کبھی
نہ اوٹھا چار کے کاندھے پہ جنازا اپنا

ظلم کرتے ہین یہ بیخوف خدا کی قدرت
کیا خدائی کو یہ بت سمجھے ہین بندا اپنا

تیغ ابرو سے کیا قتل تو فرماتے ہین
اپنی تلوار پہ اب تک نہین قبضا اپنا

عکس آئینے مین دیکھا تو ہوئی دل سے نقیض
آپ کی شکل سے پہونچا یہ نتیجا اپنا

بے خطر کوچۂ قاتل کی طرف جاتا ہون
خوف سر کا ہے مجھے آج نہ دھڑکا اپنا

منہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار
راہ پا کر لیا ہر ایک نے رستا اپنا

زلف کو ہاتھ سے جل دیکے یہ فرماتی ہین
طائر روح کے پڑ جاتا ہے پھندا اپنا

بے سبب تن پہ مرے داغ اوبھر آتی ہین
کسکا سودا ہے جو یون اوٹھتا ہے سیپا اپنا

حال کہتا ہون سواری مین تو فرماتی ہین
کہیے اب جا کے کہین اور یہ کھڑکا اپنا

ملک وحشت ہوا آباد مرے سودے سے
ہے زر داغ یہ ان روزون مین سکّا اپنا

ہاتھ تلوار کا مجھ پر جو لگایا پہلے
پاؤن مین ملکی حنا پھرتی ہین کیون گھر گھر مین

ہاتھ بھر بڑھ گیا اسے جان کلیجا اپنا
آپ چورون کو دکھاتی ہین محلا اپنا

۵٦ | ١٦

نام عاشق کا جو سنتے ہین تو فرماتے ہین
وہی عاشق وہی دالہ وہی شیدا اپنا

ردیف بائے موحدہ

گلچین کے دست ظلم سی ہی گلستان خراب
صیاد نے کیی ہین ہزار آشیان خراب

گردش سی جبن نگاہ کی ہی اک جہان خراب
میری طرف پھری ہی وہی خانمان خراب

ملک عدم سی دہر مین پھر دہر سی عدم
تیری لیی پھری ہین کہان سے کہان خراب

پلکون مین جوش گریہ سی رونق نہین رہی
برسات کی وفور سے ہی سائبان خراب

غسل و کفن مین کیجیی تکلیف آپ بھی
مردہ ہمارا ہو نہ کہین مہربان خراب

دعواے ہمصفیری مرغان قدس ہے
بلبل سی کیجی بحث کے اپنی زبان خراب

نالی کے ساتھ گرنے لگی اشک آنکھ سے
آواز پر جرس کی ہوا کاروان خراب

ابرو مین بل پڑا ہی مری اشک و آہ سے
برسات کی ہوا سی ہوئی ہی کمان خراب

بنت العنب کو کھینچ کر لایا ہی بزم مین
کرتا ہی کیا جوانون کو پیر مغان خراب

ہر وقت کس کی یاد مین قلزم ہی شور مین
پھرتی ہی کس کے شوق مین ریگ روان خراب

ٹھوکر بھی کھا کی شکر کی سجاری کو مین گرا
تو نے کیا ہی مجھکو پئے امتحان خراب

ہی چاٹ مجھکو بوسۂ حسن ملیح کی
افراط سی نمک کی ہوئی ہی زبان خراب

رزق ہما ہوے نہ سگ یار کو ملے
مٹی مین رل کی میری ہوئی استخوان خراب

نام رقیب لیجی نہ اے شکرین دہن
لینی ہی مجھکو منہ مین نہ کیجی زبان خراب

بھلائی گور جوشش سیلاب اشک نے — بعد از فنا بھی مجھکو ملا ہی مکان خراب

۵۷

آہ رسا سے دل مین تمہار سے کریگا گھر
کب تک رہیگا عاشق بے خانمان خراب

۱۰

ہی سیہ بالون سے اوس ابرو خمدار کا روپ — راست تو یہ ہی کہ جوہر سے ہی تلوار کا روپ

کیا ہی وہ آئینہ رو ہمسے مکدر دل مین — خط سبز اوسکا دکھاتا ہی جو زنگار کا روپ

چشم مخمور سے نرگس کا شے رنگ نہ کیون — مست کا اور ہی کچہ اور ہی ہشیار کا روپ

موسم گل ہی گھٹا چھائی ہی میکش ہین جمع — دیکھیے چل کی ذرا خانۂ خمار کا روپ

روپ بالی سے دو بالا ہے قد بالا کا — بجلی چمکاتی ہی اوس چاند سے رخسار کا روپ

بل ہین مو سی کمر یار مین زلفون کی طرح — بار کاکل نی دکھایا کمر یار کا روپ

رو دون الماس سے دانتون کی تصور مین اگر — گھر اشک مٹا دین در شہوار کا روپ

رنگ ابرو کا مٹا دی نہ پسینا وقت قتل — ڈرہی ای ترک نہ کھو دے نہ تلوار کا روپ

نشۂ مے سے ہوا اور بھبھو کا رخ یار — رنگ لایا ہی غضب شوخ طرحدار کا روپ

۵۸

دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پرفن بولا
مکر کرتا ہی بدلتا ہے یہ عیار کا روپ

۱۳

ہی دہن غیب کی دیتی ہی خبر تیری بات — جفر کا حکم ہی ای شعبدہ گر تیری بات

جوہر تیغ زبان صنعت دندان کھولے — ہو جو مفتاح در گنج ہنر تیری بات

منہ سے کٹ کٹ کی نکلتے ہین جگر ٹکڑے — موٹھ جادو کی ہے او شعبدہ گر تیری بات

غنچہ سخن کا نہ کھلا درج دہن سے مطلب — عقدۂ بستہ ہی ای رشک گہر تیری بات

نالۂ دل سنکے مرا رحم سی بولا وہ صنم — دل مین پتھر کی بھی کرتی ہی گھر تیری بات
چشم جادو کی سخن گوئی ہی آنکھین ہین بند — کیا نظر بند ہی ای شعبدہ گر تیری بات
برق دندان کی چمک جاتی ہی چھپ جاتی ہی — شب کو دکھلاتی ہی آثار سحر تیری بات
چھیدتا ہی مرے دل کو سخن طعن آمیز — تیر سا کرتی ہی سینے سی گذر تیری بات
بے ثمر سرو گلستان ہی نہین تجھ مین یہ نقص — سرو قد کا تری گویا ہی ثمر تیری بات
گلشن خلد کی ہم سیر کرین کی مقبول — پائینگی حشر کو حورون مین اگر تیری بات
بات اولٹی ہی کہ تنگی ہی دہن ہی معدوم — ایسی رنگین ہی آتی ہی نظر تیری بات
نور دندان سی دہن ہی یہ نخشب گویا — چاند بن جاتی ہی ای رشک قمر تیری بات

١٤	لا کہ پوشیدہ ملاقات کسی سی ٹھہرسے چھپی عاشق سی رہیگی نہ مگر تیری بات	٥٩

پروانہ شمع رخ کا رہا دل تمام رات — پہلو مین تھا وہ رونق محفل تمام رات
ٹکڑے ہوا کتان کی طرح دل تمام رات — تھا سامنے جو وہ مہ کامل تمام رات
رشک ارم رہی مری محفل تمام رات — بیٹھا رہا وہ حور شمائل تمام رات
جلتے ہین صبح وصل کی ہم انتظار مین — ہو گی کبھی تو ہجر کی ای دل تمام رات
نیند اوس پری کی چشمون کی عقل گئی — برپا رہا یہ شور سلاسل تمام رات
حیرت ہوئی یہ تیزی رفتار دیکھ کر — کاٹی نہ مہ نے ایک بھی منزل تمام رات
خورشید منہ چھپا کی پھرا ہی تمام روز — آیا نہ ماہ اوسکی مقابل تمام رات
دیکھا نہ رخ بھی وصل مین کاکل کی پیچ سی — پائے نظر مین تھی یہ سلاسل تمام رات

فرقت کی شب تصور نوک مژہ رہا	پھوٹا کیے ہیں آبلۂ دل تمام رات
گردن میں میرے ہاتھ نہ پڑ جائیں وصل میں	رکھتے ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات
وہ بیخبر ہیں نیند سے بھی چونکتے نہیں	فریاد اتنی کرنے سے حاصل تمام رات
وہ خال رخ کا سرمۂ آواز ہو گیا	میں ہو سکا نہ بوسے کا سائل تمام رات

٦٠ عاشق خوشی سے نیند شب قتل اوڑ گئی
آنکھوں میں تھا تصور قاتل تمام رات ١٨

بتوں کے غم میں تن گھلکر ہوا زنار کی صورت	نہ دکھلانا خدا اس طرح کے بیمار کی صورت
بنائی پھرتی ہیں آٹھوں پہر خونخوار کی صورت	نہیں بنتی کی بگڑے ہوے دوچار کی صورت
رہی گو لاکھ صحبت فرق ہے ادنی و اعلی میں	نہ خاروں میں ہے رنگ گل نہ گل میں خار کی صورت
دکھائی کو وہ میرے گھر میں غیروں کو بلاتے ہیں	کھڑا ہوں سامنے اندھا بنا دیوار کی صورت
لگایا تیر وہ کاری کہ ہونٹوں کو نہیں جنبش	کھلا منہ رہگیا مجروح کا سوفار کی صورت
لب شیریں کے دو بوسے جو مانگے بولے جھنجھلا کر	نکلتی ہے تمہاری بات سے تکرار کی صورت
علامت موت کی پہلے مرے چہرے سے ظاہر تھی	نہ دیکھی وصل کی شب صبح کے آثار کی صورت
لپیٹے پھاڑ کر تار گریباں سر میں وحشت سے	بنا ہے داغ سودا طرۂ دستار کی صورت
مسیحائی کا دعوی آج مجکو دیکھکر بھولے	وہ خود کہتے ہیں بچنے کی نہیں بیمار کی صورت
جوانی پر جو غرہ ہے نہیں رہنے کی دو دن میں	نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت
دکھاؤں تمکو کیا درد دل مایوس کا نقشہ	متشکل ہو نہیں سکتی کبھی آزار کی صورت
پر و بال ہما شوق لینگے دستگیری کو	اوڑینگے قوت بازو سے ہم پردار کی صورت

نظر تجھسے لڑی رہتی ہی گو مین گر دیکھتا ہون
نہین ہٹتا مرا پانو نگہ پر کار کی صورت

الٰہی ہیکدی کی جس طرح رونق بگاڑی ہے
بنی گھر محتسب کا خانۂ خمار کی صورت

وہ زہرہ ہین کہ شکل مشتری بھی نہین واقف
وہ یوسف ہین کہ دیکھی تک نہین بازار کی صورت

تن لاغر سی وحشت مین ہمارا دل اوچھتا ہے
پھنسے ہین دامن صحرا مین نوک خار کی صورت

نہ بیٹھی تا سحر وہ غیر کی موشگافی سی
سفیدہ صبح کا بنجائے سم الفار کی صورت

٦١	ہزارون گل کھلائی روز عاشق داغ سودائی مگر تحریر قسمت تھی خط گلزار کی صورت	١٤

ردیف تای ہندی

کھا فقر مین نہ گردۂ نان جوین اولٹ
دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ

مسند کو لات مار بچھا بوریائی فقر
اے دل بساط فکر چنان و چنین اولٹ

کوہ حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سی تو
اے بت ذرا نقاب رخ شرمگین اولٹ

مردم کی چشم بد کا جلے گا سپند خال
اے شعلہ رو نقاب رخ آتشین اولٹ

بنجاتا قیس ناقۂ لیلی کا ساربان
دیتی ہوا جو پردۂ محمل کہین اولٹ

مین نیم جان ہون کھینچ نہ تلوار میان سے
ساعد سی وقت قتل فقط آستین اولٹ

سر سی نکال اپنے ہوا چتر و تاج کی
ٹھوکر سے اپنی مسند خاقان چین اولٹ

کھیچون اگر جریدۂ عالم مین مد آہ
دونون یک قلم مین دفتر دنیا و دین اولٹ

مجھ سے اوٹھا تعلق دنیا کی تو حجاب
غفلت کا پردہ دل سے جہان آفرین اولٹ

اپنا یہ قصر تن تہ و بالا کیا تو کیا
اے جوش نالہ گنبد چرخ برین اولٹ

فرقت مین جوش گریہ سی یون اولٹی سانس اگر
جوش قلق سی جائی دل ہمنشین اولٹ

اقرار وصل تھا شب مہ مین مگر نہ اب
دیدار یار آہ سے ہوگا شب وصال

اندھیر سے زبان نہ ای مہ جبین اولٹ
دیگی ہو انقاب رخ شرمگین اولٹ

۶۲

عاشق کو کہہ نہ تو لب شیرین سے تلخ بات
یہ میٹھا زہر دے نہ کلیجا کہین اولٹ

۱۶

ردیف ثائ مثلثہ

قتل کرتا ہے نہ ہے جرم نہ تقصیر عبث
نوجوانون کا ہے دشمن فلک پیر عبث

بیوفا ہے وہ خبر سنکے نہین آنیکا
میری میت کی اوٹھانی مین ہے تاخیر عبث

لکھتے ہین نیک عمل بھی ورق عالم پہ
ہم زمانی مین نہین صورت تصویر عبث

کہتے ہین عدہ خلافی کی شکایت جو کرون
کوئی سنتا نہین تم کرتی ہو تقریر عبث

وصل مین ہین کبھی کہین نہین ٹیڑھی باتین
مجھسے بل کرتی ہے وہ زلف گرہ گیر عبث

یہی دو باتین ہین اقرار کرو یا انکار
اسقدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبث

گردش چرخ کا شکوہ مری عادت مین نہین
مجھسے برعکس ہے اپنی مری تقدیر عبث

ناتوانی کا یہ ہے زور کہ خود مرتا ہون
قید کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبث

چار دن کی لیے دنیا مین تجھے ہے تنعم
طلب عزت و املاک و زر و جاگیر عبث

اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بھرتا ہے
ساتھ پھرتا ہے ہمارے فلک پیر عبث

نہین ملنے کی جگہ قبر مین دو گز سے زیاد
چار دن کی لیے کرتے ہین یہ تعمیر عبث

یہ نقاہت ہے کہ زانو سے نہین اوٹھتا سر
مجھسے دیوانے کو پہناتے ہین زنجیر عبث

عمر بھر مین نہین قدمون سے جدا کرنیکا
نالہ کرتی ہے مری پاؤن مین زنجیر عبث

چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خانے مین
کام اپنے ہی نہ آئی تو ہے تنویر عبث

دیکھکر اور مری زیست کا بگڑا نقشا
خاک ہو جائینگے عنصر بخدا ای بت عشق | ۶۳

نام سرور سنتی نہین ہم سوای رنج
طول شب فراق سی ہون مبتلای رنج
دیکھا نہ آنکھ بھر سے کبھی روی زشت کو
تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے
بے التفاتیون سی تری ہم گذر گئے
شام فراق سی ہین لائے ہین زیست سے کے
طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجیے
راحت خلاف خواہش دل ہی ہمین ملی
بے لطفیون مین عمر ہماری گذر گئی
مرکر چھٹا ہون کاکل پر خم کے پیچ سے
بحر فنا مین موج حوادث کا ڈر نہین
تشویش مجکو رہتی ہی انجام کار کی
رفع الم ہی حاصل لذات دنیوی
سالک ہین راہ عشق کی ہم کس سرور سے
شادی پیام وصل کی سننے سے ہو گئی
عاشق کشود کار کی امیدوار ہین | ۶۴

بہیجدی آپ نی میری لیے تصویر عبث
چارون کے لیے ہی خواہش اکسیر عبث | ۱۶

یارب چلی زمانے مین کیسی ہوای رنج
سودای زلف لایا ہے سر پر بلای رنج
پہونچی کبھی نہ کان مین اپنی صدای رنج
یارب بیان کس سی کرون ماجرای رنج
منصف ہوا ایک دل یہ کہان تک اوٹھائے رنج
آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتدا اسے رنج
دیکھین تو صبح حشر تک آزمای رنج
تسخیر دیو نفس سی بھاگی بلاے رنج
صدمے سی جگر کو جلایا اوٹھای رنج
دست قضا نی کھول دی عقدہ ہای رنج
راحت طلب ہوی نہوی آشنای رنج
مین اپنی طول فکر سے ہون مبتلای رنج
ہی عیش کی طلب سی ہما مین بنای رنج
جس سمت منہ اوٹھای کو سونے آی رنج
پیغام بر ہمارا ہی مشکل کشای رنج
حاصل زیادہ غم ہی ہوئی انتہای رنج | ۱۹

جھکا جو فکر مین یہ سر نخل بارور کیطرح
تو شعر نکلے قلم سے اب ثمر کی طرح

ہمارے شعر کا نسخے سے بھی ہوا ہے رواج
کہ دل سے پھر نہین مٹتا یہ نقش زر کی طرح

تمہارے رخ کو خم پیچ زلف مین دیکھا
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح

لیا نہ ضعف مین احسان غیر کا سر پر
کبھی جھکی نہین گردن مری کمر کی طرح

کبھی رقیب سے یہ رونہ بل کی لینی پاے
کہ ٹرہ نجائے یہ سر چڑہ کے موے سر کی طرح

پھرا ہو آئینہ سے عکس برق عارض کا
فرشتے کاندھون کے غش ہو گئی بشر کیطرح

ہزار ہے رخ محبوب غیرت خورشید
سواد زلف نہ روشن ہوا سحر کی طرح

تمہاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑ سکی
اوٹھایا پنجۂ مژگان نے تل سپر کی طرح

یہ قرب و بعد مین اوس آفتاب کی گذری
گھٹا بڑھا کیا مین سایۂ شجر کی طرح

بط شراب مین رکھدی گزک جو وہ عیسی
کباب مرغ کا اوڑ جائے سیخ پر کی طرح

ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
یہ ایکجا نہین کیون تیغ اور سپر کی طرح

وہ کم سنی کے سبب اعضا بدل گئے لیکن
دہن دہن کی طرح ہے کمر کمر کی طرح

کہین ہما سے نہ خفت ہو مجکو مرنے پر
یہ استخوان نہ اوڑ جائین مشت پر کیطرح

نشانہ اور کا تاکا جو اے کمان ابرو
ہم اوڑ کے تیر کی آگے گئے نظر کی طرح

پری وشون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
جلے رقیب کا دل بھی مرے جگر کی طرح

لباس عاریتی سے سفید پوش نہو
نہ سر پہ اور کا احسان لے قمر کی طرح

کرشمے ہو یار سے کے پہنائی دست نازک مین
کلائیان بھی لچکنے لگین کمر کی طرح

ہمارے قتل سے یہ رنگ روے یار اوڑا
سفید خال ہو سے دانہ گہر کی طرح

۶۵ چپلو جب ادھر سے ادھر گرم رو ہو عاشق
پھر و نہ گھر کی طرف تم کبھی شتر کی طرح ۱۴

خون عاشق مین عبث کرتا ہے او سفاک سرخ — عکس رنگ جسم سے ہو جائیگی پوشاک سرخ
خال چشم مست کی فرقت مین پیتا ہون لہو — کیون نہ پانی ہو گرون مین گہولکر پاک سرخ
ہے مینا مین جو ہے ساقی شراب لعل فام — فرش مخمل کا بچھایا ہے زبر تاک سرخ
پنجۂ مرجان کو خجلت سے کریگا کیا سفید — ملکے مہندی دست و پا کرتا ہے وہ بیباک سرخ
قتل سے مجھ بیگنہ کے کچہ شفق پھولی نہین — ہوگئی ہے شیشہ گردون مین ساری خاک سرخ
صاف قندیل در میخانہ کا دہوکا ہوا — کیف مے سے جب ہوا وہ روئے آتشناک سرخ
سیل خون دل مری آنکھون سے یہ جاری رہی — دشت وحشت مین ہوگی خار و خس و خاشاک سرخ
بار تحفہ کا کیونکر اوس نازک بدن سے ہوا وٹہ سکی — نیم کی تنکے سے ہو جاتی ہے جسکی ناک سرخ
خون مین عاشق کے ڈوبی رہتی ہین تیری چشم — کیا غضب تر رہتی ہین آنکھین تری سفاک سرخ
حلق بسمل ہوگئے حلقے رکاب یار کے — سیل خون یہ رنگ لائی ہوگئی پوشاک سرخ
خون مینا حسن ساقی پر فقط گرتا نہین — سیکڑون کے خون سے ہے خاک زیر تاک سرخ
برگ گل سے مسل اوس گل کی چھوڑا یا جاہیے — کیسۂ مخمل سے نازک تن ہے اے دلاک سرخ
ہین یہ سمجھا دانتون مین انگشت فندق بنا کر — خون ہے نازک دہن کے جب ہوئی مسواک سرخ

۶۶ شعلہ ہائے آہ آتش زا سے عاشق بن گیا
ایک گنبد اور زیر گنبد افلاک سرخ ۱۰

ہر نقش قدم پر ہے گمان مہ و خورشید
مستی مین ہلا دیتے ہین ہوش ان مہ و خورشید

مہمان ہون کیا چرخ کی مدت سے ہین یکجہ
اس غم مین ان ہین دو گردہ نان مہ و خورشید

رخساروں پہ افشان چنو پردہ اوٹھا دو
مٹ جای ابھی نام و نشان مہ و خورشید

تیرے رخ تابان کی ثنا کرتے ہین افلاک
ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید

دو نور رخ تابندہ ترے زلف سیہ مین
چھپتے ہین نکلتے ہین بسان مہ و خورشید

آئینہ مین وہ دیکھ کے رخسارہ روشن
کرتے ہین حقارت سے بیان مہ و خورشید

جب داغ مٹے سر دے بازار جنون سے
گردون پہ ہوئی گرم دکان مہ و خورشید

کس شان مسیحا کی فلک کرتا ہے دعوت
لاتا ہے شب و روز جو خوان مہ و خورشید

١٤	نقش قدم یار کی تصویر سمجھ کر عاشق بھی ہوے مرتبہ دان مہ و خورشید	٦٧

رخسارہ نے مہر نے کین گرمیان پسند
کرتا ہے کجروی کو تری آسمان پسند

ایذا ہے صاحبان تقرب کے واسطے
کرتا نہین کسیکو وہ بے امتحان پسند

رنگتے ہو کیون انگرکھے کو خون شہید سے
پوشاک پہنو وہ کہ کرے اک جہان پسند

لذت ملیگی خاک سگ کوے یار کو
جب اپنی پوست نے نکیے استخوان پسند

مجنون نے سنگ صبر اوٹھایا نہ اوٹھ سکا
آیا ہے میرے ضعف کو بار گران پسند

حسرت ہے دست شوق کو دامان یار کی
پائی جنون کو ضعف مین ہین بیڑیان پسند

شعرون کا میرے لطف اوٹھاتے ہین قدردان
کہانا وہی ہے کرتی ہے جسکو زبان پسند

افشان چھڑک دو مانگ پہ اے آسمان حسن
اوس کہکشان سے ہمکو ہے یہ کہکشان پسند

خود جام آفتاب مین ہی عیسی شفق بھری
ہمکو جو ہو شراب خم آسمان پسند

یون اپنی اپنی وضع کی لاکھون حسین ہین
انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند

بھڑکانے سے رقیب کی کھلوائی گل مجھی
ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گرمیان پسند

ضد ہی فلک کو ہمسے تو ہمکو فلک سہی ہی
رفتار پیر کی نہ کرینگے جوان پسند

ہوتی ہین کیون مقیم جہان خراب مین
کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند

۶۸	دردِ فراق کا ہے مزا کب وصال مین عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند	۱۲

ردیف ذال معجمہ

اوٹھا کی سکی جو وہ غیرتِ چمن کاغذ
حروفِ گل ہون بنی برگِ یاسمن کاغذ

ہوا ہون زار یہ مین انتظار مین خط کے
کہ استخوان ہین خط مسطر اور بدن کاغذ

ملے جو سرمے کو اوس بت کی خاکِ نقشِ قدم
لگائین پڑیون مین یہ تھیکا ہرمن کاغذ

خیال تھا کہ وہ لکھینگے ایک خط کا جواب
ابھی گمان ہی کیا صرف لاکھ من کاغذ

حساب گور مین لکھنا پڑیگا تلِ تلِ کا
مداد لب ہی قلم اونگلیان کفن کاغذ

خبر کسے ہی کہ وہی جان دشتِ غربت مین
اودہر سے آیا نہ پہنچا ادہر اوطن کاغذ

شکن شکن ہوئی کاغذ کی رشکِ نافۂ چین
لپیٹا بالون مین تمنے جو جانِ من کاغذ

رقیبون پر مری ہوتی ہی مشقِ تیغ زنی
تراشا سامنے قاصد کے لاکہ من کاغذ

جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا
ملا نہ آپ کو تھوڑا اسا جانِ من کاغذ

فسون گری ہی نہوگی جو وہ پری تسخیر
طلسم لکہ سکے جلا دینگے لاکہ من کاغذ

جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو
بنا وہین خطِ گلزار سے چمن کاغذ

۱۹	کسی کے کب ورق دل مین نقش الفت ہو عبث ہی لکھتے ہو عاشق بپئے وطن کاغذ	۶۹

آئی فصل گل چمن پر چھائے ابر
تاکہ برسے لاکہ گھر گھر آئے ابر
ہجر مین مینہ بھی اگر برسائے ابر
بدلے باران کے ہو اشکون کی جھڑی
دیکھتے ہی بدلیان برسات کی
پیاسے ہی مرجائین منت کش نہون
نالۂ سوزان سے بجلی منہ چھپائے
آتش دلپر ہے روغن ہجر مین
رو کش طاؤس ہو داغون سے دل
سرد ہو بجلی بھی آہ سرد سے
اپنی چشم تر سے مین تشبیہ دون
دیکھے کیا کیا لطف اس برسات مین
تے سے سبزہ ہو چمن سے نہر سے
خاک برسے ایکے مینہ برسات مین
چشم تر سے کیا کریگا سامنا
[illegible] زرع دل سے [illegible] ہو

میکشی سے کیے پھر مزہ دکھلائے ابر
لطف کیا جب غم کا دلپر چھائے ابر
چار دیوار عناصر ڈھائے ابر
آہ سوزان کا دہوان ہو جائے ابر
اور دلپر درد و غم سے چھائے ابر
آب حیوان بہی اگر برسائے ابر
چشم گریان سے مری شرمائے ابر
زور سے گو مینہ بہت برسائے ابر
چشم تر میری نکہون بن جائے ابر
گرم نالون سے مری جل جائے ابر
زور سے جب خوب مینہ برسائے ابر
کیسے کیسے برسی کیا کیا آئے ابر
میکشون پر اب کرم فرمائے ابر
دود دل نے گھیر لی ہو جائے ابر
آبرو اپنی نہ کھونے آئے ابر
بدلے مینہ کے [illegible] اگر برسائے ابر

کشتی مے پر چڑھے ہین بادہ نوش
اوٹھے سے پی دریا جو دل سے دود آہ
خوف کیا دریا اگر برسا ہے ابر
آسمان تک ابر ہے بالا سے ابر

۷۰

عاشق اپنی گور پر سایہ کہان
ہان کبھی برسات مین جب آئے ابر

۲۴

زار سے اپنے ملا وہ شہ خوبان کیونکر
ہو گیا رابطہ مور و سلیمان کیونکر

دیکھین ہو جاتی ہے صبح شب ہجران کیونکر
ہاتھ آتا ہے جنون مین یہ گریبان کیونکر

نوک اشارے سے تری ہوتی ہین بیجان کیونکر
پل مین سر کاٹتا ہے خنجر مژگان کیونکر

باد صرصر سے کہین آگے نکل جاتے ہین
دامن گرد مین اوجھین دم جولان کیونکر

ٹرہین سو دیکھی تو آنے دو مجھے دیکھون تو
سامنا کرتے ہین مرغان غزلخوان کیونکر

نالہ ہائے شب ہجران کو کسی نے نہ سنا
یار کے ساتھ ہوے گوش عزیزان کیونکر

چشم روزن سے نکلجاتا ہون مانند نظر
روک رکھین گے در یار کے دربان کیونکر

بیوفائی کا گلہ سنکے یہ فرماتے ہین
چھوٹ جاتا ہے بھلا ربط تن و جان کیونکر

تشنۂ شربت دیدار جو لین بوسۂ لب
دیکھین پھر رہتی ہے آب رہ دندان کیونکر

یا خدا جانتا ہے یا مرا دل واقف ہے
کیا بیان کیجیے کاٹی شب ہجران کیونکر

دامن کوہ کے ٹکڑے ہین مرے نالون سے
دامن گرد سے ڈہانکہ ان تن عریان کیونکر

ضعف سے ہل نہین سکتے مدد اے جوش جنون
دیکھین طے ہوتا ہے وحشت کا بیابان کیونکر

سانس آنکھون مین ابھی تک ہے مگر حسرت سے
بچھ گئی ہمسے تمہاری صف مژگان کیونکر

ہے شگفتہ ہوا ایک دن اے تیر فگن
ہو گیا [illegible] کیونکر

کثرتِ خوف گنہ سے مرے آنسو سوکھے
تیرہ روزون کا مٹے نامۂ عصیان کیون کر

دیکھکر شام شب وصل کو گھبرائے بہت
غیر سے پوچھتے ہین کرتے ہین سامان کیون کر

قتل کے بعد مکدر جو ہوے کیا حاصل
خاک ڈالی سے چھپے خون شہیدان کیون کر

پاک دامن ہون رکون گا نہ مثال یوسف
دیکھو کھل جاتا ہے قفل در زندان کیون کر

وحشیون کو جو ملے زلف تماشا دیکھو
باتین کرتی ہین پریشان سے پریشان کیون کر

شرر نار جہنم بھی دکھائی دیگا
آتش عشق سے جل جاتی ہین انسان کیون کر

ثمر خام لگا ہے شجر قامت مین
سرخ بوسون سے کرون سیب زنخدان کیون کر

کیونکر آہ شب فرقت مین اثر پیدا ہو
ہاتھ آجاے کلید در جانان کیون کر

گوے چوگان صنم سر کو بنایا ہمنے
جان پر کھیل گیا مین سر میدان کیون کر

۱۸

مصحف رخ نہ اگر ہیچ مین ہوتا عاشق
ہندو زلف سے بچتے یہ مسلمان کیون کر

۱۹

خون مین ڈوبی شفق وہ سرخ انگیا دیکھکر
چرخ صدقے ہو گیا آبی دوپٹا دیکھکر

پاؤن پھولے راہ مین اوس گل کا چہرہ دیکھکر
ہاتھ کھجلانے لگی کرتی مین کانٹا دیکھکر

حلقۂ کاکل نہ آئینے مین دیکھا اے شوخ چشم
یہ ہرن وحشی ہین رم کرتی ہین پھندا دیکھکر

کیا گل نظارہ بوٹے عارض بیمار کے
بخت میرے جاگ اوٹھے اونکو سوتا دیکھکر

مُردے زندہ ہون مگر بیمار عشق اچھے نہون
ڈالنا ہاتھ ان مریضون پر مسیحا دیکھکر

جوش وحشت مین طبیعت بسکہ ہو آئینہ
خار خار دل مٹے ہین خار صحرا دیکھکر

کچھ ہمین کو میکشی کی آج کل خواہش نہین
جام ہاتھون سے پھسل پڑتے ہین مینا دیکھکر

وصل کی شب بند محرم کر نہ ہمسی کھل سکا
تو تو ہاتھوں کی اور ہی انگیا کی چڑیا دیکھکر

تیری بالوں پر رشک گل اے نازنیں یاد آگئی
مجکو سودا ہو گیا نقش کف پا دیکھکر

ساقیا مے سے چھکا دے باغ ہرا اور ابر ہے
آج تو لانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھکر

اور گرمی سے بڑھی ہے رنگ طلائی کی بہار
سونے کی پانیکا دھوکا ہے پسینا دیکھکر

تنکا تیری ناک کا تنکے ہمیں چنوائیگا
زہر ہم کھا جائینگے کانوں کا سبزا دیکھکر

دیکھی جب انگیا کی چڑیا پھر گیا سر پر ہما
تخت شاہی ملگیا دانتوں کا چوکا دیکھکر

بعد مردن بھی اگر پابند وحشت رہ گیا
طوق سمجھونگا در جنت کا حلقا دیکھکر

قد تھا بوٹا سا پڑی رہتی تھی سنبل کاکلیں
اب فلک ہمکو نظر آتا ہے بالا دیکھکر

بے ثباتی سنکے دنیا کی ادھر آتا نہ تھا
اس خرابی میں بنایا ہمنے گھر کیا دیکھکر

کان کی جھمکی کی فرقت نے جلایا رات کو
دل میں چھالے پڑ گئے عقد ثریا دیکھکر

دل نہ ہاتھوں میں حنا انگیا طلائی ہے اگر
چور سب رہ جائینگے سونیکی چڑیا دیکھکر

۷۲	مدتوں سے ربط شعر و شاعری جاتا رہا پھر غزل تحریر کی عاشق نے چڑیا دیکھکر	۹۰

غافل جو گوش دل سے تو سنے تو صدا ہے گور
کہتی ہے خاک زیر قدم ہے یہ جا ہے گور

کیا جانیں جس مقام کی مطلق خبر نہیں
پھرتا کوئی تو پوچھتے ہم ماجرا ہے گور

ہر چیز کا ہے رزق ہمیں جہاں میں بیت
ہوتا ہے ایک دن تن انساں غذا ہے گور

دیوانہ کر دیا ہے مجھے شوق مرگ نے
عریاں ہوں اسلیے کہ ہمیں تو قبا ہے گور

پہنچا نہ خاکسار کوئی میری گرد کو
کیونکر نہ تنگ مجھ سے لگیگا یہ گور

کھل جائے زندگی میں اگر لطف خواب مرگ		بدلی مکان کی چاہیے انسان بنائے گور
جز شکر حرف شکوہ نہ آیا زبان پر		پیسا فلک نے زیست میں آ آزمائے گور
رہتی ہے مجھکو ہجر کی سختی سے یاد مرگ		طول مرض سے کہتا ہے انسان کہ ہائے گور

۷۳	مردوں کا قرب بھی ہے جو وحشت میں ناگوار عاشق نہ ہوگی خاک میں تجویز جائے گور	۸

بیٹھے ہو پیٹ پھیر کے تم کس قصور پر		فقرا چلا رقیب کا کوئی حضور پر
محروم تیرے کوچے سے رکھا ہے ضعف نے		گلشن سے عندلیب کے کاٹے ہیں دور پر
سمجھا میں خط مطرب داؤد لحن کو		لکھا ہے حاشیہ یہ کتاب زبور پر
سودائے زلف یار کی بہتان بندھ گئے		کیا کیا نہ بندشیں ہوئیں مجھ بیقصور پر
تعویذ سر کا آپکے دیکھا جو ضعف میں		بجلی کا احتمال ہوا کوہ طور پر
بنت العنب کی عشق میں دنیا ہی دین		پریوں پر اپنی آئی طبیعت نہ حور پر
عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے		انسان کے لیے ہیں یہ عقل و شعور پر

۷۴	بھڑکا ہے لاکھ آتش داغ جنوں سے تن ہے سیل اشک چشم بھی عاشق وفور پر	۱۲

دریا ہے اشک بعد فنا بھی ہے زور پر		چادر کے بدلی پانی کی چادر ہے گور پر
احسان بعد مرگ کیا ستمے ہور پر		رکھوا سکے کفن کو اتروا سکے گور پر
وہ آزمائیں تیر اگر اہل زور پر		بیٹھے نکل کے خاک سے بہرام گور پر
رخسار یار کا جو مقابل ہے چاند سے		دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

بوسہ لیا ہی شعلۂ رخسار یار کا
تعزیر کوئی شمع کی ہوتی ہی چور پر

اونگلی جو تھا بنی قول کی چھلے کو دیکھکر
کیون حکم قتل کرتی ہو ککڑی کی چور پر

تھی شمع رات بھر مین نہ پروانونکا ہجوم
اک مشت خاک صبح کو تھی اور کرور پر

دیکھو جو پشت خار کو میٹھی نگاہ سے
آنکھین ہون نیشکر کیطرح پور پور پر

دریا بہایہ اشک کا مجھ تیرہ بخت کی
مٹی سی جم گئی لب دریاے شور پر

قلزم مین اشک گرم جو ٹپکا ہی آنکھ سے
تبخالہ پڑ گیا لب دریاے شور پر

دل مین ہمارے چھید ہین تیر نگاہ سے
ابرو کمان کی مشق ستم ہے جو زور پر

٧٥ عاشق کو ایک کان ملاحت کی یاد ہی
افزون ہی شور اشک سمندر کے شور پر ۲۲

مرده چھدی لگائین جو وہ تیر گور پر
قربان اپنی غیرت بہرام گور پر

وحشت مین اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ
روشن چراغ وادی ایمن ہے گور پر

ہمسے جو زنگ آئنۂ دل نہ اوٹھ سکا
بیٹھے فقیر ہو کے سکندر کی گور پر

اسباب ظاہری سے نہین اشتہار نام
آئینہ کب لگا ہی سکندر کی گور پر

مدت کے بعد بیٹھہ لگی ہی زمین کو
تکیہ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر

غرہ رہا کسیکا نہ دنیا مین ای پری
کیا بیکسی ہی آج سلیمان کی گور پر

بعد فنا بخار تپ غم نہ کم ہوا
رہتا ہے ابر سایہ فگن میری گور پر

رحمت کو قطع کرتی ہی تر دامنی مری
پھٹتا ہے ابر بھی اگر آتا ہی گور پر

بے مایہ مر بھی جاے تو حاصل نہو فروغ
جلتا نہین چراغ بھی مفلس کی گور پر

میری چراغ داغ مین روغن بڑھا دیا
پانی کو بعد دفن چھڑکوا سکے گور پر

ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان
لاتی ہے بوی گل کو صبا میری گور پر

میت پر اپنی ابر نے آنسو بہائے ہین
باد صبا نے خاک اوڑائی ہے گور پر

افسردہ دل کو چرب زبانی سے کیا حصول
مُردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر

مرنے کے بعد قطع محبت نہ کیجیے
اے ماہ آیئے کسی تاریخ گور پر

میرا پری وش آئے اگر بہر فاتحہ
تاریخ ہو عزیمت تسخیر گور پر

شمع مزار صاف ہون گوری کلائیان
رکھو جو بہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر

بیوجہ آج بوسے دیے ہین جوای صنم
کیا آئے لات مار کے حاتم کی گور پر

ظاہر ہے میری قبر سے سوز دروں کا حال
سبزی کے بدلے آگ کا ہی پیڑ گور پر

چادر چڑھاو موتیون کی اشک چشم سے
بجلی جو تمنے ہنسکے گرائی ہے گور پر

سامان اپنا ہے مہ کامل کی مہر سے
چادر نہین تو چاندنی چھٹکی ہے گور پر

ہمدرد کو بھی ہے مری صحبت سے احتراز
پروانہ تک نہ آئے کبھی شمع گور پر

٧٦
کیا چین آ گئی کہ اوتارا مزار مین
دو پھول بھی چڑھا گئے نہ عاشق کی گور پر
٢٠

پس جائے یون نہ حسن ملیح نگار پر
چھڑکون اگر نمک مین دل اعدا پر

دل لوٹتا ہے سینے مین رفتار یار پر
بلبل فدا ہے آمد فصل بہار پر

یارب نہ شیفتہ ہو کوئی قد یار پر
ہر وقت جان رہتی ہے بندی کی دار پر

مرکر بھی مرتبہ ہے یہ سودائے زلف کا
سنبل فدا ہے دود چراغ مزار پر

ہر سنہ نہوگی ایک گنہ کی بھی دیکھنا
میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

سودے ہین یہ کھلا ہون کہ صورت بدل گئی
نُچہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر

اوڑ کر ہر کان یار کو ڈھونڈھونگا جابجا
امید و شوق و عشق و کشش ہین یہ چار پر

یہ لطف در گذر ہی یہ رحمت کی ہی صفت
دشمن پہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر

نالہ ہمارا کان تک اوس بت کے گو نہ جا
ہین لو لگائے قدرت پروردگار پر

دیتا ہی لطف کیا عرق شرم وصل مین
شبنم پڑی ہی سبزۂ رخسار یار پر

رو کا ہے اپنے سر کی دلا کر مجھے قسم
کھاتا تھا زہر سبزۂ رخسار یار پر

کوٹھے پر آپ ہونگے مگر چڑھے نہین
اک آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر

زندہ رہی تو جائیگی گلشن مین لاکھ بار
صیاد عندلیب کے نوچے ہزار پر

ثابت کرین تو اپنے ہواخواہ کا قصور
آندھی کی طرح آئے وہ مجھ خاکسار پر

لذت کو ترک کرکے جو کھاتی ہین نان خشک
گھی کے چراغ جلتے ہین اونکے مزار پر

ملتا ہی رزق مومن و کافر کو شام تک
دشمن پر التفات ہی جو دوستدار پر

اوس بت کی جستجو نے کیا اسقدر ضعیف
چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کوہسار پر

ذاتی تُرُش ہے ابرو قاتل کی تیغ مین
رکھی گئی نہ باڑھ کبھی ذوالفقار پر

دنیا مین ضرب دست خدا کی تھی پناہ
کافر پھر کٹتے تھے تُرش ذوالفقار پر

۷۷

عاشق امید عفو کی ہے انکسار سے
مغرور ہو نہ طاعت پروردگار پر

۱۴

چشم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھکر
بھیجتے ہین مرد کو میدان مین دل دیکھکر

آئینہ چھوڑا نشان حسرت دل دیکھکر
میری آنسو گرپڑی طاقت کو زائل دیکھکر

جہان تک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار
بڑھ گیا دل راہ رو کا آج منزل دیکھکر

قید کیون ہوتا اگر مین بہاگ جاتا دشت کو
پانون بہاری ہو گئی میری سلاسل دیکھکر

کیجیے بلبل سے شرح گلشن داغ جگر
درد پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھکر

دل ہوا خوش جسم جب پہونچا کنارے گور کے
اہل کشتی ہوتے ہین مسرور ساحل دیکھکر

جب تخیر ان سے ہٹا وہم زلف وہ زہرہ جبین
آنکھین کاندہون کے فرشتے چاہ بابل دیکھکر

غیر کو خال و خط رخسار کی ہو کیا تمیز
پڑھ نہین سکتا کبھی مصحف کو جاہل دیکھکر

اپنے دل ہی چرخ نے آخر گرایا برق کو
تیری ہنسنے سے اوسی کر کی مقابل دیکھکر

خنجر غم سے کیا ہی چاک پہلو اس لیے
ناوک مژگان سے قاتل تاک لی دل دیکھکر

کہہ کے دنیا مین دل سوزان کو ڈہونڈہا حشر مین
انکہ وہ رخ اوٹھایا صورت دل دیکھکر

عکس روی صاف دلبر کچہ نظر آتا نہین
آئنہ حیران ہی آئینہ مقابل دیکھکر

خاک مجہ کا ہیدہ کی پہرتی ہی کوے یار مین
خوش ہی وہ سفاک دیواروں پہ کہگل دیکھکر

۱۹	لیجیے موتی کوئی ہندی کے قابل دیکھکر	گو ہر مضمون عاشق کی جگہ ہو کا نہین	۸۷

وصف تیرا خلد مین موقوف ہی کب حور پر
بن گیا شکل زبان ہر برگ نخل طور پر

پرتو چہرے سے ہے نور جلوہ رخسار یار
ہو گیا خورشید شمع روز کوہ طور پر

مدتون یکسان رہے جو چیز اوسمین لطف کیا
زال دنیا ناز کرتی ہے شباب حور پر

پیروی مجنون کی کرتے آئی عاشق آج تک
اب قیامت تک چلینگے سب اسی دستور پر

کیون نہ ای سفاک مائل ہون صفین عشاق کی
کیا جہکی پڑتی ہین پلکین چشم مخمور پر

بہ گیا مرہم پگہل کر زخم سے اللہ رے سوز
جل گیا پہاہا اگر رکھا مرے ناسور پر

فوق ہی عمر خضر پہ طول مین اوس زلف کو
مشک پر بو مین سیاہی مین شب دیجور پر

بام پر بھی یار جان بازونکا ہو کیونکر گذر
دخل پروانون کا کب ہوتا ہی شمع طور پر

اس سی ڈرتا ہین عاجزونکو ہی تمہاری لطف کی
رحم آیا تھا ذرا سا لنگی تیمور پر

ظرف عالی جنکی تھی اونکا نہین باقی نشان
لوح بھی چینی کی نہ دیکھی مدفن فغفور پر

زخم دل جلتا ہے یاد شعلۂ رخسار سے
عشق نے رکھا ہی پھاہا داغ کا ناسور پر

پھر جراحت دلکی بگڑ گئی ہجوم حرص سے
بیٹھتی ہین مکھیان پھر زخم کی انگور پر

عطر نے چھڑکا دیا پاؤن کو گورے گال سی
نکہت مشک ختن کیا چرب ہی کافور پر

شہد لب سی شمع رخ کو ہوگیا ایسا فروغ
شغل پروانہ جلاتی ہین یہان زنبور پر

پردۂ راز محبت گو انا الحق سے کھلا
قطع ہے جامہ فنا فی اللہ کا منصور پر

سختیان لاکھون اوٹھائین ایک سے کی لیکن
مزد دیکر آپ منت رکھتی ہین مزدور پر

روز روشن منہ چھپاتا ہی سواد زلف مین
نور عارض سے لگاتی ہے شب دیجور پر

جنس دل جو کھون اوٹھا کر یار تک پہنچائینگی
گو حفاظت مال کی واجب نہین مزدور پر

۸۹۰	عاشق اونکو چشم حسرت سے نہ دیکھیگا کریم	چشم پوشی کرتی ہین سائل ہر دو مقدور پر	۲۴

عکس لب پڑتا ہی تیغ ابرو خمدار پر
رہتی ہے ہر وقت میٹھی باڑہ آب تلوار پر

صاف ظاہر ہے نشان بوسہ چشم یار پر
مہر کرنے کی ہے جام شربت دیدار پر

المدد ای شوق دیدار پیر و المدد
دست و پا میرے نبادی ایکدم ہین چار پر

نشۂ مے سی ہماری عقل زائل کب ہوئی
پاؤن کی لغزش مین رکھا ہاتھ دوش یار پر

اپنی انگیا دیکھنی دیتا نہین وہ شوخ حور
بیٹھنے پاتا نہین مرغ نظر دیوار پر

جھوٹے وعدوں میں تمہیں کن کا تماشا منظور ہے	ای مسیحا رات کٹنے کی نہیں بیمار پر
جام بھرنے میں جو عکس ابروی ساقی کا پڑا	شیشہ سے مے نے گلے کو رکھ دیا تلوار پر
اوس چاٹے سبزۂ رخسار جانان کی اگر	زہر سے چھالے پڑیں لاکھوں زبان مار پر
چور کی مانع صفائے خانۂ دلدار ہے	گر پڑا سایہ پھسل کر جب چڑھا دیوار پر
کب بھلا کوئی کسی کے ذکر میں ہوتا ہے شریک	گل ہنسا کرتے ہیں حال نرگس بیمار پر
بزم عشرت میں جو آیا وہ مسیح شمع رو	جتنی تصویریں تھیں وہ پھرنے لگیں دیوار پر
گفتگو کرتی ہے کیا بل کی زبان حال سے	تیری زلف پرشکن آتی ہے مہرہ مار پر
چشمۂ حیوان دہن ہے ہو نہ کیونکر زندہ نام	بعد مردن ذکر ہے میرا زبان یار پر
تم وہ کافر ہو تماشہ کا جو تم کو شوق ہو	بھیس میں پتلی کی ناچے آ کے کالی تار پر
تیغ ابرو تیز ہوتی ہے تمہارے یار کی	جسقدر ہے بارہ پر قدر بارہ ہے تلوار پر
خالق حور و پری کا ہے ایسی جنس کا	ختم یوسف کی خریداری نہیں بازار پر
اس برس جو فصل گل میں پھر بلبل اوڑ آئے	پر نمو کر آئین بازو کی طرح منقار پر
مجکو سولی پہ چڑھا دی جو عوض منصور کے	سر اوترنے پر بھی حق رہتا زبان دار پر
قتل سے کیوں تیغ ابرو رکگئی بل پڑ گئی	نقد جان ہم دیتے ہیں کستی ہوئی تلوار پر
سخت جانی سنکے میری اونکو غصہ آگیا	کہتے ہیں منہ کھول کر کیا بارہ ہے تلوار پر
کچھ فقط وہ تیغ میرے خون کی پیاسی نہیں	جمع پشتے بھی لہو پینے کو ہیں تلوار پر
عکس سحر حسن پر تر دندان کا ہنسنے میں پڑا	موتیوں کا آج چونا پھر گیا دیوار پر
سر بھی پھوڑیگا اگر بیمار سننے کا نہیں	رنگیا ہے خون ناحق ریختہ دیوار پر

٧٨ پل مین ظاہر ہو گئی عاشق پہ اوس دل کی بات
دیکھکر مجکو نظر اونکی پڑی تلوار پر ١٥

ہی صدمۂ فراق بہت میری جان پر
اک آسمان ٹوٹ پڑا تا تو ان پر

حوا کی شکل پر ہین نہ آدم کی شان پر
یہ بت پڑے ہین اور کسی خاندان پر

پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار سی
جب تیری استخوان لگے استخوان پر

حسرت سی لوگ میری جنازی کی کہتی ہین
پیر فلک بھی رویگا ایسے جوان پر

تیری مریض سے جو اوٹھائین امانتین
جا کر مسیح بیٹھ رہے آسمان پر

مین نے کہا کہ وعدہ خلافی ہی کیا حضور
بولے کہ میرا صبر پڑے تیری جان پر

وعدی کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کی
ہر وقت ہی زبان تمہاری زبان پر

خواہش ثبوت ہو جو سگ کوی یار کی
ای شوق ابھی نکالین مری استخوان پر

ملکِ عدم مین رہتی ہی کس جنس کی تلاش
ہر روز کاروان گیا کاروان پر

بوسے جو بدلے غیر سی بازار مین
دیکھو گے تم کہ کھیل گیا مین بھی جان پر

حالِ تپ فراق طبیبون سی کیا کہون
پھیکا نہ ذائقہ ہے نہ تلخی زبان پر

ای آہ تونے پھونک کی جھگڑا اٹھا دیا
لڑتے سگان کوی صنم استخوان پر

دردِ فراق یار کی ایذا نہ پوچھیے
ہوتی ہین جیسے نزع کی صدمی جوان پر

ابرو کا بل ہی آنکھ غمزہ مژہ کا ہے
پیکان تیر مین سے نہ چلا کمان پر

٧٩ عاشق اب اپنی خاک ٹھکانی لگاو تم
بیٹھو فقیر ہو کے کسی آستان پر ١٦

وہ دانت پیستے ہین باغ مین صنوبر پر — دبا و ڈالے لیتے ہین سرو قد برابر پر

پڑی ہی آنکہ دم ذبح اوسکے خنجر پر — لکیرین خون کی پلکین ہین چشم جوہر پر

زمین سی فیض ہو کشت فلک کو مثل سحاب — جو رکھون دامن دریا کو دیدۂ تر پر

تمہاری خندۂ دندان نما سی حیرت ہی — ہنسی کا شک ہی مجھی موج آب گوہر پر

غضب سی دیکہ کے قاصد کو ہنس پڑا وہ بت — خدا نے آگ کو گلشن کیا پیمبر پر

یہ بعد ذبح نکالین کدورتین دل کی — کہ خاک ڈالی ہی خون شہید خنجر پر

وہ ناتوان ہون کہ پس جائین استخوان بدن — تمہاری تیغ کا سایہ پڑے جو پیکر پر

برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہی صبر کا ناز — ہر اک کو دونون مین دعوا ہی اپنی جوہر پر

فلک ہوا ہی تری چشم مست پر مائل — شکست کھائیگا شیشہ گرا جو ساغر پر

رہے نہ قید ملاقات آئین جائین مدام — جو گہر پر آپ ہماری ہم آپکے گھر پر

قیامت آئے تو ہو داد خواہ کو شادی — نماز شکر ہو دا امان روز محشر پر

یہ اور بات ہی ناحق صنم جو قتل کرین — ثبوت جرم و خطا کا نہین پیمبر پر

ڈرا خدا کی قسم مار زلف یار سی مین — یہ خوف وہ ہی جو طاری ہوا پیمبر پر

وہ بادہ کش ہون صراحی گلی کا ہی تعویذ — عوض کلاہ کے ہی جام کاسۂ سر پر

مآل مال ہی فقر و فنا ہی صاحب مال — رہیگا پاس نہ دم بہر یہ نقش ہی زر پر

گلا ذرا سا کٹا بارہ ہو گئی میٹھی — یہ دی لہو نے حلاوت زبان خنجر پر

مرا غبار رقیبون کو سد باب ہوا — اوڑی یہ گرد کہ دیوار بنگئی در پر

یہ معجزہ ہے کہ روشن ہی بی بی کے نام — بنا ہے زر ید بیضا کف تونگر پر

٨٠	نہین ہے غیر کا محتاج فقر مین عاشق بنا ہے موج سے اشکون کی بوریا در پہ	١٩

قیمت لعل لب سے دلبر توڑ — دانت دکھلا کے نرخ گوہر توڑ

خاکساری سے کر صفا حاصل — اپنا آئینہ تو سکندر توڑ

آزماتا ہے کیا ہمین او ماہ — ہو جو مرضی تو لائین اختر توڑ

ہم نہ توڑینگے خاطر ساقی — زاہدا تو نہ طعن ہمپر توڑ

ہے تیر مژگان کا اے کمان ابرو — آزماتے ہین آپ ہم پر توڑ

سخت گوئی نکر صنم ہم سے — شیشۂ دل کو دیکا پتھر توڑ

تیر مژگان ہزار آکے لگے — سب نے دل مین کیا برابر توڑ

جذب الفت کرے جو کچھ بھی مدد — غیر سے لائین اوسکو چل کر توڑ

دل کی قیمت اگر بنی نہ یہان — دیکہنا ہو گا روز محشر توڑ

ذبح باہر چمن سے کر صیاد — نہ یہان عندلیب کے پر توڑ

نازنین ہاتہ مین نہ موچ آجائے — بیدھڑک یون نہ تو گل تر توڑ

جان تک دیکے بوسہ لینگے ہم — اسکی قیمت کا کر لے دلبر توڑ

حرص نے دربدر یہ دوڑایا — پاؤن ڈالے مرے تھکا کر توڑ

حشر مین دیگا کیا جواب ستم — زعم باطل کو اے ستمگر توڑ

سرزنش ہوو یون کو ہو نہ مفید — نکلین افعی کے دانت دین گر توڑ

ہوتا ہے جان نثار لاکہ مین ایک — ہے متاع وفا کا دلبر توڑ

عیش دنیا کے رنج سے ہے دنبال		جان تجھی سے ناز پرور توڑ
۹۱	سینہ شق کر قلق سے اے عاشق لوح دل سے طلسم پیکر توڑ	۱۶

ہین ہفتہ دوست آتی تھی یا ایکبار روز
ملتے نہین مکان پہ اب چار چار روز

کیونکر رہون نہ آٹھ پہر بیقرار روز
یکسان رہی نہ تمسے ملاقات چار روز

گردن مین ڈالی رہتے ہین لعانگاہار روز
رہتا ہی اتو خون کے یکا سوار روز

رہتا ہے خط یار کا جو انتظار روز
کاغذ بہر اور گھٹتا ہی یہ جسم زار روز

برساتے ہے ابر چار مہینے کبھی کبھی
آنکھین تمام سال رہین اشکبار روز

دونی ہوئی جو ابرون کی نیچون کی یاد
کٹ جائینگے یہ زیست کی جلدی ہی چار روز

دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہے
شب کو بلائے زلف ہے سر پہ سوار روز

گھی کے چراغ اتنے جلاؤن اگر وہ آئین
بنجائے روشنی سے شب وصل یار روز

دن گن رہے ہین زندگی مستعار کے
گذرے قرار وصل کو اب بیشمار روز

بوسون کی جیت ہار مین اپنا ہی فائدہ
کیون آؤ سی قمر ہی شب کو نہ کھیلین قمار روز

طفلی سے تیری در کی اوڑاتا ہون خاک مین
بڑھتا ہی چشم مہر فلک مین غبار روز

اقرار وصل کا جو کئے شب غلط ہوا
گھٹتا ہے آپکا بھی یہان اعتبار روز

قدغن ہوئی جو مے کی تو بڑھ جائینگے فسانہ
تاڑی پہ اب لگے بسال کھینچینگے کمار روز

شام شب فراق سے یون کانپتا ہون مین
لرزہ کا جیسے آئے کسیکو بخار روز

کہاتے ہین شب کو ترک ملاقات کی قسم
پھر دن کو گھر پہ آتے ہین کیون بار بار روز

۸۲ اونکے مزاج مین ہی تلون تو رشک کیا
غیرون پر التفات ہی عاشق پہ چار روز ۲۵

لیتا ہون چشم مست کی بوسہ تمام روز
دور شراب ناب ہی چلتا ہی جام روز

ہرجائی ہو نہین تمہین اکجا قیام روز
پھرتے ہو آفتاب کی صورت تمام روز

غیرون کا بار بار جو لو منہ سے نام روز
تکرار میرے سے آپ کی ہو لا کلام روز

دن بھر تمہارے گھر مین ہی شرب مدام روز
گردش مین آفتاب کی صورت ہی جام روز

صاحب کرے سوال کہان تک غلام روز
کردیجے بوسہ ہای لب سرخ فام روز

پیر فلک کی بادہ پرستی مین شک نہین
روشن ہی مہر و ماہ کی چلتے ہین جام روز

ہی چرخ چارمی سے لب بام طعنہ زن
خورشید سے لڑاتی ہو آنکھین تمام روز

کھٹکا اذان صبح کا رہتا ہی وصل مین
زاہد ہماری نیند نکر تو حرام روز

تو وہ عزیز مصر دل کائنات ہے
یوسف سے سیکڑے چھوڑ دیے ہین غلام روز

ہم چھوڑتے ہین جاگ کر آنکھین تمام شب
وہ صبح تک پلاتے ہین غیرونکو جام روز

عاشق سنا جو مجکو کسی چشم مست کا
برسون پلایا ہی مفت ساقی نے جام روز

قسمت مین فاقہ مست کی منعم خوشی کہان
برسون مین عید آتی ہی ماہ صیام روز

بوسے کی سائلون کو یہ کہتے ہین دیکھکر
خالی نہین غرض سے تمہارا سلام روز

خالق ہی مہربان مددگار بخت ہے
سنتے نہین وہ بھیجتے ہین اب پیام روز

واعظ دیا جو حرمت بنت العنب کو طول
بڑھتا گیا نظر مین مری احترام روز

ہمنے ادب سے بات تنون ہی کبھی کی
سو ہم نہین کرین جو خدا سے کلام روز

مین تیرہ بخت دن کو گیا جس مکان مین | نکلا سمٹ کی روزن در سے تمام روز
زلف دراز و عارض نازک کو دیکھیے | کوتاہ نصف شب سے کہین ہے تمام روز
کی روز وصل یہ مرے طالع نے کوتہی | پہنچی شب فراق رہا نا تمام روز
جان حزین نے ساتھ دیا روز وصل کا | ہم ہو گئے اخیر ہوا جب تمام روز
راہ دہن چھپی ہے خط سبز یار مین | بہکاتے ہین یہ خضر علیہ السلام روز
پیری مین اپنے موی سیہ جب ہوے سفید | ثابت ہوا کہ شب کا ہے قائم مقام روز
سودا ہے زلف یار مین الٹا سفر کیا | ہنگام سیر شب ہے تو وقت مقام روز
دم آئے مار زلف کی کشتے مین ہے محال | ہون ہزار گر یہ مسیح علیہ السلام روز

٢٣	عاشق پہاڑ ہین یہ شب و روز ہجر کے کاٹی جو مر کے شب نہین ہوتا تمام روز	١٥

ردیف سین مہملہ

دختر رز کو لیکے نکلے بادہ خوار ابکی برس | کیا لیا قاضی کو شیشے مین اوتار ابکی برس
گہر سے کم نکلا جو وہ [illegible] ابکی برس | مر گئے او مین گل کی فرقت مین ہزار ابکی برس
قبر پر آتا نہین وہ شہسوار ابکی برس | خاکساروں سے ہے کیا دل مین غبار ابکی برس
جوش پر ہے ساقیا فصل بہار ابکی برس | میکدے مین گہس پڑینگے بادہ خوار ابکی برس
ای جنون مین ضعف سے تہا شرمسار ابکی برس | پیرہن خود ہو گیا ہے تار تار ابکی برس
لوٹیے ای ترک گلشن کی بہار ابکی برس | طائر رنگ چمن کیجے شکار ابکی برس
وصل مین برسا ہے کیا ابر بہار ابکی برس | ای صنم ہے مہربان پروردگار ابکی برس
آگیا ہے یاد کسکا خندہ دندان نما | برق آ کر لیگئی صبر و قرار ابکی برس

باغ مین دس روز تک کہیلا جو گیندا یار نی
ہر گل صد برگ پر مائل ہزار ابکی برس

قید سے کاکل ہون صدقہ نرگس بیمار کا
سکے بدلے ہو رہا تقصیروار ابکی برس

سیل اشک چشم سی سو بار ڈوبی ہی زمین
گر پڑیگا گنبد نیلی حصار ابکی برس

کارش تر کرتی ہین پلکین ہماری ہجر مین
خون برسادے رگ ابر بہار ابکی برس

ٹالتا ہی وصل کا وعدہ وہ آنی کا نہین
ہو گئی برسون یہی کہتا ہی یار ابکی برس

فصل گل مین ایکدن آجاؤ پھر میکشی
ہی مہینون سے تمہارا انتظار ابکی برس

۸۴

غیرت سرو چراغان رشک طاؤس چمن
ہی تن پر داغ عاشق پر بہار ابکی برس

۱۸

نہین تھی جنکے زبان و لب و دہن خاموش
پڑی ہین قبر مین پہنے ہوئی کفن خاموش

مثال شاعرون نے دیکے کر دیا حیران
تمہاری چشم سخن گو سے ہین ہرن خاموش

شب وصال گذر جائیگی غضب ہوگا
خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش

رموز خالق عالم مین فکر بیجا ہے
نہو سکے گی کبھی مدحت ہین خاموش

جو معجزہ ہی قدم مین تو سحر بازو مین
صدا پتھرون سی نکلتی ہی نور تن خاموش

فروغ چرب زبانی سے غیر ہین ممتاز
مثال شمع جلاوینگے ہم بدن خاموش

سنو تو کیسی کھلی ہے زبان سوسن کی
کھڑے ہین بلبلین ایسی کہ سمن خاموش

تمہارے دم سی یہ سب چہچہی ہین بلبلین
جو اوٹھو تم ابھی ہوجاے انجمن خاموش

نہین گو بت دم تقریر لاکہ سخت کہو
سنا کرینگے تری عاشق دہن خاموش

سنا جو ایک بتکا بیت کا حرف عاشق سے
ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش

رہے دہن میں ہی طرارِ زلف کا کھٹکا
کہیں میں بیٹھتے ہیں آگے راہزن خاموش

شکستہ حال کی منہ سے نہین نکلتی بات
ہمیشہ رہتی ہی وہ زلف پُرشکن خاموش

وہ کم سخن ہون کہ ہی میری پاؤنکی زنجیر
ہیں سایۂ زلف پرشکن خاموش

خدا کی آگے گواہی قصور کی دیگا
رہیگا ایک نہ محشر مین جھوٹون خاموش

زبان تیغ نہ گویا ہوئی کبھی افسوس
بغل مین رہتی ہی ہر وقت یہ دلہن خاموش

کبھی نہ کلمۂ حق سامنے بتون کے کہا
مثال زلف ہی ناقوس برہمن خاموش

تمہارے آنی سے محفل ہی صفحۂ تصویر
یہ حیرتی ہی کہ ساری ہی انجمن خاموش

۸۵	کلام اورکا سُننے مین لطف ہی عاشق سُنا چکے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش	۱۷

محتاج روشنی کی نہین تم برای رقص
روشن کریگا شعلۂ آواز جای رقص

گانا جو اے مسیح سنو تم نہ بہای رقص
زہرہ بھی آکے چرخ سے گای بجای رقص

دل کو پکڑکے بیٹھ گئے مبتلای رقص
گاتی جو آپ باندھ کے اوٹھی برای رقص

پہنچی قضا جو تمنے دکھائی ادای رقص
جو انتہای عمر ہے وہ ابتدای رقص

پھرتے ہین اہل بزم اشاری مین آپکے
ہی ناخدای کشتی محفل ادای رقص

مروے کفن کو پھاڑکے نکلی زمین سے
ہی قطع تیری جامہ برای گل قبای رقص

ایک ایک بات اڑائی حسینون نے آپکی
طاؤس کو بجہ اور نہ آیا سوای رقص

دونا ہی لطف رقص اگر دل کہ لاگ ہو
ہے نشۂ شراب محبت جلای رقص

جتنے شکستہ دل ہین وہ دم توڑنے لگے
گھنگرو ہزارون بولین جو اوٹھو برای رقص

مرتے ہین اہل دل تمہین الفت ہی رقص سی — اب ہاتہ اوٹھاؤ ایسی جفا سی برای رقص
جوڑا کھلا جو رقص مین کیا رنگ بند بگیا — تھے شاہ حسن دام مین آیا ہمای رقص
بسمل تری گلی مین دل داغدار ہو — طاؤس کو چمن مین مبارک ہو جای رقص
توڑی ہزار رقص مین لیتی ہین سیم تن — ہم ناچ گھر کو کہتی ہین دولت سرای رقص
پتلی بھی رقص کرتی ہی تار نگاہ پر — جس روز سی کہ آنکہ ہوی آشنای رقص
دامن بنت سی شعلہ جوالہ بن گیا — ایسا نہو کہ دور مین تیری بلای رقص
بیجا نہین بہار مین رندون کی ولولے — زاہد کی بھی دماغ مین ہوگی ہوای رقص

۸۶ عاشق یہ ابتدا ہی جو کرتے ہین لاکہ خون
انجام کار دیکھیے کیا رنگ لاے رقص ۲۳

ردیف ضاد

اپنی کوچی کاٹتا ہون آپ رہزن کی عوض — سر ہتھیلی پر لیے پہرتا ہون دشمن کی عوض
اوس صنم کا حسن ہی معجز نما نام خدا — آتے ہین بت پوجنی کو خود برہمن کی عوض
کوہکن کی بیکسی پر رحم آتا ہی مجھے — قہقہے کبک دری کرتا ہی شیون کی عوض
تیری جرأت پر ملیگا رستم دستان بھی ہاتہ — جامۂ تن ہی فقط مقتل مین جوشن کی عوض
میکدی کا کوئی شیشہ توڑتا ہی محتسب — سو گلی کٹ جائینگی جب ایک گردن کی عوض
لو لگی بھی دل سی جو اوس شعلہ رو کی بزم کی — جل گیا میری کنول مین خون روغن کی عوض
صاف طینت دوسرا مجھسا نتہا آفاق مین — ہڈیان میری جلا کر لیجیے سنجن کی عوض
روشنی میری سیہ خانی مین تل بہر بھی نہین — حلقہ ہای چشم نابینا ہین روزن کی عوض
استخارہ قتل پر میری اگر منظور ہے — دیکھیے بالا سروہی کا ہی سمرن کی عوض

ایک شب بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین — عمر بھر پچتاؤگے دو دن کی جوبن کی عوض
ضعف سے سر جھک گیا وحشت مین جو ہین قدم — طوق میری پاؤن مین پہناؤ گردن کی عوض
دل جو توڑا سیکڑون کا ہاتھ کیا آیا اسی — توڑ دیے قاضی کا سر شیشے کی گردن کی عوض
بیٹھیے آکر جھروکون مین اوٹھا دیجے حجاب — پردے آنکھون کے لگا دونگا مین چلمن کی عوض
چاک سینے کو کیا جائے گریبان باغ مین — پہاڑ ادا ہین دشت کا صحرا مین دامنکی عوض
انتظار یار کب تک تیس دن جیتا ہے کون — موت مجھ گریبان کی آتی کاش ساونکی عوض
دل ہین رہتا ہے قابو مین کسی کی درد سے — حال میرا کیسا ہے دوست دشمن کی عوض
بہانکے دو روزن در بنا کر دی ہو عبث — سیکڑون رخنے پڑینگے ایک روزنکی عوض
دشت دریا کوہ عریانی مین وحشت نی دکھائے — کسقدر دامن ملے ہین ایک دامن کی عوض
جھانکنے کو مین نے جب روزن کیا دیوار مین — تیر باران کرتے ہین وہ ایک روزن کی عوض
حاسدون کو قتل کیجے عاشقونکا کیا قصور — دوستون سے آپ کیون لیتے ہین دشمن کی عوض
سیکستے ہین دیکھکر شیشے کو حیرت ہو گئی — قہقہہ کرتا ہے کیون رونی مین شیون کی عوض
خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تھا وقت قتل — اب زبان ہے واسطے کٹتی ہے گردن کی عوض

٨٧ — غور سے دیکھین اگر ٹکتے ہوے عاشق کی زخم
اونکی مژگان ٹوٹکر رہجائے سوزن کی عوض — ٩

کل بھی نہ آؤگے نہین کہتے ہین ہم غلط — وعدے ہین جھوٹ آپکے قول و قسم غلط
تدبیر وصل یار سوا اور کچھ نہ کہ — ناصح وہ بات کہ کہ ہمارا ہو غم غلط
صورت دکھا دیا ہے جو مصحف کو درمیان — آیا خدا سے عہد کیا ہے صنم غلط

ہو جان سے عزیز اگر سر بھی کاٹ لو
ہین کہاؤنگا نہ آپ کی سر کی قسم غلط

کرتا ہون روز صورت حال اوس سے ہین بیان
تصویر روی یار سے ہوتا ہی غم غلط

ہمت کی ہی خلاف جو دینا جواب کا
سائل سے وعدہ کرتے ہین اہل ہمم غلط

مانند صفر دہر مین خالی شکم رہا
قسمت مین میری رزق کی تھی سب رقم غلط

کیا قدردان ہو سیکہ لو انصاف آپ سے
سچے ہین غیر عرض کرین ہی کہ ہم غلط

عاشق یہ بیخودی ہین شب ہجر کاٹ دے
ساقی پلا شراب کہ ہو جاے غم غلط

۱۸

سر جہکتے ہین یہ اوسکی ہے شمشیر کا لحاظ
سینے ہدف نہی ہین یہ ہے تیر کا لحاظ

بیت الصنم کا طوف پرستش صنم کی ہی
حکم خدا ہے کعبے کی تعمیر کا لحاظ

گو خاک مین یہ میری جوانی ملا چکا
مجکو ہے آج تک فلک پیر کا لحاظ

پل مین مٹاؤن دفتر عالم سرشک سے
پر اپنی ہے نوشتۂ تقدیر کا لحاظ

اقرار کل تہا وصل کا انکار آج ہے
کیجے ذرا تو پہلی بہی تقریر کا لحاظ

تم تک نہ آنچ آئیگی عالم اگر جلے
دیکہو ہماری آہ کی تاثیر کا لحاظ

سر پر رہا نوشتۂ تقدیر کی طرح
ایسا تہا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ

ہے روز و شب کا فرق جو خورشید و ماہ مین
ہر اک کو دوسرے کی ہی تنویر کا لحاظ

بت ہم سے پہر گئے تو خدا مہربان ہی
ضد ہی ہین جسکے اوسکی ہی تقصیر کا لحاظ

بنتا ہی سر غبار رہ یار پر قدم
خاک شفا کا پاس ہی اکسیر کا لحاظ

صیاد منہ کو پہیر کی ہی سر کو جہکا کے صید
قاتل کا وہ لحاظ یہ نخچیر کا لحاظ

وحشت مین توڑ ڈالتی ہوتا جو دسترس	کرتے کبھی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ
لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے	رہتا نہین جواب مین تقریر کا لحاظ
مطلب ہی نقد داغ سی مجکو نہ دشت سی	وحشت مین ہی نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ
سیدہی نگاہ یار نہ مانی سی کھینچ سکی	حیرت مین ہی وہ دیکھہ کے تصویر کا لحاظ
پابند ہے یہ سلسلۂ حکم یار کا	دست جنون کو رہتا ہی زنجیر کا لحاظ
اظہار بھی گناہ کا کرنا گناہ ہے	اللہ کو ہے بندہ کی تقصیر کا لحاظ

۸۹	عاشق یہ لطف دوستئ اہل بیت ہے دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ	۹

یہ روئی کہ اشکون سی بھرا ہی لگن شمع	فریاد کرے کیا نہین گویا دہن شمع
پروانی یہ لپٹے تھی سراپای تن شمع	شب کو پر پروانہ کا تھا پیرہن شمع
جل جاتی ہین پروانی جو عریان ہو تن شمع	ہی پردۂ فانوس او نہین پیرہن شمع
کیا جلتی ہی خاموش یہ پروانی کی غم مین	گویا ہی زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع
پروانون کی خونریزی ہی بزم مین محبوس	ہی رشتۂ فتیلے کا بجائے رسن شمع
کل بزم مین ہر شمع سی پروانی جلے لاکھ	مقتل تہا شہیدون کا نتھی انجمن شمع
یہ سرخ بھبوکا سا بدن اور کہان بو	ہی چربی کا پتلا تری آگ بدن شمع
ہی سوز یہان اور وہان خانۂ شیرین	رلواتی ہی کیا شمع کو یاد وطن شمع

۹۰	سوز غم فرقت نے ہمین ایسا گھٹایا گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع	۱۴

عریان تنی مین رنگی ثابت وفای داغ
اوتری نہ گل کی بھی مری تن سی قبای داغ

سودا ہمارا جاے جو صبح وصال ہو
مرہم سفیدۂ سحری ہو برای داغ

بھر لایا زخم مرہم زنگار خط سبز
کافور نور رخ ہوا تیرا دوای داغ

مجھ دل جلے کی خاک سی نبے لگی چراغ
مرنے کی بعد دل سی نہ نکلی ہوای داغ

آماج گاہ تیر ستم ہی یہ دل فگار
ناسور بھی جگر مین کئی ہین ورای داغ

سینے مین گل کھلائیگا ان گلرخون کا عشق
سودا ہی زلف لائیگا سر پہ بلای داغ

ہون تاجدار ملک جنون ہی یہی دعا
سر سے مری جدا انھو ظل ہمای داغ

دکھلا و منہ جلے کو جلاستے سو اور کیا
الفت مین کیا ملا ہمین تمسی ورای داغ

پھونکا چمن کو خرمن گل پہ گرائی برق
گلشن مین جب بیان کیا ماجرای داغ

تھا جوش عشق ساتھ جوانی کی اب کہان
خواہش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوای داغ

ساری ہی میری وحشت دل ناصحا سرک
سودائی ہو لگی جسے میری ہوای داغ

خورشید حشر کو ہو چکا چوندہ دیکھ کر
میری سیاہ خانی مین یہ ہی ضیای داغ

تن پہنکے ہا ہی قبر مین درد کفن کہین
لیجائی آکے ساتھ کفن کی قبای داغ

۹۱	سودا ہوا ضرور کسی مہ جمال کا عاشق جو تن پہ آپ کی ہین چاند جای داغ	۱۵

کیا دل جلون کی سینے کا مرہم مٹای داغ
ناسور ہو جگر مین جو تن پر سی جای داغ

ایذا قبول غیر کا احسان ہے ناگوار
چھڑکون نمک جو منت مرہم اوٹھای داغ

دیوانہ تھا جو ایک فسون گر کی چشم کا
پریون نے میری آنکھون سی آکر لگای داغ

روز ازل سی ہمکو ہی سودا ہی کار خان
لالی کی طرح ساتھ عدم سی ہین لای داغ

جل جلکے جان جائیگی آخر کو ہجر ہین
منصف ہو ایک دل یہ کہانتک اوٹھای داغ

گل ہی چراغ زیست یہ روشن ہین بعد مرگ
تاریکئی لحد ہین مرے کام آی داغ

ہم تم چلین جو ساتھ تو مٹ جائی رنگ باغ
گل سے رخ آپ لالہ سی بندہ اڑای داغ

اوس گل بغیر آتش گل سے جلا دیا
بدلے گلون کی ہمنی چمن سی اوٹھای داغ

تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے
فرقت کی شب یہ داغ کی اوپر اوٹھای داغ

کام آئی ایسے اشک ندامت کہ یک قلم
عصیان کی میری صفحہ دل سی مٹای داغ

گل ہاتھون پہ دی تری چھلون کی یاد ہین
دل پر تمہاری چوڑیون کی غم ہین کہای داغ

مر مر کی روز ہجر کٹے پوچھتے ہو کیا
صدمے سہی جگر کو جلایا اوٹھای داغ

تیزاب رکھون زخم جو مرہم نہ پیر ہو
خود آگ سی جلاؤن جو خشکی پر آی داغ

اوس شعلہ رو کی عشق ہین پروا نہین مجھے
بھڑکے جگر کی آگ کلیجہ بچای داغ

۹۲	ہمسے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے بیوجہ عاشق آپ نے دل پر اوٹھای داغ	۲۱

پھر جائےگی سخن ہین بھرا ہی گزاف صاف
باتون سی دم نظر سے کہلا انحراف صاف

چہرہ ہی بدر صاف تو زہرہ ہی ناف صاف
مژگان یار چرخ کی جہاڑو ہی صاف صاف

کرتے تھی تن کو کافرون کی ایک وار ہین
تا ناف دو نبیرہ عبد مناف صاف

اک اک مژہ سی یار کی سینہ ہی چاک چاک
چاقو سے جس طرح ہو قلم ہین شگاف صاف

دہوکا ہی شاعرون کو جو اونکی دہان ہین
کرتے نہین کلام ہے خلاف صاف

ردیف فا

مجکو جو ایک آئینہ رو کا خیال تھا / مغلق تھی گو زمین کہی شعر صاف صاف

صاحب مری طرف سے تکدر نہ چاہیے / بندہ کرے گناہ کا جب اعتراف صاف

ثابت ہی ماہ نو سے تمہارا عروج حسن / ابرو کی تیغ کا ہی فلک پر غلاف صاف

وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا / اسلام و کفر کا ہوا اختلاف صاف

اعضای تن سے نور کا دریا ہی موج زن / گرداب بحر حسن و صفا ہی وہ ناف صاف

گر دصنم پھرا تو مکدر رہے شیخ کیون / حج کر لیے کیا ہی ابھی سے طواف صاف

کیا انقلاب ہی کہ مکدر ہوی ہین دوست / جنکو غبار تھا وہ ہوی بر خلاف صاف

دل مین غبار ہو تو صفا تن کی ہی عبث / اندر بھری ہی خاک ہوا گو غلاف صاف

لیتا ہون اپنے ساقیِ مہوش سے ضد مین کام / مانگون جو درد دیتا ہی وہ بر خلاف صاف

کچہ بھیجے تو سمجھون کہ دل مین نہین غبار / مدت کے بعد پھر ہو رہ اتحاف صاف

چھایا جہان کو یہ مرے دود آہ نے / خورشید حشر کا ہوا انکشاف صاف

کرتے جو ہو وضو گل رخسار پوچہ لو / پانی ہوا عرق کے سبب سے مضاف صاف

تھکا طریق عشق مین مین خاکسار کب / تمنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف

منہ پیٹتا ہون یاد جو فرقت مین آتی ہین / وہ گوری گوری ہاتھ وہ رخسار ہی صاف صاف

تیغ علی سے کافرونکی دل مین تھی غبار / کر دیتی تھی صفون کو وہ روز مصاف صاف

٩٣	عاشق بجز خدا یہ بتون مین صفت کہان دم بھر مین جو گناہ کرے سب معاف صاف	١٤

وصال یار اگر حشر پر رہا موقوف / مریض ہجر کے مرنے کی یاس سے دوا موقوف

وفور گریہ مین نالی نکر ذرا موقوف
غضب ہی سینہ مین اگر ہوگئی ہوا موقوف

بہار سے وحشت خطرناک مین نہ آ مجنون
کہ مدتون سی ہوا ہی یہ راستا موقوف

عجب طرح کا انگار روگ سب کو ہوا ہی ہین
بتون کی یاد کو دل سی کری خدا موقوف

مین کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کرون
وہ کون بات بڑہائی وہ کیا کیا موقوف

وفور خلق سے دیوار قد آدم سے ہے
گلی مین یک نظر کا ہی راستا موقوف

یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہی وعدۂ وصل
نہ آئی حرف شکایت رہی گلا موقوف

نقاب اوٹہائی تری رخ سی بادہ نوشی نی
وفور نشۂ مے سی ہوئی حیا موقوف

پہنچ گئے تھے بہانے سی دادخواہون کے
ہمین جو دیکھا تو دربار کر دیا موقوف

کیا ملاحظہ جب بند تو ملازمون کا
ہمارے نام کو دیکھا تو لکھہ دیا موقوف

مریض عشق کے بچنے کی کون صورت ہے
غذا مہینون سے ہی ترک اور دوا موقوف

جو ہوگا لقمۂ ثعبان زلف سب عالم
دہان گور کی ہوجائیگی غذا موقوف

ہمیشہ دل مین مری داغ عشق جلتا ہے
نہوگی روشنی خانۂ خدا موقوف

الٰہی دور بخیلون کا جای دنیا سے
کرین جو ایک ملازم ہزار ہا موقوف

اسی امید مین جیتی ہین دم فنا ہو جای
ابہی جو وصل کا ہوجای آسرا موقوف

بساط جسم مین اک مشت خاک رکھتی ہین
ہماری ہڈیون پر رزق ہی ہما موقوف

۹۴

سنا جو آپ کو رہتا ہے خوف بد نامی
بیان عشق بہی عاشق نی کر دیا موقوف

۱۸

ردیف قاف

دلبر تمہاری نقش ہوا ہی بیان شوق
کار قلم دکہاتی ہی میری زبان شوق

وہ آپ روٹھی آئین اگر حجاب دل کھاوین | اوٹھنے لگون کرون مین اگر امتحان شوق
سینے مین داغ نبض مین تپ پاؤن پر ورم | سر مین جنون ہی خانۂ دل ہی مکان شوق
قاصد زبانی کہیو بیان کام ہے تمام | تحریر سے تمام نہو گا بیان شوق
نیند آئی تمکو نکلین مرے دلکی حسرتین | سن لو جو وقت خواب کبھی داستان شوق
ہی جستجوی منزل مقصود کو سے یار | نالہ جرس ہی سینے مین ہی کاروان شوق
قاصد کی شکل بنکے چلین ایکدم خط کو آپ | پیغام بر سی ہو نہین سکتا بیان شوق
سینے پہ آج ہاتھ وہ رکھتے ہین بار بار | پاتے ہین میری دلکی تڑپ ہی نشان شوق
سب خود غرض ہین بندۂ بیدام ہین ہمین | الفت کو آزماؤ کرو امتحان شوق
بہتا ہون کوی یار کو طوفان اشک مین | ہو ناخدای کشتی تن بادبان شوق
اس تیر کا نشانہ نہین جز دل حبیب | سقف فلک کو توڑ نہ کیونکر فغان شوق
جلد آئیے تمام شب انتظار ہے | اب جان دیکا پاس ہی ہی نیم جان شوق
نکلے کی جان میری نہ نکلے جو گھر سے تم | منظور ہو تو کر لو ابھی امتحان شوق
باتون مین ہم رولائین ہنسائین لطیفہ ہے | سنیئے ہمارا قصۂ غم داستان شوق
سلطان ملک عشق ہون کہتا ہون گنج غم | دل درد کا خزانہ ہی سینہ ہی کان شوق
کچھ منہ سے گو حجاب کی مارے نہ کہ سکے | بے چین ہو گئی وہ سنی جب فغان شوق
گستاخ ہو نہ ہاتھ اوٹھاؤ کبھی نقاب | سو بار آپ کر چکے ہین امتحان شوق

۹۵ | عاشق بگڑ نجاے وہ نازک مزاج ہے
لب پر نہ آئے آہ نہ نکلے فغان شوق | ۲۰

ڈھائیگی سقف فلک ہمت مردانۂ عشق / توڑ ڈالینگے عرش کی زنجیر کو دیوانۂ عشق
سخت پتھر سے سوا ہے دل بیگانۂ عشق / سنگ میں نشو و نما خاک کرے دانۂ عشق
ضعف میں سجدہ تو کرینگے مجھے دیوانۂ عشق / جھک کے بجاؤن گا محراب در خانۂ عشق
جسکو دیکھا وہ ہے سرشار مئے الفت سے / دورۂ چرخ ہے دور خط پیمانۂ عشق
ساتھ الفت کے ترا خوف سمایا دل میں / دوسری اور بلا ہو گئی ہمخانۂ عشق
آج پوری ہے کرامات تو بے عقلوں میں / حال کہتے ہیں پریرو کا دیوانۂ عشق
حسرت مملکت حسن میں سب جلتے ہیں / شمع لکھوا کے نہیں لائی ہے پروانۂ عشق
کیا ضرر ہو جو چمن سے نہ اوٹھا دے صیاد / بید مجنوں کے رہیں سائے میں دیوانۂ عشق
ہر گھڑی آتے ہیں زہاد نصیحت کرنے / مجکو اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانۂ عشق
غم مرض یاس تڑپ موت لحد دشت عدم / کوئی بیخوف نہیں منزل ویرانۂ عشق
حال دل کہتا ہوں تو پہلو سے اوٹھ جاتی ہیں / بخت سو جاتا ہے سنکر مرا افسانۂ عشق
اپنی وسعت کا سمندر کو بڑا ہے غرہ / حال کھل جائے چھلک جائے جو پیمانۂ عشق
جام سے دل کے کھلے حال جہاں تو ہے کمال / مدتوں جم کو پڑھایا خط پیمانۂ عشق
بعد مدت کے ہوئی الفت خال ابرو / آب شمشیر سے سرسبز ہوا دانۂ عشق
دیکھیں محشر میں وہ سرسبز کسے کرتا ہے / لوگ تو تخم عمل بوتے ہیں ہم دانۂ عشق
رقص طاؤس فلک کا جو تماشا دیکھو / دل پر داغ تڑپے نعرۂ مستانۂ عشق
منزل گور میں اوتریں تو فراغت ہو جائے / دشت میں دم نہیں لیتی کہیں دیوانۂ عشق
لیں جو اوس شعلۂ عارض کی بلائیں شب وصل / بن گئے ہاتھ ہمارے پر پروانۂ عشق

ردیف کاف تازی

	دل کی نہ رل مین نہوتا تو نہ بڑہتی توقیر	تجھسے ای مہر لقا ہی شرف خانۂ عشق	
۹۶	نخل الفت دل سوزان مین ہوا عاشق سبز	آپ نی بہار مین جہونکا تہا عبث دانۂ عشق	۱۵
	جل جلکے تپ غم سی فلک کون ہوا خاک	ماتم ہی یہ کسکا جو اوڑاتی ہی صبا خاک	
	ہم ہو گئے آخر نہ طبیبون سی ہوا خاک	زہر غم فرقت پہ اثر کرتی دوا خاک	
	کیا پیر ہوئے ضعف سے اک طفل کی غم مین	بچپنے تو اوٹھایا نہ جوانی کا مزا خاک	
	پروا ہے غم عشق نہ کچھ قدر وفا ہی	درد دل بیتاب سناتی تمہین کیا خاک	
	کیونکر نہ جلاتا ہمین داغ غم احباب	کیا کیا نہ ہوئی ہم اپنے عزیز و رفقا خاک	
	افسانہ دم صور سرافیل ہے مجھکو	تاثیر کریگی دم عیسے کی ہوا خاک	
	ہی گرد کدورت یہ بہری شیشۂ دل مین	نکلے گی مرے سینے سی بہی آہ کی جا خاک	
	وہ زار ہون گر پڑتا ہون جہونکے مین ہوا کے	دب جاؤن جو تہوڑی سی اوڑا لائی ہوا خاک	
	دل خاک کی تیلون ہی لگانا نہین اچھا	ہو جائینگے اک روز یہ پہر بعد فنا خاک	
	مُردی کی طرح گرد کدورت مین اٹا ہون	جینے کا مزا فرقت جانان مین ہی کیا خاک	
	ای دیدۂ تر چشم امید اور بھی ہوتی	جب کوچۂ دلبر سے اوڑاتی نہ ہوا خاک	
	ہشیار ہو مسکن ہی ترا ایکدن اس جا	ہر شخص کی یہ قبر سی دیتی ہی صدا خاک	
	وہ سوختہ طالع ہون کہ خرمن مین لگی آگ	دانہ مری قسمت کا کرے نشو و نما خاک	
	بیماری فرقت سی یقین ہی نہ بچون گا	ملتی ہی در یار کی کب بہر دوا خاک	
۹۷	جا کر در آقا کو نہ آنا کبھی عاشق	ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک	۲۳

بلبل کی طرح اوڑ کی ہزار آئی چمن تک
پہنچا نہ کبھی ہاتھ ترے گل سے بدن تک

شیرینی لب تیری ملاحت نے مٹادی
آئینہ جو دیکھا تو ہوا شور دہن تک

دل چسپ ہے کیا اسکی یہ رونق گلشن
پرواز کی خو بھول گئے مرغ چمن تک

بدنام کیا آپ کو اب دل شکنی نے
محبوب رہے خوب رہے عہد شکن تک

نافہ نکو تری زلف کی بالون مین بساتے
یہ مشک پہنچتا جو کبھی ملک ختن تک

وہ آپ کو کنعان کی کوئین مین نہ گراتا
یوسف کو رسائی نہوئی چاہ ذقن تک

ہو شمع کے شعلے مین اگر سوز ہمارا
پروانے کی صورت ابھی جل جائے لگن تک

جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
دیتے ہین لہو میرے ابھی زخم کہن تک

پھر جائینگے ہم غیر کی تقلید نکیجے
عاشق تھے تری چال کی بیساختہ پن تک

مجنون کو بیابان مین ہمارا ہی تجسس
آوارہ وطن جاتی ہین آوارہ وطن تک

گھیرے ہین بہت راہ مین غربت کی بلائین
مشکل ہے پہنچ جائین سلامت جو وطن تک

یہ وحشت گیسوی معنبر کی ہے تاثیر
آتے ہین مجھے سونگھنے صحرا کے ہرن تک

مرکر یہ مٹا زور رہے دست جنون کا
اس ہاتھ سے ٹوٹا نہ کبھی تار کفن تک

تقدیر نے وحشت مین بنایا وہ گھر اپنا
کالے ہوئے جس دشت مین گرمی سے ہرن تک

وہ کون ہین کہتے ہین جو فرقت کی کہانی
نکلا نہ مرے منہ سے شب وصل سخن تک

کیا داغ جنون مٹتے مرے جائے تن سے
بیداغ میسر نہوا مجھکو کفن تک

عالم مین کوئی تازہ جوان ایسا نہو گا
جھک جھک کی جسے تاکتا ہے چرخ کہن تک

شکوہ نہین غربت مین کسی نے جو نہ پوچھا
بیزار ہین صورت سے مری اہل وطن تک

دل توڑ دیا دور سے مژگان نے ہمارا
پیری ذ ہیانتک چمن حسن کو لوٹا
برپا ہوا اک عالم بالا ہین تزلزل
چہرے کو ترے غیر کے بوسون نے بگاڑا

قسمت نے بہونچنے نہ دیا تیر فگن تک
باقی نہ حسینون کی رہی صحبت حسن تک
فریاد نہ پہنچی کبھی اہی میرے دہن تک
داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذقن تک

٩٨	یہ پیچ نے زلفون کے ڈرایا مجھے عاشق چھوٹتا نہین ہین جان کے بادار رسن تک	١١

کہتے ہین جان سبزہ رنگ خوردہ کلان سبزہ رنگ
کیسا لبون کا بوسہ تہا غم ہوا جی کی جانیکا
عکس پڑا تھا گالونکا سبز ہو وہ تل جو تہا
ہو رہی چمن مین کہیلی تہے پہر گئی بہ ہر رنگونسی
چپ ہین ستم کے کرنے سی دیکھ لہو کو ڈرتے سی
طالب بوسہ ہون مین یار سینے مین خمونکی ہین غبار
غیرت گل ہین دونون گال قد ہے وہ طوبی کا نہال
سنتے ہین ہندے کانون کی جہکے زیادہ کانون سے
پان چبا کے ایک ابھی تیری سہو بات اونسی کی
دیتا ہی مرے سی بہار سبزی کی نشہ کا اوتار

فخر بتان سبزہ رنگ ہے وہ جوان سبزہ رنگ
سم تہا ہماری خون مین کیا آب ہان سبزہ رنگ
دیتا تہا دہوکا طوطی کا زاغ کمان سبزہ رنگ
بہتا ہے بدلی پانی کے آج میان سبزہ رنگ
ہوگئی میرے مرنے سی لال زبان سبزہ رنگ
زہر ہے مجکو خط یار رشک نشان سبزہ رنگ
تیغ کی رگ کی ہے مثال موے میان سبزہ رنگ
سبزی مین سب کو بڑھ کے دی کیون نہ ہان سبزہ رنگ
فلفل سرخ اثر مین تہی منہ مین زبان سبزہ رنگ
سبزی پہ اب جو ہین ہوا سبز خطان سبزہ رنگ

٩٩	عاشق نہ کیجیے اونسے ڈر سایہ سی جنکے ہے حذر زہر دون کی ساری ہین شجر طفل و جوان سبزہ رنگ	٢٥

زلزلے مین میرے نالون سے ہے زندان آج کل
خوف سے تھمتے نہین وو دن نگہبان آج کل

دامن صحرا گریبان تنِ عریان سے بنے
اے جنون اتنی اوڑا خاک بیابان آج کل

عشق پھر تازہ ہوا اک غیرتِ بلقیس کا
پاس ہے اپنے بھی سامان سلیمان آج کل

پھاڑ کر کپڑے لگا دی دامن صحرا مین گوٹ
کار سوزن کرتے ہین خار مغیلان آج کل

گر بنایا ہے زمین کا جوش سودا نے ہمین
تاپ ڈالی ہین بیابان سے بیابان آج کل

پاؤن سے سر اوٹھ نہین سکتا ہمارا ضعف مین
ہے گریبان دامن اور دامن گریبان آج کل

نغمہ پیرا ہی نہین اب کوئی باغ دہر مین
بلبلون سے ہو گیا خالی گلستان آج کل

غم گیا وحشت سے داغ اے دل علاج داغ ہے
داغ سودا سے مٹے داغ عزیزان آج کل

آتشِ تر تیز وہ اے ساقی گلرنگ لا
بادہ خواری مین کٹے فصل زمستان آج کل

تیرا دیوانہ نظر بند اے پری رو ہو گیا
دور سر پر یون کا ہوا دیوار زندان آج کل

کاٹی ہین جل جلکر راتین انتظارِ یار کی
سر سے پا تک ہو گیا سرو چراغان آج کل

جسکو دیکھا اے فلک وہ رنج سے خالی نہین
خوش نہین پایا کوئی جز زخم خندان آج کل

قامت و ابروی جانان کی الف بے یاد ہے
جانتا ہون قیس کو طفل دبستان آج کل

شعر کیا موزون ہو کوئی قامت موزون نہین
مرغ گلشن تک نہین دیکھا غزلخوان آج کل

غم نہین رہتا نشان دست قاتل جان کر
مجھکو خوش کرتے ہین میرے زخم خندان آج کل

ہونٹ دانتون سے چبانے کی اونہین عادت نہین
کان سوتی کی دکھاتا ہے بدخشان آج کل

دور ایسا ہے خدائی مین بتانِ ہند کا
ہے مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل

نرم گوئی اختیار ابنائے دوران سے جو کی
منہ مین اپنے ہین بنِ دندانسے دندان آج کل

پنڈلیون تک آب خجالت مین پری رو غرق ہین
آفتاب حشر ہی وہ روی تابان آج کل

ہی دوالی چشم سی لخت دل سوزان گرین
خانۂ زنجیر کو ہی جیسے چراغان آج کل

روی روشن سی ذرا اوٹھو نقاب ای سرد مہر
گر سیون پر ہی بہت خورشید تابان آج کل

ہیٹ پر سیلی کی بالون کی نمو ہونے لگی
ہو گئی چشم جوہر آئینہ حیران آج کل

نرگس شہلا سی بھی وحشت ہی یاد چشم مین
ہمکو دکھلاتا ہی کیا آنکھین گلستان آج کل

دشت مین منزل مسافت ہی قدم کی ضعف سے
ہین مناری کوس کی خار مغیلان آج کل

١٠٠

وصل عاشق سے تمہارا حسن پکا ہو گیا
سرخ بوسون سی ہوا سیب زنخدان آج کل

١٨

ایسا ہزار بار کھلا کب چمن مین گل
غنچہ ہی خامشی مین دہن پہر سخن مین گل

ہین جسم کی چمک سی جواہر بدن مین گل
بازو پر آکے مل گئی ہین نورتن مین گل

لب پر جو عکس رخ ہی تو رخ پر ہی عکس لب
نکلے عقیق باغ مین پہولے یمن مین گل

اک گل ہین کو وصل مین شادی سی جان دی
سہرہ بناؤ گوندھ کی تار کفن مین گل

باتون مین پہول جھڑتی ہین آواز خوش دہان
تمنے پروئے رشتۂ صوت حسن مین گل

گیسو مین آج ہار نہ لپٹے سبب ہی کیا
مشاطہ کی خطا سی نہ پہنچی ختن مین گل

اوس گل کی چال باد بہاری سی کم نہین
بنجاتی ہی بنت کی کلی پیرہن مین گل

ہر صبح ہار کھول کے کنگھی اگر نہو
بنجائین مشک ناف سبہ کی شکن مین گل

دو گے جو ایک پہول مرے آگے غیر کو
پہولے گا آج کوئی نیا انجمن مین گل

بجھ جاتے ہین حسین ترے منہ کو دیکھکر
ہو جاتی ہین چراغ تری انجمن مین گل

گلچین کی ہاتھ خشک کرے آہ عندلیب — ایکدن برس تو پہولین خوشی سے چمن مین گل

سینے کی داغ دل کو نہ کیون کر عزیز ہون — مشہور ہے کہ خار ہین اپنے وطن مین گل

اسبار رجہ مرحمت ہی گل رخسار سے ہی خوش — ہی پہولا کر زبان ہمارے دہن مین گل

خوشبو جو بوسۂ گل رخسار سے ہی منہ — دانتون کی جا بہرے ہین ہمارے دہن مین گل

دنیا کی نیک و بد سے رہا مجکو احتراز — غربت مین دیکھے خار نہ سونگھے وطن مین گل

کنٹھی کے دانے پھوٹے ہین جوش بہار سے — ناقوس ہو گیا ہے کف برہمن مین گل

دکھلایا رنگ یہ لب لعلین کی عکس نے — خال سیہ کا داغ ہے سیب ذقن مین گل

۱۰۱	عاشق بہار پہول کے ہارون کی مٹ گئی اوس گلبدن کی ملگئے رنگ بدن مین گل	۲۶

فصل بہاری ہی دیکھو رنگ گلشن آج کل — ٹیکا پڑتا ہی رخ ہر گل سے جوبن آج کل

عکس افگن ہے کسیکا روی روشن آج کل — لو کل خورشید سے پہولا ہی گلشن آج کل

سوزش ہی رونق فزائے خانۂ تن آج کل — سب بتون کی استخوان مین شمع روشن آج کل

آہین کرتا ہون جو تیری ہجر مین اے ماہرو — مثل انجم پڑ گئے ہین چہت مین روزن آج کل

خودستائی سے بتون کا عرش پر پہنچا دماغ — پیر گردون بنگئے طفل برہمن آج کل

رخصت فصل بہاری سے قیامت آگئی — صور اسرافیل ہی بلبل کا شیون آج کل

میری دلکو لو لگی ہی اک چراغ طور سے — خون تن مین جل رہا ہے مثل روغن آج کل

سیل خون مین تیرتی پہرتی ہین سر عشاق کے — موج زن ہی آب آہن تا بگردن آج کل

بے حجابی مین ہوا دارون کی وہ سنتے نہین — روی روشن ہی چراغ زیر دامن آج کل

شعلہ ور ہے دل جلون کی قتل سے قاتل کی تیغ
پرتو گلہای رنگین کی ہوا پر نقش ہین
جھومتی ہین موج نکہت سے در و دیوار باغ
گل کھلی ہین دانہ تسبیح زاہد پھوٹ کر
رہزنی کرتی ہین زلفین اوس مسیح و قیت کی
زاہدان خشک بہی پھسلے تری تقریر پر
ماہتابی آپکی پر چاندنی دیکھی نہین
آستینون دار کرتی تھی کوئی محرم نہتا
بعد بربادی ہوا ہم خاکسارونکا ملال
بی حفاظت کی کمر وہ قتل پر کستی نہین
اندنون موباف چوٹی مین نہین اس راہ سے
مژدہ ای دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
گھر مرا جلتا ہے سوز نالہ ہائے گرم سے
دل نکلجاتا ہے قابو سے فراق یار مین
ہین مکافات گنہ جو حادثات دہر مین
بت کی الفت ہین خدائی سے عداوت ہوگئی

مشعل روغن جل رہا ہے آب آہن آج کل
رنگ کئی زاغ و زغن طاؤس ہین گلشن آج کل
لڑکھڑاتے چلتے ہین مرغان گلشن آج کل
غنچہ ہای گل ہین ناقوس برہمن آج کل
لٹتی ہے راہ سواد شہر لندن آج کل
چکنی باتون سے ملا وہ توڑی روغن آج کل
ہمارے زمعہ سے نقاب روی روشن آج کل
چھپ نہین سکتا ہے نامحرم سے جوبن آج کل
کچہ ملدار ہو گیا ہے روی روشن آج کل
حلقہ ہائے زلف کا پرتو ہے جوشن آج کل
کیچلی جھاڑے ہے ہوسی مار رہزن آج کل
ہمنے کم دیکھے حسین پاک دامن آج کل
روزن منتقل ہین دیوارونکی روزن آج کل
اپنے اعضا ہوگئی ہین اپنی دشمن آج کل
مین بہی راضی ہون جو خوش ہے مرا دشمن آج کل
سب نے مین آسمان ہین میرے دشمن آج کل

١٠٢	قبر مین رونی سے ملکیون کو منع ایسی ہے یہ ہی چھپ گیا کانٹون سے عاشق اپنا مدفن آج کل	٢٦

ہم ای فلک نہ ہوئے وصل یار کی قابل
وہ جبر کر کہ جو ہوا خستہ یار کے قابل

مثال شمع ہوئی جل کی خاک فرقت میں
رہا نہ جسم کفن سے کے مزار کے قابل

دکھا دی گرمی خورشید حشر ای گردون
یہی چراغ ہی میرے مزار کے قابل

تمہیں تو دیکھ کے معشوق ہو گئی عاشق
وہ پیار کرنے لگی جو تھے پیار کی قابل

خدا کو بھول گئے حد کی یہ محبت سے
بتوں کی عشق میں ہیں سنگسار کی قابل

رہی نشان تن داغدار گور میں بھی
چمن کا تختہ ہے میری مزار کے قابل

عبث ہی کثرت انجم پر ای فلک نازان
ہمارے داغ کہاں ہیں شمار کے قابل

نماز چھوڑ کے زاہد بتوں کو سجدے کر
یہ بندگی نہیں پروردگار کے قابل

فلک دکھایا نہ عہد شباب جانان کو
مٹایا ہمکو ہوئے جب وہ پیار کے قابل

کبھی تو سبزۂ گور شہید کو رو ندو
حنا نہیں کف پائے نگار کے قابل

برا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ کبھی
شکست گنبد نیلی حصار کے قابل

مرے جو آرزوئے وصل یار میں گھل کر
زمین نے بھی نہ سمجھا فشار کے قابل

گرا دیا تن لاغر نے مجکو نظروں سے
وہ ترک چشم ہوئی جب شکار کے قابل

بنا کے غصے کا چہرہ رولا رقیبوں کو
نہیں یہ چھینٹا ترا خاکسار کے قابل

کرو نہ صبح کا وعدہ کہ شب نہ گذرے گی
مریض عشق نہیں انتظار کے قابل

جو مانگتا ہوں اجازت میں گھر میں آنیکی
تو آپ کہتی ہیں اب تم ہو دار کے قابل

پہن کی غیر کا جامہ کرو نہ ہمسے کلام
رہو گے یار نہ بوس و کنار کے قابل

سنیں وہ رؤں جو ابر بہار کی صورت
نہیں یہ جہالی ابھی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ نہ کرو تدبیر
تمہارا قول نہین اعتبار کے قابل

یہ جسم زار کہان بار کوہ ہجر کہان
سزا ابھی ہوتی ہی تقصیروار کے قابل

ہزار ہی سگ اصحاب کہف کی عظمت
نہین مثال سگ کوی یار کے قابل

وہ بی نشان ہون کہ گنتا ہی کون ایسی کو
نہین ہین پرسش روز شمار کے قابل

کسیطرح نکٹے گی شب دراز فراق
مگر ہے عمر خضر مستعار کے قابل

خوشی سے پہول کی ہون وصل مین جو شادی مرگ
ملے نہ دہر مین وسعت مزار کے قابل

چراغ داغ سے لون کام کیون نہ فرقت مین
یہ ہے اسی شب تاریک و تار کے قابل

۱۰۲	غبار خاطر افسردہ ہوگیا عاشق صفاے آئینہ روے یار کے قابل	۲۰

ردیف میم

بٹھلائین نقش دل مین تمہاری فغان سے ہم
کار قلم دکھائین زبان بیان سے ہم

کیا آپ کے مزاج مین نخوت سما گئی
رکھتے ہین خود دماغ بلند آسمان سے ہم

بوسہ جو خط کا دو تو ابھی خذنگ دل کھائین
نقطہ اوٹھالین خال کا نوک زبان سے ہم

طوفان چشم نے تن لاغر بہا دیا
عاجز ہوے ہین کشتی بی بادبان سے ہم

ہم اونکی بات کاٹتے ہین شوق قتل مین
قاتل کو باڑ ہین دیتے ہین تیغ زبان سے ہم

احوال حشر کہکے پھرا سر نہ زاہدا
غفلت مین اور آگئے ہین [illegible] انسے ہم

محفل تمام صورت تصویر ہو گئی
مانند روح جاتے رہے درمیان سے ہم

دی جان آہ کر کے فراق بہار مین
لٹے گئے جرس کیطرح کاروان سے ہم

پیری نے لطف زیست ملایا ہے خاک مین
وہ ولولے جوانی کے لائین کہان سے ہم

بلبل وہ ہین کہ رونق گلزار دہر ہین
بچھڑ کا رہے ہین آتش گل کو فغان سے ہم

پردہ اوٹھا کبھی نہ درِ جلوہ گاہ کا
آتے ہین اشتیاق مین پیاری کہان سے ہم

پلاو کھائین کیون نہ تمہین تیر آہ کا
یہ ضعف سے جہکی کہ ہوے ہین کمان سے ہم

صیاد باغ دہر مین کیا مزے کرین
بچھڑین گے بھی تو بلبل باغ جنان سے ہم

جب روے دوستون کو ہوا چشم مین غبار
اندہے ہوے ہین گرد رہِ کاروان سے ہم

افشان چہڑکنے کی جو اجازت ہمین ملی
تارون کو توڑ لائین ابھی آسمان سے ہم

فصل بہار جاتی ہی مٹی مین مل گئے
تھے نقش پا کہ چھوٹ گئے کاروان سے ہم

پیاسی لہو کی خاک ہے جلاد چرخ ہے
عاجز ہین اس زمین سے تنگ آسمان سے ہم

سیر چمن سے ہاتھ اوٹھایا بہار مین
بلبل کی طرح بحث کرین باغبان سے ہم

شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی
زیر زمین چہپے ستم آسمان سے ہم

۱۰۴ عاشق عدم سے یہ دل پرداغ ساتھ ہے
گلدستہ باندہ لائے ہین باغ جنان سے ہم ۲۱

ردیف نون

تمنے جگنو جو باندہے ہے آنچل مین
برق چہپتی پھرے گی بادل مین

پہول ہین اونکا فرش پا انداز
عطر جلتا ہے ساتھ مشعل مین

منہ چو ایسی ہے تند کھینچ شراب
کاگ ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین

پاؤن پہ سر ہے ضعف سے اپنا
وہ اکڑتے ہین حسن کے بل مین

سخت جانی سے میری گل یہ کھلا
پہول آتے ہین تیغ کے پہل مین

قتل ہو چار دن مین جو آیا
چار قل ہین تمہاری ہیکل مین

کیون یہ امروز اور فردا ہے ۔ ہمتو آخر ہین آج مین کل مین
ساقیا ہے شراب آتش تر ۔ دے دے شعلے کا آگ بوتل مین
پتلیان بول اوٹھین آنکھون کی ۔ نسخہ سامری ہے کاجل مین
زلزلہ ہے تمہاری چال نہین ۔ خفتگان لحد ہین ہل چل مین
روز رہتا ہے شغل آرایش ۔ صبح ہوتی ہے مستی کا جل مین
گردنا ہے سیہ داغ جنون ۔ نقش حب ہے تمہاری ہیکل مین
جل بجھین گے بدن مین خون نہین ۔ تیل اب ہو چکا ہے مشعل مین
دل جلا ہون جو ہون بغل مین شراب ۔ چھالے پڑ جائین لاکھون بوتل مین
مے کشی مین ہماری عمر گئی ۔ نہ دیا ہمنے آگ بوتل مین
شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے ۔ پانی گھنگرو کی آیا چھاگل مین
بادہ خواری کا نقش بیٹھ گیا ۔ کام آئین شراب کی قلمین
سوزش سینہ کم ہے ہیری مین ۔ آگ بجھتی جلی ہے منقل مین
ترنج رنگین تک آگئین زلفین ۔ خوب پہولین گلاب کے قلمین
ہے یہی زہد خشک کی دارو ۔ آتش تر بھری ہے بوتل مین

۱۰۵	لب شیرین کی گالیان عاشق تا و شیری مین شہد حنظل ہین	۱۶۰

زاہد و خانہ مین سیر شب مہتاب کہان ۔ دور ساغر یہ کہان صحبت احباب کہان
یہ اوڑا جاتا ہے آگ سے تاب کہان ۔ دل ہے مضطر سے مری نسبت سیماب کہان

تیری دانتوں کی تصور نے ڈبویا ہمکو
اسقدر گوہر نایاب میں بہلا آب کہاں

برہمن دیر میں جاتی ہیں تو سجدہ کرتے
مسجدیں نام کو ہیں یہ ادب آداب کہاں

جہوٹ تہمت جو لگاتی ہیں تو جی جلتا ہی
ہیں کہاں آہ کہاں خرمن مہتاب کہاں

اوٹھہ گیا باغ سی افسوس نہ مانا کہنا
ہیں سنے ہر چند کہا او گل شاداب کہاں

شدت درد جگر سے نہیں بولا جاتا
بند ہیں آنکہیں تصور میں مجہی خواب کہاں

ایک افسردہ دلی نے یہ مٹادی رونق
گل ہیں سب داغ بدن پر گل شاداب کہاں

رات دن یاد میں اک گل کی لہو روتا ہون
نسبت ہجر لشر فرقت سرخاب کہاں

دیدۂ دل کو تصور میں کرونگا روشن
طاقت دید رخ مہر جہانتاب کہاں

پیاس بجہتی ہی تری تیغ سی قاتل پل میں
ہی چمک آئینۂ مہر میں یہ آب کہاں

نیند اوڑجاتی ہی وہ بیٹ جو یاد آتا ہی
ہی تصور مجہے مخمل کا مگر خواب کہاں

کشش دل کی سہارے سی چلا جاتا ہون
دیکہون لیجاتا ہی مجکو دل بیتاب کہاں

نبض دکہلا نہیں سکتا دل بیتاب کی ہاتہ
صورت نبض ٹہرنے کی مجہی تاب کہاں

اسلیے ہی ترے ابرو کا تصور دل میں
یہ نہ کہنے کو ہو کعبہ تو ہی محراب کہاں

چین ماتہے کی دکہا دیجیے ابرو کی قریب
لوگ کہتے ہیں کہ تلوار تو ہی ناب کہاں

١٠٦	کوہ فرقت کو اوٹہا کر ہوے رستم عاشق ورنہ ہم زار کہاں اور یہ القاب کہاں	١٨

زخم دل میرا سیو کہتی ہو سب فن ہاتہ میں
طائر رنگ حنا کیا مرغ دست آموز ہے

انگلیاں دس ہیں چراغ اے ماہ روشن ہاتہ میں
شاخ گل کی بدلے کرتا ہے نشیمن ہاتہ میں

سنگ دل بت ہین کبھی فریاد کو سنتے نہین — کیون لیے پھرتا ہی ناقوس اے برہمن ہاتھ مین

کاکلِ پرپیچ سلجھانے کا مجھکو حکم ہے — آج بارے آگیا یہ مار رہزن ہاتھ مین

آئینہ مین ہاتھ کے پرتو جو دانتون کا پڑا — بنگئی کان صفا ہیرے کی معدن ہاتھ مین

سرخ ہو جاتی ہین گل توڑے سے دستِ نازنین — کیون نہین مہندی اوڑا یا رنگ گلشن ہاتھ مین

آتشِ رنگِ حنا سے ساقیا بھڑکی شراب — ہے گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتھ مین

ہاتھ منہ پر رکھکے جب مین نے کیا ضبطِ فغان — پڑ گئے غربال کی صورت کے روزن ہاتھ مین

طائر دل ہاتھ اوٹھا کر قفس مین کرتا ہے صید — دام خطِ دست رکھتا ہے وہ پرفن ہاتھ مین

پاون مین مہندی ملو تم ابر ہے برسات ہے — چوڑیان منگوا کے پہنو آیا ساون ہاتھ مین

پنجۂ خورشید سے پنجہ نہین اوس مہ کا کم — کیا شعاع مہر مین سونے کے کنگن ہاتھ مین

کام گو ناقص ہی نکلے غیر ممکن ہے کمال — ناطقہ پیدا کرے کس طرح الکن ہاتھ مین

اب گلابی بھر کے دو تم ہاتھ قابو مین نہین — اے پری تھمتی نہین شیشے کی گردن ہاتھ مین

شعلہ ور کیا آتشِ رنگِ حنائے یار ہے — بن گئی ہر ایک اونگلی شمع روشن ہاتھ مین

پاس الفت سے فقیر او سیر جو اکثر ہو گئے — اس سے بیراگی لیے پھرتی ہے جوگن ہاتھ مین

جان شیرین ایک ہے مرنے کی ہین سامان دس — زہر ہے ہر شخص کے ناخن کا دشمن ہاتھ مین

غیر حسرت مالِ دنیا سے کبھی حاصل نہین — کب سکندر لیگیا زر زیر مدفن ہاتھ مین

۱۰۷	کشت جان عاشق کی پہونکی ہاتھ کی مہندی یار نے شعلۂ رنگِ حنا تھا برق خرمن ہاتھ مین	۱۱

پھرے جو نامہ بر تنہے وہ یہ تقریر کرتی ہین	نہ وہ تقریر کرتے ہین نہ وہ تحریر کرتی ہین

وفور ضعف سی برسون ہوی بیجین ہین اعضا ۔ ہماری کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہین

پر پریرویونکا ایسا نقش بیٹھا صفحہ ہستی پر ۔ سلیمان انکو طلسم حسن سی تسخیر کرتے ہین

مشبک کردیا سقف و در و دیوار زندان کو ۔ فغان و آہ و نالہ اپنی کار تیر کرتے ہین

گریبان ہاتھ مین آتا نہین جب جوش وحشت مین ۔ گلے کی طوق کو ہم موڑ کر زنجیر کرتے ہین

بجز انکار کے آتے نہین وہ حرف مطلب پر ۔ یہی تقریر کرتے ہین یہی تحریر کرتے ہین

بہار آتی ہی مے بھر دی ہین ساقی خم سی بوتلین ۔ عجب عامل ہین شیشی مین پری تسخیر کرتے ہین

تمہارا میرا مطلب ایک ہی فرق تلفظ ہے ۔ جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہین

وفور جرم سی لکھنی کی جب مہلت نہین پاتی ۔ ہماری کاتب اعمال بھی تقصیر کرتے ہین

لگایا ہاتھ باتون باتون مین اوس مار کاکل کو ۔ ہماری حرف منتر کی طرح تاثیر کرتے ہین

١٠٨

گلہ جب بیوفائیکا سنا کہتی ہین وہ ہم عاشق
ہماری نیما مینے آپ انکی تقصیر کرتے ہین

١٦

فلک ظاہر ہوی میری جو کم آنسو نکلتے ہین ۔ گھٹا ہی اسقدر رو دیا کہ اب تا پو نکلتے ہین

رولاتی ہین مجھے دکھلا کی جب گیسو نکلتے ہین ۔ دھوان گھٹنے سی آنکھون مین مری آنسو نکلتے ہین

جھلکتی ہین جو مجھ بیخواب سی آنکھین ستارونکی ۔ شب فرقت مین انجم کی عوض جگنو نکلتے ہین

کنایہ ہے کہ شام وصل کی وعدی کو ٹالین گے ۔ جو وہ شانون کی پیچھے ڈال کر گیسو نکلتے ہین

سیے جاتی ہین میری زخم وہ سفاک ہنستا ہے ۔ لہو کی چشم سوزن سی مگر آنسو نکلتے ہین

یہ طفل اشک سمجھی ہین تماشا چرخ پوجی کا ۔ تری پتلی کی گردش سی مری آنسو نکلتے ہین

وفور غصہ و غم ہی سبب شاید سفیدی کا ۔ لہو اپنا پیا ہے جسقدر آنسو نکلتے ہین

تبو نیر ہو جیسے عاشق کلیجا ہو جو پتھر کا
اگر چاہین پریزادون کو آتش خو نکلتی ہین

نہ ہو لوروی رنگین پر کہ موسم خط کا آپہنچا
چمن مین حسن کی بھی خار اے گلرو نکلتی ہین

غم و شادی بھی یکجا ہی زمانیکی دورنگی سی
ہنسی شدت سی جب آتی ہی تب آنسو نکلتی ہین

کرین یون مختصر مضمون طول زلف کیا لکھین
درازی مین شب فرقت سی بھی گیسو نکلتی ہین

اوترواتا ہی وہ گل وصل کی شب پیرہن میرا
یہ پہولی آستینون سی نہین بازو نکلتی ہین

گڑا رہتا ہی نقشا خال و زلف یار کا دلمین
کسی صورت نہین کعبی سی یہ ہندو نکلتی ہین

دکھائی شعبدے اوس چشم نی سیر چراغان مین
دوالی مین جگانی کی لیے جادو نکلتی ہین

زبان پر زلف کی مضمون دلمین طاق ابرو کی
مسلمان آتی ہین کعبی مین اور ہندو نکلتی ہین

١٠٩

تری ابرو جو دیکھے ہین تو اب عاشق کی نظرون پر
ہمیشہ دو ہلال اسے ماہ ہم پہلو نکلتے ہین

١٣

مُردے جی اوٹھتی ہین یہ تاثیر ہی آواز مین
آپکی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین

ایک ہو جاتا ہی سُر تارونکا جیسے ساز مین
مل گئی آواز میری آپکی آواز مین

لب جو عیسی ہین صفت مریم کی ہی انداز مین
سبزۂ خط خضر ہے داؤد ہین آواز مین

خالی خالی دو قدم ٹہلے روش پر باغ کی
پای نازک بہر گئے مشق خرام ناز مین

بات کا کرنا تعجب ہی دہن معدوم ہے
ڈہنگ ہاتف کی صدا کا ہی تری آواز مین

میری نامی سے کبوتر کے نہی حیرت ہوئی
ضعف کا مضمون تھا صف ہو گئی پرواز مین

توسن عمر روان کاٹے جو عرصہ زیست کا
گور کے تعویذ کی ہیکل لگا دون ساز مین

شعلۂ آواز پر ہم سینک لینگے آنکھ کو
دیکھین کیونکر چھپتے ہو تم پردہ ہای ساز مین

تھر کا بنگلہ کٹوری پر ہے اوس صیاد کی
درد گانی مین بھرا ہی درد سی واقف نہین
کیا سنین گا نارسائی طایر دلکی نہین
گر میان گانے کے پردہ مین کہانی یار نی

آ گئی انگیا کی چڑیا چنگل شہباز مین
آپکے دل مین نہین جو کچہ کہ ہے آواز مین
اوس نہال حسن کی کھٹکا جو ہی آواز مین
شعلۂ آواز بھڑکا پردہ ہاے ساز مین

۱۱۰
سامری کا چشم کے جادو سی بس چلتا نہین
لب کو عیسیٰ پر بھی عاشق فوق ہی اعجاز مین
۲۰

برگ گل تر سبزۂ گلشن مین پڑی ہین
یا پوشش مین عکس آپکے ناخن کی پڑی ہین
خورشید سی سو بار مری داغ لڑے ہین
کہلوائی کمر کون سفر پیر وہ اڑے ہین
آتا ہی جواب ارنی دیکھیے کب تک
تار رگ جان چاہیے اون نرم لبون کو
میرے تن پر داغ کو گلزار بنایا
جو رنگ کہ ہے چار عناصر مین جدائی
تکیے مین ہوا جوش جنون سی مرا مسکن
سر پر شب فرقت کی بلا روز کھڑی ہے
اکسیر کی بوٹی ہی گل داغ جنون کیا
کچہ صرف بھی لازم ہی اگر جمع کرے مال

یاقوت کی نگ کسنی زمرد مین جڑے ہین
ہیرے کی نگینے ہین کہ تیغے مین جڑے ہین
مقدار مین چہوٹے ہین حرارت مین بڑے ہین
دو ہاتہ مین رکھتا ہون وہ گردن مین پڑی ہین
موسیٰ سے بہت طالب دیدار پڑے ہین
بالے بھی ترے کان مین سونے کی کڑے ہین
گل کہانے سے کیا آپ ہنسی پہول جھڑے ہین
کیا نیمچہ ابرو سفاک پڑی ہین
بیڑی کے عوض پاو مین قمریونکی کڑی ہین
زلفون مین ادلجہنے سی کبھیری مین پڑی ہین
ہتکڑیان نہین ہاتہ مین سونے کی کڑی ہین
زر لیکے گل آتے ہین خزانے جو گڑے ہین

پہنا ہے اگر تمنے وہان طوق جڑاؤ
بیڑی مین یہان رو کی لہو لعل جڑے ہین

حیرت ہے مجھے مردمک چشم صنم سے
تصویر سے بنے کاتب اعمال کھڑے ہین

طول شب فرقت کی کرین کس سے شکایت
شب ہے وہی ایام مصیبت کے کڑے ہین

سمجھا ہین دم قتل گل کفش جو دیکھے
ابرو کی سپر وہی سپر یہ دو پہول جڑے ہین

دم ہونٹون پر اپنا ہے جو ہوتی ہین ترش آپ
جلتے ہین نہ مرتی ہین کہٹائی مین پڑے ہین

تلخی گئی ساقی تری شیرین سخنی سے
میخانے مین جتنے ہین سبو رس کی گھڑے ہین

گویائی جو فوارون مین ہوتی تو یہ کہتے
سرکش ہین خزانے کی حفاظت کو کھڑے ہین

۱۰

ہمراہ جنازے کے وہ گو آئے بھی عاشق
ہے دبیر جو گڑنے مین تو غیرت سے گڑے ہین

۱۱۱

دبلاپے مین کبھی قدم انسے بڑہے نہین
چیونٹی کے پاؤن مین مرے موزے چڑہے نہین

مجنون سے نام عشق مین اس سے بڑہے نہین
ہم ضعف سے کسیکی نظر پر چڑہے نہین

مصراع قد کو سمجھے نہ ابرو کی بیت کو
جاہل بھی ایسے ہین کہ الف بی پڑہے نہین

لیجاتی ہین یہ چاہنے والون کو کھینچکر
سیماب کی کوئین ہین زنخ کی گڑہے نہین

اکثر بلند طبعون کو بھاتی ہے سادگی
اطلس مین آسمان کی بوٹے کڑہے نہین

غافل نہین تو دیکھلے سختی کو قبر کی
مردون کے استخوان بھی خالی گڑہے نہین

پندار اپنی حد سے سوا کیا ضرور ہے
گرنے کا ڈر نہین کہ ہم اتنا چڑہے نہین

غربت مین بار اُسی نہوے بار دوش غیر
اوٹھے سبک کہ چار کی کاندہے چڑہے نہین

بہت گرجکر زمین کا دریا اوتر گئے
کب بام عرش پر مرے نالے چڑہے نہین

۱۱۴	عاشق کی بات کاٹ کے کہتے ہین بات سے کہتا ہون کوئی تیغ زبان پر چڑھے نہین	۲۳

باندھے ہین رنگ وصل کی شب بات بات مین
بہتیرے سانگ لائے وہ تھوڑی سی رات مین

ابرو مین بل ہنسی مین کنایہ نگہ مین کج
کاکل مین پیچ بات نکلتی ہے بات مین

مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروس
چھٹرواؤن آسمان کی چرخی برات مین

مُردے جلائے اوسنے اشارے سے آنکہ کے
ایسے کہان حباب ہین عین الحیات مین

بوسے متاع حُسن سے دیجے نہ غیر کو
کچہ غیر مستحق کا نہین اس زکات مین

خیمے سے بات کر نہین سکتے جو خوف سے
شقے مین حال لکہ کے لگا دو قنات مین

میری ہوا بندھی جو وہ بلقیس ہو عروس
لیکر جلوس آئین سلیمان برات مین

صحت کا نقش عشق کا بیمار کیا لکھے
خانہ ممات کا ہے دہان دوات مین

دو دن پہ آپ وعدۂ فردا نہ ٹالیے
ہوتی ہے صبح حشر یہان ایک رات مین

بنتا ہے قتل نامہ جو لکھو کسیکو خط
پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دوات مین

قاصد کے ہاتہ مین نہ دیا خط کو رشک سے
کُرتی کا اونکی صوف پڑا تہا دوات مین

بوسے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے
لطف حیات خضر ملا ایک رات مین

ہے رشک خضر خط تو زبان غیرت کلیم
عیسی خجل ہین لب سے جلائے ہین بات مین

اوس سرو مہر کے لب و دندان سے ہے یقین
سرسبزی زنخ جمائی ہے آب حیات مین

سمجھا مین زیر لب نکل آیا جو خط سبز
رہتے تھے خضر چشمۂ آب حیات مین

لذت جدید مین ہے کہ حادث جہان ہوا
ہمنے تو رنگ قدر نہ پایا ثبات مین

آئینہ بدن کو نہانے سے ہے جلا
گاتی جو بانہی حسن ہوا اوُر گات مین

سیارگان ہفت کے دورے گذر گئے
دیکھا اثر نہ ایک کا بھی ہمنے سات مین

ہوتے ہین بوسۂ لب شیرین سے تلخ کیون
کیا ہمنے کوئی زہر ملا یا نبات مین

تیلی برنگ قبلہ نما پہر نہین پہری
ایسا جو آنکھ پر پچھٹرہا کائنات مین

اندہا ہے خود دکہائے اگر جوہر آئینہ
ثابت ہے نقص ذات ظہور صفات مین

ڈورے کو نور تن کے نہ دانتون سے کہولیے
بازو کی مچھلی جائے نہ آب حیات مین

۱۱۳

جب مر گئے کسیکو کوئی پوچھتا نہین
عاشق سے چھٹے نہ گوشۂ غزلت حیات مین

۱۶

گردش مین شعلۂ آواز کو دو تانون مین
بجلیان ڈالدو زہرہ کی ذرا کانون مین

جان آدم جو بہری ساقی نے پیمانون مین
روح قالب مین گئی جان پڑی جانون مین

ورد تسبیح پر ایسا کیا اوس ماہ کا نام
زنگ سیارون کا گردش سے ہوا دانون مین

بلیۂ علم و ہنر بادیہ گردون مین ملا
گنج بہی ہاتہ اگر آیا تو ویرانون مین

کہین پڑ رہے جن کا ہے سایہ تری دیوانی پر
پھر گئے آکے سلیمان بہی پریخانون مین

تمکو غرہ ہے عبث آئنۂ زانو کا
آئنہ خانہ سے بنے بیٹھو جو حیرانون مین

کان رکھکر جو سنو تم تو یہ پہونچے آواز
میری فریاد کرن پہول بنے کانون مین

متفاوت ہین حسینون کے جو خال و خط رخ
رسم خط ایکسا ہوتا نہین قرآنون مین

اوس نہال چمن حسن نے پہنی محرم
کہتے ہین رکہتے ہین نارنگیون کو پانون مین

گاڑ دیجے تو فقط آگ کا عنصر ہے بجا ہی
روح پڑ جاے بنی جان کہ انسانون مین

نالۂ گرم سینہ پر داغ مین ہین طائر دل / بلبلین چہچہے کرتی ہین گلستانون مین
لب جان بخش سہی گا گر کبھی مردون کو جلاؤ / کہینچ لو روح کو قالب سے کبھی تانون مین
تیر اس درجہ ہوے میری لہو کی پیاسے / آب اپنی ترک ذرا بہی نہین پیکانون مین
نور پر ہے جو چراغ ایک یہان جو ہات ہے / یہ سمجھو انجم کا نظر آتا نہین شانون مین
ہنسلیان پہنی ہین مینت کی حسینون نے عبث / ہنسلیان ڈہانک کی خلقت کی گریبانون مین

۱۱۴	قتل عاشق ہوا عکس مژۂ ساقی سے موج مے خنجر بران ہوئی پیمانون مین	۱۷

یہ فائدہ ہی جو کسب کمال کرتے ہین / غنی فقیر سے آکر سوال کرتے ہین
کوئی سبب ہے جو دل پائمال کرتے ہین / یقین ہے کہ وہ کچہ مجہسے چال کرتے ہین
لہو رولاتے ہین دکہلا کے تیغ ابرو کو / یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہین
ہمارے ہاتہ سے کرتے ہین آپ نقل مکان / قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہین
اونہین پسند نہین طاعت ریا آمیز / کہلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کرتے ہین
وہ خاکسارون سے اپنی شراب خواری مین / عبث کلام کلال وملال کرتے ہین
حریر پردۂ چشم پری پسند آیا / نقاب چہرۂ حور اجمال کرتے ہین
زبان تیغ سے پہر دیجیے جواب انکو / دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہین
طلب نے اہل غرض کی کیا تہا زیست مین تنگ / فرشتے قبر مین آکر سوال کرتے ہین
عوض مین ہاتہ کی لازم ہے پاؤن پہیلانا / نہ اونسے مانگ جو رد سوال کرتے ہین
چبا چبا کے گلوری خموش بیٹھے ہین / زبان اس سے یہ گلفام لال کرتے ہین

فقیر ہو گئے یکتا تھے جو زمانے مین
جواب دیتے ہین اعضا عبث بڑہاپے مین
دکہا کے دانت نکالی ہی روح قالب سے
گہٹا یا بدر کو نقص زوال ٹھہرا کر
خیال وصل کا اب دل مین خون ہوتا ہی

جواب جنکا نتہا وہ سوال کرتے ہین
شباب کا تو نہین ہم سوال کرتے ہین
ہمارے رشتۂ جان سی خلال کرتے ہین
تمہین بڑہاتے ہین کیا ہم کمال کرتے ہین
وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہین

١١٥	بہت سا کہیل چکے اپنی جان پر عاشق پہر آپ عشق بت خردسال کرتے ہین	٢٤

رشک پری ہو غیرت حورا ہو شان مین
کہدون تصور طبع سی کرسی کی شان مین
عیسیٰ وہ ہین جلائین ہزارون کو آن مین
رشک پری ہو بدر سے بالا ہو شان مین
رخسار پر ہے عکس کہ تارے ہین چاند مین
مٹی اوڑائی ہمنے ترے در کی اسقدر
کیون تم گلوریون کو بساتی ہو عطر مین
پہینکون جو تیر آہ ترازو ہو چرخ مین
رحمت ہی دود آہ دل دردناک کو
تیوری چڑہی ہی تیر نگہ کیا لگاؤ گے
آبی دوپٹا اوڑہ کے سوتی ہین صبح کو

ایسا حسین کون ہی دونون جہان مین
یا چرخ پر ہے یا ہے تمہارے مکان مین
موسیٰ وہ ہین ذرا نہین لکنت زبان مین
تمسا نہین ہی کوئی زمین آسمان مین
تجلی جو بہنی آپ نے ہیرے کی کان مین
نعمت کی بدلی خاک ہی گردون کے خوان مین
انگیا کے پان رکھدو ذرا پاندان مین
پایا بہت نہین ہی زمین آسمان مین
چہت نیند ہ گئی ہے ابر کی سارے مکان مین
بل پڑ گئے ہین لاکہون ابہی ہی کمان مین
لو آفتاب آج چھپا آسمان مین

سینے پر آج زلف کو بکھرا کے کہتے ہین
ہمنے رگین بنائین ہین انگیا کی پان مین

مجھ زار نے جو ہاتھ شب وصل رکھدیا
دہوکا او نہین رگونکا ہی انگیا کی پان مین

مٹی ملی ہے رزق جو مانگا زمین سے
نعمت کے بدلی زہر ہی گردونکی خوان مین

جلتا ہون دل ہی دل مین نکد رہی یار کے
گودی کی جا ہی خاک مری استخوان مین

ثابت قدم رہی تری الفت مین اک ہمین
تھا کون جو نکل نہ گیا امتحان مین

مژگان وہ گھورنے مین جو ابرو سے مل گئی
ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان مین

چھوڑو نہ مار زلف شب ماہتاب مین
کاسہ بہرا ہے دودہ کا گردونکی خوان مین

مطلب ہو شعر مین تو فصاحت ہے کام کی
معنی بیان سے آئین نہ معنی بیان مین

پوشاک کو جو موجۂ آب رواں کہون
جفتے پڑین چنے ہوی کرتی کی شان مین

سوز غم فراق سے منہ زہر ہو گیا
جسطرح تپ سے ہوتی ہے تلخی زبان مین

تجھے اوس مژہ کے تشنۂ دیدار ہیقدر
سا ہی کی طرح پڑ گئے کانٹے زبان مین

پلکون پر اشک ہین در دندان کی یاد مین
جہالر لگی ہی موتیون کی سائبان مین

۱۱۶
تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب
افراط لطف کی نہین آتی بیان مین
۱۷

اور جان بخشی ہو کیسی قاتل بی پیر ہین
ہو رحم اک دم مین جینو ٹی نبگیا شمشیر مین

جب نقاہت سے جھکا سر شکر کا سجدہ کیا
ضعف نے مسجد بنا دی خانۂ زنجیر مین

وحشت گردی کی اذیت مٹ گئی سب قید مین
بعد مدت پاؤن پہیلے خانۂ زنجیر مین

پاؤن میرے پاؤن پر رکھتے ہو آ کر قید مین
شمع روشن کرتے ہو تم خانۂ زنجیر مین

بیڑیاں ہیں تنگ میرے پاؤں سوجے ہیں بہت
رہ شکل سی ملیگی خانۂ زنجیر میں

ای پری رونق مکانکی دیکہیں ہوتی نہیں
کوئی دیوانہ بسا دو خانۂ زنجیر میں

باڑہ پر قد ہی دکھادو تیغ ابرو کا بھی گھاٹ
غرق عالم کو کرو آب دم شمشیر میں

ماہ نو کر پیٹ مین دیکہی جو تارے کی جھلک
مین یہ سمجھا پڑ گیا چھالا تری شمشیر میں

ایک تلوار اوڑا اے قاتل لگا مجروح کو
اب فقط اٹکا ہی دم میرا دم شمشیر میں

تیغ ابرو تک اگر ہو دسترس تو جہیں لیں
ہاتھ ڈالیں کسطرح قبضہ نہیں شمشیر میں

سلسلہ اونکی سخن کا مختصر ہوتا نہیں
زلف کی مانند بل ہیں پیچ ہیں تقریر میں

نقش ہی سطح ہوا پر جسم کا ہیدہ مرا
بستر غم مل گیا ہے کاغذ تصویر میں

ہجر میں دیکھا اگر پڑ ہی بہی تیر شہاب
تیر میری آہ کا ہو گا ترازو تیر میں

اعتبار اب آپکی لکھی پڑہی کا اوٹھ گیا
کرتے ہو انکار جو اقرار تہا تحریر میں

بعد مرنیکے اگر آہیں کریں جنت میں ہم
خلد دوزخ ہو وبال آ جای جوئی شیر میں

ہونٹوں سی خنجر کے قبضے کو جو چوما بعد قتل
جڑ دیے یاقوت کیا رنگین تمنی شیر میں

۱۱۷	بے زبانی کا پتنگوں کی پڑا عاشق پہ صبر رہ گئی کٹ کر زبان شمع بھی گلگیر میں	۵۱

خامشی میری ادا ہوتی نہیں تقریر میں
میری حیرت کھنچ نہیں سکتی مری تصویر میں

ناتوانی سے ہی کثرت نالۂ شبگیر میں
کہتے ہیں بڑھ جاتی ہے قوت زبان پیر میں

قید خانے سے کبھی نکلی نہیں آواز بھی
کیا کڑے دن ہیں بسر کی خانۂ زنجیر میں

بنگئے پتھر کے وہ کڑیاں اوٹھائیں پیر کی
ہے نشان میرے قدم کا خانۂ زنجیر میں

عمر گذری گنتی گنتے سکۂ داغ جنون — کسقدر دولت گڑی ہی خانۂ زنجیر مین

مر گیا کل قید مین جو تہا ہوا دار آپکا — آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر مین

دہجیان عریان تنی ہین جب میری ہاتہ آئین — پوست پنڈلی کا لپٹا حلقۂ زنجیر مین

پاس ابرو کی دل سوزان پہنسا ہی زلف مین — لٹکی ہی قندیل محراب حرم زنجیر مین

جوش وحشت سی بہار ہی دلکو ہوتا ہی سرور — شیرۂ انگور ہے کیا دانۂ زنجیر مین

مجکو وحشت کی یہ شادی ہی کہ نیند آتی نہین — رت جگا رہتا ہی شب کو خانۂ زنجیر مین

اپنی مژگان کی یہانتک ہیچ کی اوس شوخ نی — پڑ گئے کانٹے زبان شعلۂ تقریر مین

ناتوانی نی مجہے مُردہی کی صورت کر دیا — بند آنکہین ہین زبان ہلتی نہین تقریر مین

کاٹ دیتی ہین ہماری بات کو وہ بات سے — صورت مقراض چلتی ہی زبان تقریر مین

شمع کو نسبت نہین کچہ قامت دلدار سے — جل گئے لاکہون پتنگے شعلۂ تقریر مین

کوئی قاتل ہین عجب صورت ہی کاٹا زیست کی — سایۂ دیوار مین یا سایۂ شمشیر مین

ہمنی عالم مین نہ دیکہی تیغ ابرو کی پناہ — ہی سند اس بات پر قبضہ نہین شمشیر مین

تیغ ابرو سے دہراتی ہین بہت مریخ کو — آنکہ تارے دیکہتی ہے سایۂ شمشیر مین

کٹ سکا جب نہ میرا صدا تیوری چڑہ گئی — سخت جانی سی مری بل پڑ گئی شمشیر مین

دشت گردی مین جو آیا تیغ قاتل کا خیال — آگئی دم لینے کو وحشی سایۂ شمشیر مین

اشتعال آگ کا فقط سوز درون محتاج تہا — رال بنکر اوڑ گیا شعلہ شمشیر مین

غیر ممکن ہے ہٹے دہبّا تمہاری تیغ کا — ملگیا میرا لہو آب دم شمشیر مین

تیغ قاتل کہینچتے ہی کیا آنکہ احول ہو گئی — دو نظر آتا ہون مین آئینۂ شمشیر مین

دانت وہ تلوار سی لیتی ہین مین حیرت مین ہون — موتیون کی کان ہی آب دم شمشیر مین
جسم لاغر ہی بہت تلوار کاٹیگی کسے — غرق ہین ہوجاونگا آب دم شمشیر مین
سیر دیکھو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے — مچھلیان چڑہ جائینگی آب دم شمشیر مین
پہلے سی ناسور تھا دلکو لب معشوق کا — اوس کمان ابرو نگا یا ہون تلاش تیر مین
زلف کی حلقے سے جہانکا جسکو زخمی کر دیا — ہو گیا اس پیچ سی بالا بالا کا تیر مین
قتل ابرو سی کرو بدلے نگاہ تیز کے — نسبت شمشیر ابرو قاتل خطا ہی تیر مین
مر گئے پر خاک کو کر دینگے تودہ مین شریک — جا ہی پیکان دل لگا دینگے کسی کی تیر مین
کٹ گیا حسرت سی وہ جسکو سری ہی چہو گئی — بچ گیا پیکان سی تو ہی کاٹ چوب تیر مین
کانپتا ہی دور مین کس درجہ جام آفتاب — ہی مرض رعشے کا دست آسمان پیر مین
کیا گرفتار کمند موت ہوتے ہین جوان — آسمان کرتا ہی عیاری لباس پیر مین
جب سُنی فریاد میری ہونٹھ چاڑی یار نے — کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاثیر مین
زہر غم تہا کر تبونکا اس سی مین مرتا نہین — طالب حکم خدا ہے ہر دوا تاثیر مین
دیکھ کر ہمکو جو اونسے ہاتہ منہ پر رکہ لیا — سمجھے آئینہ لگا ہی یار کی تصویر مین
کیا نزاکت ہی کہ بار رنگ اوٹھ سکتا نہین — جنبش لب دیکھتے ہین یار کی تصویر مین
بڑہ کے کہینچا ہی کسی نی اوس سے بہی ہنساں کو — ہی تپا موئے کمر کا یار کی تصویر مین
اپنے جامی سے ہین باہر جب سے دیکہی ہی شبیہ — جان پریون کی لگی ہی یار کی تصویر مین
صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہی — آپ نی دہبا لگایا چاند سی تصویر مین
دیکہی حسن رخ جانان مری اشعار مین — صنعت اعجاز مصحف کہلتی ہی تفسیر مین

ہو سفید ایسا لہو دنیا کا جب کوہ کن
آہ شیرین سے ابال آیا نہ جوئے شیر مین

روز اول سے ہر اک انسان کو ہے فکر معاش
چوستا ہے طفل انگوٹھے کو خیال شیر مین

خط رخ دلدار پر دیکھا تو حیرت ہو گئی
متن قرآن سے بہت اعجاز ہے تفسیر مین

میرے رونے نے گرایا قہقہا دیوار کو
آہ پر غم کی تو سوکھی زعفران کشمیر مین

بدر کو نسبت چہارم کی نہین اوس ماہ سے
حسن صورت مین صفا مین ننگ ہین تیغ پر مین

وصل کی کیا رات کاٹی مین بہی آخر ہو گیا
ذبح کر ڈالا موذن پہلی ہی تکبیر مین

بچپنے مین وہ طبیعت تہی سبق کا ذکر کیا
صاف پڑھ لیتے تہے وہ لکہا ہے جو تقدیر مین

حال لکہتا تہا جو مجہ رنجور کی فریاد کا
درد پیدا ہے صریر خامۂ تقاریر مین

ناتوانی کا مری احوال لکہکر رہ گیا
اب روانی بہی نہو گی خامۂ تقدیر مین

پہیر دی تلوار اوسنے حلق پر منہ پہیر کے
وقت آخر اتنی گردش تہی مری تقدیر مین

١١٨

کس سے عاشق درد فرقت کا بہلا شکوہ کرون
ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین

٩

زلفین قاتل کی نہین زنجیر ہے زنجیر مین
عکس ابرو تیغ مین شمشیر ہے شمشیر مین

چاند سے ماتہے کو چمکایا بہت افشان نے
بند آنکہین ہو گئین تنویر ہے تنویر مین

آنکہ کی پتلی جو آئینے مین دیکہی یار نے
ہو گیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین

اوڑھکر رومال کرتا ہے وہ سیر چار باغ
تو چمن مین ہے چمن کشمیر ہے کشمیر مین

پیچ مین زلفون کے دیکہو میرے دل کے پیچ و تاب
سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین

سرخ حبش پہر بہت مین تو لیتے ہین تیغ کو
قتل نامہ کسکا یہ تحریر ہے تحریر مین

آہ سوزان

آہ سوزان نی کیا ہی خاک کوئے یار مین
اب مرا سیماب دل اکسیر ہے اکسیر مین

میری تیری ہو شبیہ اکجا تو یون ہو جائی وصل
یہ بہی کہنے کو نہو تصویر ہے تصویر مین

۱۱۹

سینۂ زخمی مین عاشق کے دل مجروح ہے
کہتا ہی وہ ترک یہ نخچیر ہے نخچیر مین

۲۷

جو لطف وصل نہین تو غم زوال نہین
شب فراق سہی بہتر شب وصال نہین

وہ بدر ہی کہ کسیوقت مین ہلال نہین
وہ آفتاب ہی جسکو کبھی زوال نہین

خرام کبک نہین یہ رم غزال نہین
کسی مین تیری سی انکھیایونکی چال نہین

سوال وصل ہی جاگیر کا سوال نہین
علاقہ ہمسے جو رکھو تو کچہ محال نہین

عطا کو ہاتہ سبنے ہین طلب جلال نہین
مکان شکر دہن ہی در سوال نہین

تم اپنی شغل غنا مین ہو کچہ خیال نہین
ہر ایک صوفی کا ہی قول ہم مین حال نہین

ہماری رنگ ہٹانی کو کھیل سمجھے ہو
اوٹھا دو بزم سے ہمکو وہ کوئی چال نہین

ہمین رولانی کو چھپتی ہین آپ کوٹھے پر
عروج ماہ نہین فصل برشکال نہین

عجیب بات ہی سیتے ہین بز زبانونکی ہونٹھ
دہان زخم تو کچہ قابل سوال نہین

مری کریم ہر اک وقت بندہ عاجز ہے
غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہین

سزا دوام کا سرکار عشق مین پایا
جسے عروج ہوا پھر اوسی زوال نہین

بنا و شوق سے گھر میری خانہ دل مین
عسس کو دخل نہین ہمین کو توال نہین

ہزارون دوڑتی ہین آپکی سواری مین
مجہی سی کہتے ہو چہرہ ترا بحال نہین

نگاہ سے کہنی سے میری نہ زلف کو اوٹھی
یقین سب کو ہوا اس سے بول چال نہین

غرور زندگی استغفار بیجا ہے
جو آپ گلے سال تھی زندہ وہ اگلی سال نہین

کھرے ہین سب سے ہمین گو کہ زر نہین رکھتے
سیاہ قلب ہین کھوٹے ہین غیر مال نہین

چورا ئے سی بھی یہ مضمون کم نہین ہوتے
کنوز فکر مین پیدا ہے جمع مال نہین

چلین ہین غیر کی گھر پوچھتے ہین لطف خرام
بہت ہی آپ ہین گمراہ خوب چال نہین

ہمین نہ آئینگے کیا آپ ہمسے اوڑتی ہین
کچہ آپ حور شمائل پری خصال نہین

شراب چھوڑکے خون جگر پیون زاہد
جو وہ حرام ہی یہ بھی کہین حلال نہین

جو خط مین یار کو لکھا ہی شوق بوسۂ خال
جواب لایا کبوتر تو وہ بھی خال نہین

تمہاری حسن مین یوسف کی حسن مین ہے یہ فرق
عزیز جان ہی یہ سوداگری کا مال نہین

زمین شعر سے پایا خزانۂ مضمون
کسیکی ملک نہین یہ کسیکا مال نہین

بسا ہی اس دل ویران مین عشق سیمین تن
خراب ہی وہ خرابہ کہ جسمین مال نہین

وہ سیمتن کبھی حمام مین نہین آتا
عجب طرح کا خزانہ ہے جسمین مال نہین

دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے
مرے نصیب مین عنبر سری بھی شال نہین

۱۲۰	پسند طبع خلائق اگر نہو عاشق یہ فن شعر ہمارے لیے کمال نہین	۱۵

نہ آتے ہین نہ بلواتی ہین ہم جی سی گذرتی ہین
ابھی نادان ہین کمسن ہین شرماتی ہین ڈرتی ہین

سما جاتی ہی کیسی خودنمائی جب سنورتی ہین
کھڑی ہوکر اکڑتے ہین جب آگے پاؤن دھرتی ہین

اونہین وسواس ہوتا ہی جو ہم کہتے ہین مرتی ہین
سر اپنا کاٹتا ہون مین وہان صدقے اوترتی ہین

چڑاتی ہین وہ سب ہمسے اکتا ہم جی سی گذرتی ہین
جلا سکتی نہین ہمکو مسیحائی پہ مرتی ہین

لگاتے ہین اگر سرمہ کہٹک سی نیند اوڑتی ہے
جو بل دیتی ہین زلفون کو تو خود ستی ہین ڈرتی ہین

چلے جاتے ہو کیا پرواہی کسکی جان جاتی ہے
سسکتے ہین کبھی غش ہین کبھی جی سی گذرتی ہین

نہین آتا مقابل شرم سی اوس روی روشن کے
فلک پر چاند چڑہتا ہی وہ کوٹھی سی اوترتی ہین

وہان تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتے
تری نازک مزاجی سی عذر کرتی ہین ڈرتی ہین

زبان سے جو نہین کہتی ہین وہ کچہ کر ہی گذرینگی
کسی دن آزمایش اونکی ہو تم پر جو مرتی ہین

برا ہو سخت جانی کا کہ وہ سنکر یہ کہتی ہین
غلط ہی جہوٹ ہی مدت سے ہم سنتے ہین مرتی ہین

سر رہ منتظر بیٹھے ہین آمد ہی سواری کی
ادہر سی وہ نہ گذرینگی تو ہم جی سی گذرتی ہین

لبون پر جان اٹکی ہی تمہاری ترش روئی سی
کہٹائی ہین پڑی رہتی ہین جیتی ہین نہ مرتی ہین

ہزارون استخارے ہین ہمارے گہر کو آنی پر
وہ گہبراتی ہین کیا کیا وسوسی دلمین گذرتی ہین

زبان پر حرف رخصت ہی کسی کی جان لیجیگا
ابہی مر جائینگی کچہ کہا کہ ہم کیا آپ کرتی ہین

۱۲۱	پریشان حال ہی عاشق مگر اونکی بلا جانے وہان چوٹی مین کنگہی ہی کبہی پٹی سنورتے ہین	۱۶

صورت ہی نہین دیکہی جانان کسی کہتے ہین
آئینہ رخ ہے کیا حیران کسی کہتے ہین

کب کشت امید اپنی سرسبز ہوئی ای دل
اک آگ برستی ہی باران کسی کہتے ہین

کیا دیدہ انجم سے تم آنکہین لڑاتے ہو
پتلی یہ نہین رکہتی مژگان کسی کہتے ہین

سوجون کی زبانون سی آنسو مرا تبلایا
پوچہا جو سمندر سی طوفان کسی کہتے ہین

جز روی کتابی ہم ایمان نہین لاتے
صورت سی نہین واقف قرآن کسی کہتے ہین

دیکہی نہ مہ طلعت [illegible]
[illegible] کسی کہتے ہین

دوزخ سی بچا لینا جنت کا پتا دینا
مالک ہو وہان کے تم رضوان کسی کہتے ہین

رندی جسے کہتی ہین بے قید ہی یہ مذہب
دیوانے نہین واقف زندان کسی کہتے ہین

اپنا وک مژگان سی غربال ہی دل جسمین
کانٹا بہی نہ کہٹکا تہا پیکان کسی کہتے ہین

ہین شوق شہادت مین قاتل سی یہ کہتا ہون
خنجر تو ترا دیکہا بُرّان کسی کہتے ہین

کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ پہچانا
جنت سی نہین واقف رضوان کسی کہتے ہین

زلفون کی محبت ہی زنجیر کی کیا حاجت
جب گہر سی نہ نکلے پہر زندان کسی کہتے ہین

جب کہیل گئے جی پر پایا خم گیسو کو
گو تمنے نہ تبلایا چوگان کسی کہتے ہین

کہتا ہی مسی ملکر وہ آئینہ رو ہمسے
تبلا دون سر مجلس حیران کسی کہتے ہین

جز زلف و خط جانان واقف نہین دنیا مین
سنبل کسی کہتی ہین ریحان کسی کہتے ہین

۲۸	یہ بندہ نوازی کے اوصاف نہین دیکہے جز شیر خدا عاشق سلطان کسی کہتے ہین	۱۲۲

گل مین ہی رنگ تن دلدار لیکن دل نہین
بے نمک ہی چہرۂ خورشید اوسپر تل نہین

کیون نہ مجنون ہون کہ پہلو مین ہمارے دل نہین
سینۂ خالی ہی محمل صاحب محمل نہین

دہوپ سے تمتما گیا ہی رنگ لیکن تل نہین
کون کہتا ہی کہ دنیا مین مس لاطل نہین

جانتا ہون سحر چشم یار کو باطل نہین
عیسی لب کا ہون عاشق موت کا قائل نہین

جان دینا رشک سی آسان ہی مشکل نہین
تن سی میرا سر جدا کر پر کسی سے مل نہین

کونسا دن ہی نہین آفت کا مجکو سامنا
کونسی شب کو بلا سر پر مرے نازل نہین

سحر گو جانین فرشتے پر رسائی ہی محال
یار کا چاہ زنخدان سے چہ بابل نہین

ساکاک شہرِ خموشان ہون ملی کیونکر بتا
رنگ اپنے قافلے مین ہی پراو مین دل نہین

دستِ وحشت سے اگر جا ہون الٹ دون کوہ کو
سنگ تعویذ لحد کچھ ایسی بھاری سل نہین

پر خطر ہی قبر تک دنیا سے کیا راہ عدم
دم نہین لیتے کہین ٹہیکا نہین منزل نہین

نیک نامی سے ہے لٹا دو دولتِ دیدار کو
مثل قارون فائدہ کیا مال سے جب دل نہین

آفتابِ داغ سودا کا عجب اشراق ہے
کوہ و صحرا کوئی مجھ مین یار مین حائل نہین

اپنے دل کی ہاتہ سے مین جان سے بیزار ہون
دیکھ لینا ایکدن یا مین نہین یا دل نہین

سخت جانی سے نزاکت سے نہایت بیر ہے
لاکھ مجھپر تیغ وہ کھینچے مرا قاتل نہین

آب تیغ تیز دکھلاتے ہین مجکو دیکھکر
تشنۂ دیدار ہون پانی کا مین سائل نہین

آمد شامِ شبِ ہجران بھی ہمنے دیکھ لی
جسقدر دہشت تہی اوتنا اضطراب دل نہین

ہاتہ قابو مین نہین اللہ ری رغبت حسن یار
یار سوتا ہے مجھے شک ہے کہ وہ غافل نہین

مرغ دل کو کیا نشانہ کیجیے گا دور سے
دیکھیے محرم کی چڑیا پاس ہے بسمل نہین

روز ہمسے روٹھیے غیرون سے ہو پیغام وصل
ہفت مین دین جان کو ایسا بھی بیدل نہین

جب نگاہ گرم سے دیکھا دہک اوٹھی زمین
آفتابِ صبح محشر آنکہ مین ہے تل نہین

میری وحشت کی فسانی سے ہوی بدنام آپ
مین تو دیوانہ ہون لیکن آپ بھی عاقل نہین

قد خمگشتہ سے میرے کیون چرایا آنکہ کو
آپ کا ابروی کج کیا چشم پر مائل نہین

قدر مسک کو سوا ہے جان سے بہی مال کی
باغ مین دیکھو گلون کے پاس رہے دل نہین

ہے محیطِ آسمان کی شکل یکسان ہر طرف
میرے بحر اشک طوفان خیز مین ساحل نہین

عشق بازی کی ہوس پیری مین باقی رہگئی
وہ جوانی اب نہین وہ حوصلہ وہ دل نہین

دل جلا ہی اونکی حرف تیز طعن آمیز سے | یہ کباب ایسا ہی جسکو حاجت فلفل نہین
جی مین ہی دامن پکڑ کر یار کا مر جائیے | اڑ رہا ہان گھر مین رگڑنی سی تو کچھ حاصل نہین

۱۲۳

کب کسی شاعر کا قبضہ ہے زمین شعر پر
عاشق اسکا کوئی ہستا جر نہین قائل نہین

۲۲

خواہش گلشن نہین حورون سے ہی نفرت ہمین | زاہدا حاصل جو ہو جائے تری جنت ہمین
شام سے آج آ و کل تک کی نہین مہلت ہمین | صبح تک بچنے نہ دیگا یہ غم فرقت ہمین
کہو ئیگی نخوت تمہین بخشا ئیگی وحشت ہمین | زاہدو دوزخ مبارک ہو تمہین جنت ہمین
سجدے کرتی ہین انہین جبتک کہ ہی رغبت ہمین | بت بھی بندہ سمجھی ہین اللہ کی قدرت ہمین
ابر آئی ہی نخھی تا سب غم فرقت ہمین + | سینہ بر سے ہین سگئے گہر یار کی رحمت ہمین
کیسے تم سمجھاؤ گے ہوگی اگر نفرت ہمین | حسن بخشا ہی تمہین اللہ نی دولت ہمین
لوٹتی کیون سانپ لیپر یاد زلف یار مین | اژدہا بنکر نگل جاتی شب فرقت ہمین
موت کی ہچکی لگی پیتے ہی ای ساقی شراب | قلقل مینا ہوگئی گو بس دم رحلت ہمین
کوہ قاتل کا پتا لگ جائیگا کچھ ڈر نہین | شوق ہوگا راہبر لیجائیگی ہمت ہمین
عشق میں ہر نام کی تھی بھول جاتے ہین سبق | تختیان پڑتی تھین طفلی مین اسی بابت ہمین
در دوزخ وہان حرمان ذرا وقفہ نہین | ایک لمحہ اک گھڑی اک آن اک ساعت ہمین
پاؤن پھیلا کر نہین سوتے کبھی آرام سے | ہاتھ صحت نے بھی کھینچا پا کر نا طاقت ہمین
سمے پرستی ہی ہماری جیسا زاہد ہی کباب | کیا جلے دل مین وہان بھی جو ملی جنت ہمین
وہ عین ہین دے لمین قصد عیش تک ہوتا نہین | بھول جاتی ہی نماز عید کی نیت ہمین

زاہدون کو اوسنی ہر بھر کر دی جام شراب
اور مسیحا کو اگر منظور ہو سیر چمن
ہاتھ رکھا اور ہر کانپی اگر ہستی مین پاؤن
عدل کی میزان مین کم ٹھہری جو عقبی کی عذاب
اسقدر روشن ہر دل پر داغ غم اک ماہ کا
صبح پیری ہو گئی نکلا نہ ابتک آفتاب
ضعف نی کی جسم کیا تہ دیر قالین کی مثال

دیکھنی ہر آج کم ظرفون کی کیفیت ہمین
نرگس بیمار بھی کہدی کہ ہر صحت ہمین
بو ہمہ ڈالا غیر پر یہ تمنے ہوئی خفت ہمین
باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمین
دشت امین نہ گیا ہر وادی غربت ہمین
سوم کا شاید سمجھتی ہر شب فرقت ہمین
ٹھوکرین کھلواتی ہر کیا کیا تری الفت ہمین

۱۲۴	ایک دن اس خانۂ تن کو بھی ہر ہما شوق شکست جو مکان ٹوٹا ہوا دیکھا ہوئی عبرت ہمین	۲۴

مشغول تین دن ہی وہ سیر چمن کی ہین
پوچھو کہ کھڑی تن پر داغ کا جو حال
شادی ہر بعد مرگ جو وحشت رہی ہمین
موسی نہین جو خوف سی ہم کانپنی لگین
سر کٹ گیا یہ آج سرافراز ہم ہوے
سودای خط یار ملاتا ہے خاک مین
محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان مین
کیونکر نہ استخوان بدن مین شکست ہو
کرتا ہون تھک کے مین ملک الموت سی خطاب

کہدو کہ پہول اک غریب الوطن کی ہین
سمجھون کہ آپ سرو ہمارے چمن کے ہین
سہرہ ہر تار تار جو اب کفن کے ہین
زلفون کی مار سحر یہ ٹکڑے رسن کے ہین
خلعت اونہین ملا ہی جو قابل کفن کی ہین
اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین
خلعت جو بخشتی تھی وہ سائل کفن کے ہین
صدمے فراق زلف شکن در شکن کے ہین
پریشان حال آج غریب الوطن کے ہین

نالے کی طرح کوچہ نے مین رہیگی روح — کشتے ہم اک حسین کی صوت حسن کی ہین

پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شہید کے — محتاج غسل کے ہین نہ طالب کفن کے ہین

غربت مین دشت دامن مادر سے کم نہین — راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین

کعبے مین ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر مین — مردود شیخ راندے ہوے برہمن کے ہین

سودے نے گل کھلاے نہین جسم زار پر — سب داغ بیوفائی اہل وطن کے ہین

کعبے کو غور کر تو بنائے جد پدر ہے — زاہد مقیم سب اسی دیر کہن کے ہین

ہو چاک جیب گل تری کشتی کی سوگ مین — لالے کو داغ غم اسی خونین کفن کی ہین

رنگین ہین طبیعت رنگین سے شعر بھی — سرسبز پہول آج ہمارے چمن کے ہین

دشت جنون ہوا مری وحشت سے سرفراز — دستار خار تار مرے پیرہن کے ہین

راحت طلب جو ہو وہ کرے شکوہ سپہر — خوگردہ ہم مصیبت و رنج و محن کے ہین

پیری ہین عشق ساقی مہوش کا ہے عروج — نشئے ابھی جوان شراب کہن کے ہین

کیسا گھلا دیا شب تار فراق نے — شاید نصیب زاغ یہ اعضا بدن کے ہین

اوٹھی ہوا سے خاک نہ مجھ خاکسار کی — پیاری بہت زمین کو اجزا بدن کے ہین

اکبر کے تھے جو قوت بازو کہان گئے — باقی نشان تک بھی نہین نورتن کے ہین

١٢٥	عاشق بہار گلشن ایجاد دیکھ لی ناپایدار پہول بہت اس چمن کے ہین	١٨

کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہین — کیا ہو سکے مسیح سے بھی کچھ خدا نہین

اے دل جفاے یار مین شکوے کی جا نہین — منظور امتحان ہے وہ بیوفا نہین

دریا بھی کوئی دیدۂ تر سے سوا نہین / چشمے تو کیا ہین ابر بھی یہ گھٹا نہین
نقصان طول زلف ز رخ کا کیا نہین / اندھیر ہے کہ رات بڑھی دن گھٹا نہین
ستون کی رابطے کا سبب کچھ چھپا نہین / یہ رند ہین تو دختر رز پارسا نہین
مصحف جو رخ ہے غیر کو صورت دکھا نہ یار / ایمان ہی نہین جسے مطلق حیا نہین
اچھے بھی ہون تو بخیۂ مژگان یار سے / زخم جگر مین سوزن عیسی کی جا نہین
دکھلاؤن زور دست جنون خاک اہ پری / افسوس ہے کہ گور کی تن پر قبا نہین
ظاہر مین ہے صفائی تو باطن مین ہے غبار / آئینہ رخ ہے آپکا دل مین صفا نہین
حیرت مین ہین یہ تیغ تغافل کے داد خواہ / دم بھر مین لا کہ قتل ہوے خون بہا نہین
شکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہو سکا / کس کام کی دہن ہین کہ جنمین صدا نہین
انسان ہی جو اوس گل خوبی کو ہے گریز / سب کچھ ہے اوسکے باغ مین مردم گیا نہین
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است / فضل خدا سے خوف ہتونکا ذرا نہین
منظور ہو جو وصل تو کچھ منہ سے بولیے / دونون مین ایک بات ہو یا ہان ہو یا نہین
جب ہاتھ باندھتا ہون کہ جنبش نگاہ عین / فرماتے ہین یہ قبضۂ مشکل کشا نہین
کھٹے کیے ہین دانت رقیبون کی لا کہ بار / حاضر جواب ہم ہین کہین چوکتا نہین
بیکس وہ ہین کہ ہم ہی نہوگا فنا کے بعد / مونس نہین رفیق نہین آشنا نہین

۱۵	قدرت خدا کی گل سے وہ بت رام ہو گیا عاشق غنی ہون آج مری پاس کیا نہین	۱۲۶

سب بے حجابی ہین حجاب نہین / عکس زلفون کا ہے نقاب نہین

میکشی کا مزا نہین گھر مین
محتسب کا جگر کباب نہین

زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے
اک قیامت ہے اضطراب نہین

تیغ کی کیا زبان چلتی ہے
دہن زخم مین جواب نہین

حال پر میرے اسے یم خوبی
موج کی شکل پیچ و تاب نہین

ڈر کے کہتے ہین مجھسے وہ شب وصل
خوب ابھی نشۂ شراب نہین

ناز و انداز حد سے گذرا ہے
اور ابھی آمد شباب نہین

جا سے کہنچ کر جو گھر مین قاضی کے
ایسی بنت العنب خراب نہین

بام پر اپنے یار بیٹھا ہے
چرخ چارم پہ آفتاب نہین

پر تو حسن یار پہیلا ہے
در و دیوار کچہ عجاب نہین

شب کو زیور بڑہا کے کہتے ہین
اب تو وہ جان کا عذاب نہین

شب فرقت ہے بام پر اندہیر
ماہتابی ہے ماہتاب نہین

غم سے خالی نہو گا رونے مین
دل ہے کچہ شیشۂ شراب نہین

بوسے ہمنے لیے ہین گن گن کے
گالیون کا تری حساب نہین

۱۲۷	ہوس اکسیر کی نکر عاشق خاک نعلین بوتراب نہین	۱۷

دونون گیسو جو رخ یار سے اوٹھنے کے نہین
ابر ہی دامن کہسار سے اوٹھنے کے نہین

بیٹھ کر ہم درِ دلدار سے اوٹھنے کے نہین
گر کے ہم سایۂ دیوار سے اوٹھنے کے نہین

عاشق رخ کو نہ کہلائیے بل زلفون کا
پیچ کفار کے دیندار سے اوٹھنے کے نہین

مطلع رونا نہوا بیٹھہ گئین گو آنکھین
پتلیان کہتی ہین اُس تار سی اوٹہنی کے نہین

روح رہجائیگی اوٹہ جائیگا مردا تو کیا
آپکے در سے یہ دو چار سی اوٹہنی کے نہین

مدعی خون کی عشاق نہین محشر مین
قتل ہوکر تری تلوار سی اوٹہنی کے نہین

گنبدی کھیلو تو نقاہت کا ذرا دہیان رہے
پہول یہ نرگس بیمار سی اوٹہنی کے نہین

ہین بہی راضی ہون جو تکرار رہی بوسونمین
لطف بیفائدہ تکرار سی اوٹہنی کے نہین

طالب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل
ہاتہ اونکے لب اظہار سی اوٹہنی کے نہین

طائر دل سی نہ ٹوٹی کبہی زنجیر جنون
سخت دانے ہین یہ منقار سی اوٹہنی کی نہین

حسرت بوسۂ رخسار رہی اب دل مین
ہونٹ کہتی ہین لب یار سی اوٹہنی کے نہین

کاوش نوک مژہ کا جو مزا ملتا ہے
پاؤن کہتے ہین سر خار سی اوٹہنی کے نہین

گردش دیدۂ مخمور سے چکر مین ہی دل
تا زمد ہوش کی ہشیار سی اوٹہنی کے نہین

شکل مردی کی بنایا ہمین حیرانی نے
بے اوٹہائے تری دربار سی اوٹہنی کے نہین

ناتوان دل ہی نکلنے کا نہین دود جگر
اب وہ ہو مین خانۂ نادار سی اوٹہنی کے نہین

لب معشوق ترا تیر جو ہو تو دیتے ہین
ہونٹ میری لب سوفار سی اوٹہنی کے نہین

۱۲۸	درد دل کہنے مین پرہیز کہان تک عاشق اب یہ صدمی دل بیمار سے اوٹہنے کے نہین	۳۳

مصحف رخ کا خیال آج جو آیا دل مین
صورت نجم چمکتا ہے سویدا دل مین

کوچے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل مین
کثرت شوق سے باقی نہ رہی جا دل مین

شوق سی آئی شب ہجر شب وصل کے بعد
آرزو جی مین ہے باقی نہ تمنا دل مین

رشک نرگس و سوسن گل داغ سی ہی تن میرا
بت پرستی تھی فقط سبکے دکھانی کے لیے
مائل کاکل کی جو عاشق تھے وہ سب ڈوب مرے
تیز ہی نوک مژہ کو مری دل سے پوچھو
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے
جی بچھڑا اسقدر ای گل تری بیقدری سے
ای بت انصاف کریگا تو بڑے ہین گے رتبے
میر البس ہو تو نکلنے ہی نہ دون پردے سے
یار در خانہ و ما گرد جہان میگردم
ایک پل بھولی نہین تیری نشیلی آنکھین
منہ پر اک بات نہین آئی خدایا سب کچھ
ایک ہی دست نہین ہوتی نکہ و ظلم و ستم
قتل ہو جاؤن تو بہتر ہے نہ الزام اوٹھاؤن
نیند ہین ہوتی حلاوت جو ملی زخمون کی
پہر نکلتا ہی نمکیلون کی بہلا کیسے سے
بت کا بھی گھر ہے یہ کیا بھی خدا کا بھی یہی
قتل کرتے ہین نگاہون سے مگر دل مین ہے رحم
صاحب فکر رسا سیر سے ہین مستغنی

غم ہے تیرا فقط ای سرو تمنا دل مین
کلمہ پڑھتی تھی یوسف کا زلیخا دل مین
لہر آئی ترے دیوانون کے یہ کیا دل مین
دیکھا اس کانٹے کو آنکھون سے تو کھٹکا دل مین
منہ پر اچھا نہ کہے گا تو کہیگا دل مین
آبلے ہین صفت آبلۂ پا دل مین
حق نے فرمایا ہے کیا کیا صفت عالی دل مین
یا تو آنکھون مین چھپا رکھون کہ آوے یا دل مین
عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
پھر رہی ہین صفت ساغر صہبا دل مین
ان اشارون کا مزا ہمنے اوٹھایا دل مین
کوئی کیا دل مین کہے کوئی کہے کیا دل مین
سر بھی کٹ جاے جو میرا نہین کٹتا دل مین
ہم سحر ہی کا جپا کرتے ہین مالا دل مین
رکھتے ہین داغ بنا کر یہی پیسا دل مین
نہ کلیسا ہے نہ شیشا ہے نہ کعبا دل مین
ترک سفاک ہین آنکھون مین مسیحا دل مین
شہر دل مین ہے چمن دل مین ہے صحرا دل مین

جن کا سایہ نملے اونکا ہے سودا سر کو — جو نہو حشر تک اوسکی ہو تمنا دل مین

کبھی دشمن ہو کبھی میرے لیے روتی ہو — خاک اوڑتی ہو کبھی بہتا ہو دریا دل مین

نہ نظر بھر کے کبھی دیکھا نہ دل صاف ہوا — آنکھوں پر چلتی نہین رہتی ہین تو پردا دل مین

ایک پل ضبط کیے اشک تو جی بیٹھ گیا — آج ساعت سے کٹوری کا ہے نقشا دل مین

خاک پیری مین کرون اوجلی کفن کی ہوش — آج تک داغ جوانی کا ہے دھبا دل مین

آئیے روٹھ چکے رات ہم گم سو رہیے — آپ کچھ دل مین نہ اب کیجیے نہ بندا دل مین

تیغ بیداد سے وہ ترک کرے ہو ٹکڑی — سر کے کٹنے کا ذرا غم ہو نہ دھڑکا دل مین

سختیاں ترک ہون پتھر صنمونکا ہے یہ چال — نہین مٹتا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل مین

عشق چمکا تری جھلکے کا تو یہ رنگ اوڑا — خون کے قطرے سے بنے عقد ثریا دل مین

جسقدر غم ہو مجھے اونکو خوشی ہوتی ہے — دوست کے واسطے دشمن کو ہے پالا دل مین

موتیون سے در دندان کو لڑایا نہ اگر — لوگ سچا کہینگے سامنے جھوٹا دل مین

۱۲۹	خوف آتا ہے مجھے سامنے جانے عاشق بیٹھون پہلو مین نہین حوصلہ اتنا دل مین	۱۶

ہزار ہم مژہ اشک بار رکھتے ہین — وہ خار کھاتے ہین دل مین غبار رکھتے ہین

ضعیف ہو کے تن داغدار رکھتے ہین — خزان مین بھی ترے عاشق بہار رکھتے ہین

یہ ضد ہے کان کی بجلی کی جب کرون تعریف — مرے جلانے کو وہ بھی اوتار رکھتے ہین

جہان مین کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہے — بچا نگہ سے تو زلفون سے مار رکھتے ہین

[illegible] — [illegible]

نہ طمع مال ہے ہمکو نہ خواہش جاگیر
ہم آپ زندگی مستعار رکھتے ہین

ہم اپنے دل کو سناتے ہین آپ فقر غم
کوئی رفیق نہ مونس نہ یار رکھتے ہین

کفن بنانے کو اک پیرہن کے مالک ہین
زمین ملک ہین ہم قبر وار رکھتے ہین

جو عمر کھوتے ہین تعمیر قصر عالی مین
بناے خانۂ تن پائدار رکھتے ہین

مقابل آئین غزال حرم تو موت آجای
یہ ترک چشم بھی آہو شکار رکھتے ہین

جلا کے خاک کرینگے فلک کو دم بھر مین
غبار اس سے تری خاکسار رکھتے ہین

ہم اپنے صدمے سے غیرون کو بھی جلاتے ہین
مثال سنگ کہ دل مین شرار رکھتے ہین

تصور اونکا ہے آنکھون مین کس حفاظت سے
چھپا کے پردون مین تصویر یار رکھتے ہین

ہم آگ کاشت ہستی ہین کیا پھلین پھولین
دل حزین و تن داغدار رکھتے ہین

بخیل روح تھی چھوڑا ہے جامۂ تن کو
دنی لباس ہین کر او تار رکھتے ہین

۱۳۰ زمین اشک ندامت سے بہ گئی عاشق
وہ آج تک وہی دل مین غبار رکھتے ہین ۱۲

مصور بھر گیا نقشے سے گو انداز آنکھون مین
نہ ہو وہ معجزہ لب مین نہ ہو وہ ناز آنکھون مین

اشارہ ہی نہین کبھی رنجش کبھی ہے ساز آنکھون مین
بھری ہین صانع قدرت نے سارے ناز آنکھون مین

سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز آنکھون مین
کرامت ہے لبون مین آپکی اعجاز آنکھون مین

تمہین گانی نہ دیکھا اپنی مین آنکھون سے جاتا ہون
سما جاتا ہے کیسا شعلۂ آواز آنکھون مین

کہا مطلب نہ شانون کی فرشتون سے مخفی ہین
ہوئی جب ہمسے اونسے گفتگوی راز آنکھون مین

مری آنکھون کو جو پایا تو ترسین نے اوسکی آنکھ نکو
بصارت ہونٹون مین پیدا ہوے آواز آنکھون مین

اشارا وصل کا آخر ہوا گانی کی پڑی مین
ابھی مطرب پہ پرسی ہو گیا ہی ساز آنکھون مین

مگر اُنکی مین کہی ہی صدت ان پر پڑی نی
خوشی سے پتلیان کرتی ہین لاکھون ناز آنکھون مین

غرورِ حسن تہا جنکو وہ سب پانی سے پتلی ہین
پیے لیتا ہی سب محفل کو وہ دم باز آنکھون مین

بلا چاہِ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

اشارے ناز سے کرتی نہین سو ہین ہین جادو کی
نہین وہ پتلیان شہی ہین فسون ساز آنکھون مین

۱۳۱

نہین کچہ سوجہتا جز دختِ رز مستی مین عاشق کو
کہان باقی رہا زاہد کا اب اعزاز آنکھون مین

۱۶

چشمِ غزال جیسی نہین تن گلِ یاسمین نہین
دانت در ثمین نہین مثل ترا کہین نہین

مہر ہی آفتاب ہی حسن ہی اور نقاب سے
شمع ہی اور حجاب ہی ساعد و آستین نہین

چال مین بانکپن نہین بال زیب تن نہین
زلف مین بہی شکن نہین چشم بہی سرمگین نہین

قابل سیر یار ہون داغون سی لالہ زار ہون
روکش صد بہار ہون نخل خزان ہمین نہین

شمع جہان فروز ہی برق زمانہ سوز ہے
ناوک سینہ دوز ہی آہ دل حزین نہین

جسکا کہین پتا نہو راہ او دہر ہو یا نہو
سیر اقدم پڑا نہو کوئی وہ سرزمین نہین

یار جو بی نقاب ہی دیدہ کی کسکو تاب ہے
غیرت آفتاب ہی عارض مہ جبین نہین

یار نہ بانکپن دکہا بل نہ دمِ سخن دکہا
تو کمر و دہن دکہا کہتا ہی کیون نہین نہین

غم سے ہرا ایاغ ہی روکش خانہ باغ ہے
گہر کا مرے چراغ ہی داغ دل حزین نہین

کہدو یہ قیس زار سے او شوز را مزار سے
وحشت بہری ہین خار سی آبلہ پا کہین نہین

سینہ جو داغدار ہی دل ہمہ تن فگار ہے
سیر گلون کی خار ہی جہسا کوئی حزین نہین

غیرون سے ہے شغل بغل مین یار مجھکو کیا دخل مین بار
بیٹھے مری بغل مین یار بات یہ دل نشین نہیں

پیتے ہین سب شراب ناب کیون نہ مین جلکے ہون کباب
مجھکو ملا ہے یہ جواب دُرد بھی تہ نشین نہیں

چشم جو اشکبار ہے غیرت آبشار ہے
داغون کی وہ بہار ہے ایسا چمن کہین نہیں

جو پیے جمع مال ہے اوسکو یہی خیال ہے
زیست ہزارون سال ہے دم دم واپسین نہیں

۱۳۲	عاشق امید کیا بھلا آئیگا روز وصل کا بہے گا دور چرخ کا زیست کہان یہین نہیں	۲۰۶

میکشی دو دن میسر ایک جا ہوتی نہیں
دختر رز وہ بیسوا ہے آشنا ہوتی نہیں

جب کدورت دل مین ہو حاصل صفا ہوتی نہیں
ظرف گل پر شکل آئینہ جلا ہوتی نہیں

جنکو سودا ہو چکا ہے اونکے دل سے پوچھیے
زلف پیچان سے سوا کوئی بلا ہوتی نہیں

اب ہمونگے سائل وصل صنم اللہ سے
یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہیں

منفعل ہون زلف کو مشک ختن مین نے کہا
ای پریرو آدمی سے کیا خطا ہوتی نہیں

باندھ کر ہم ٹکٹکی کیونکر نہ دیکھین آپ کو
نیند بیمار غم آنکھ ہو جاتی ہے وا ہوتی نہیں

نکہت زلف معنبر کا بہت مشتاق ہون
پیچ کیا ہے اس طرف کی جو ہوا ہوتی نہیں

کب فقیرونکی سُنے گا وہ سلیمان جہان
دل مین کچھ تاثیر نقش بوریا ہوتی نہیں

زاہد اس سے عبادت کو کیا مین نے سلام
بندگی جو چاہیے ویسی ادا ہوتی نہیں

دختر رز کی مدح ای ساقی نکر میری حضور
چار کے جو گھر گئی وہ پارسا ہوتی نہیں

ہمسون کی جب نظر پڑتی ہے تیری رحم پر
ایک تل بھر دہشت روز جزا ہوتی نہیں

[illegible]
[illegible] نرگس [illegible] چشم [illegible] حیا ہوتی نہیں

طالع واژون سے اوس در تک نہ پہونچی خاک بھی
یا ہوا ہوتی ہے الٹی یا ہوا ہوتی نہین

ای مسیحا حال یہ پہونچا مریض عشق کا
آپ بھی چاہین تو اب ہمکو شفا ہوتی نہین

ایصنم حاصل جو تم کرتے ہو الٹی گفتگو
بات کچھ بر عکس تقدیر خدا ہوتی نہین

دو قدم چلنے سے جیسے پاؤن ہوجاتے ہین سرخ
ایسی ابکل شوخی رنگ حنا ہوتی نہین

وصل کا پیغام دیتا ہون اوسے سو رنگ سے
گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہین

نفع پہونچے خاکساری مین کسی کو چاہیے
ہے تواضع خوب پر حاجت روا ہوتی نہین

گوہر دندان کی مسّی سے نہین بڑہتی صفا
لعل لب پر پان کھانے سے جلا ہوتی نہین

شور بختون سے نہ رکھ اہل ترقّی کی امید
آب شور چشم سے نشو و نما ہوتی نہین

اہل حاجت کو امیرون سے بھلا بہرہ ہو خاک
گوش زد منعم کے آواز گدا ہوتی نہین

صبح کی جب توپ چھوٹیگی نہ رکھین گی تمہین
یہ سمجھ لینا کہ عاشق سے دغا ہوتی نہین

نیمجان چھوڑا ہے کیون گنج شہیدان مین مجھے
تیغ قاتل سے کبھو مشکل کشا ہوتی نہین

ہم غریبون کا بھی بیڑا پار کردیگا خدا
گو کوئی کشتی روان بے ناخدا ہوتی نہین

حد معیّن کچھ نہین کیونکہ کمال عشق ہو
ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہین

۱۳۲

خامس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا
اس سے بڑھ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہین

۱۷۰

عاشق بیمار ہون مین خود بھی بیمار نہین ہون
نرگس بیمار جانان کی پرستارون مین ہون

آہ کہتی ہے کہ تنہا ایکیلے مین یارون مین ہون
درد کہتا ہے شب فرقت کی غمخوارون مین ہون

بت پرستون مین نہین ہون نہ دیندارون مین ہون
جو نہ بخشے جائینگے مین ان گنہگارون مین ہون

تیری ہی کاکل کی قسم وقف نہین اسلام سے
بال بال اپنا ہی مجرم اون گنہگارون مین ہون

ہم سبکروحون کو ملجانا گلے مشکل نہین
بو کی صورت اے پری پیکر تری ہارون مین ہون

موت ہے بہتر ہی تیرے سامنے سامان عیش
وہ نہین ملتا ہی مین جسکے طلبگارون مین ہون

کیون نہین پہرتی مری جانب نگاہِ التفات
اے مسیحا مین بھی آخر تیرے بیمارون مین ہون

ہی بہت مشکل دلا اوس شاہ خوبانکا وصال
اسقدر مین زور کہتا ہون نہ زردارون مین ہون

خواب مین دیکہون تمہین یہ بھی نصیبون مین نہین
ایک مدت اسکو گذری ہی کہ بیدارون مین ہون

تم جو کہتے ہو کرونگا ظلم مین حد سے سوا
مین بھی راضی ہون تمہارے ناز بردارون مین ہون

دل ہی ہر اک عاشقان خانمان برباد کے
کہتی ہے زلف سیاہ یار طرارون مین ہون

اوس مسیحا کی توجہ ہو مریضون پر اگر
حضرت عیسی کہین آکر کہ بیمارون مین ہون

بیٹھ کر کہتا ہی محفل مین حسینونکی وہ شوخ
چودہوین کی چاند کی مانند مین تارون مین ہون

رند و زاہد کیون نہ راضی ہون کہ ہون دل گیر
مست ہون مستون مین ہشیار ہشیارون مین ہون

قرب ابرو سے ہے ظاہر سحر چشم مست کا
پتلی آنکھون مین یہ کہتی ہی کہ تلوارون مین ہون

خلد سے بہتر ہی مدفن ہو جو کوچے مین ترے
حور کی خواہش نہین تیری طلبگارون مین ہون

١٣٧

لیلی و یوسف کو وہ کہتے ہین عاشق طنز سے
نجد مین بدنام ہون رسوا نہ بازارون مین ہون

١٨

وفور شوق عدو ہی فسردہ و دماغ نہین
ہوائی تند سے گل ہو یہ وہ چراغ نہین

خیال زلف سے مٹتا فروغ داغ نہین
بجھے جو سامنے کالی کے وہ چراغ نہین

تمہارے خال نے دل کو نوید وصل نہ دی
مری کتاب مین حال شگون زاغ نہین

نہ مجھ تک آئے کبھی وہ نہ مین گیا اون تک
اونہین فراغ نہین ہے مجھے دماغ نہین

ہمارے دل سے سوا ہے فروغ بالون کا
سوا ہی داغ شب زلف مین چراغ نہین

ملال ہوگا نہ دیکھو مرا تنِ پر داغ
شگفتہ جس سے طبیعت ہو یہ وہ باغ نہین

فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے
لحد مین جسم ہے اور روح کا سراغ نہین

تنورِ سینۂ عاشق کا سوز سے ہے فروغ
بغیر آگ کے کچھ رونق اوجاغ نہین

ارم مین پی کے شراب طہور مین نے کہا
یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایاغ نہین

لٹین گے جا کے مسافر سرای دنیا کے
سنا ہے ملک عدم مین کہین چراغ نہین

وہ کون گل ہے جو گلزار دہر مین نہ کھلا
جو اور کچھ ہے وہان تو بہشت باغ نہین

اوٹھائے جبر سماجت کبھی نہ کی مین نے
کسی رقیب کا ایسا دل و دماغ نہین

وہان مزن کہ نکیرین پہر کے عرض کرین
زمین پر تو کہین قبر کا سراغ نہین

بہار داغ کو جی بہر کے دیکھ لے ای دل
کسی کی ملک نہین یہ کسی کا باغ نہین

عبث ہے پیر جو دعوی کرے جوانی کا
وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ دماغ نہین

شب فراق مین آنکھون کو رو چکا سرِ شام
کچھ اور جسم سے پہلے بجھا ہی داغ نہین

فراغ و صحبت احباب و یار و عہد شباب
وہ کیا نہ تہا کہ مرے دل پہ جس کا داغ نہین

۱۳۵	بہار داغ مین تاثیر کچھ نہین عاشق کہلا کسی کا کبھی غنچۂ دماغ نہین	۱۸ ۲۹۱

ہم ضعیفون کی دعا مین کچھ اثر ہوتا نہین
نخل جب کہنہ ہوا اچھا ثمر ہوتا نہین

نارسیدہ کوئی طفلِ نسیم بر ہوتا نہین
نخل باغ خردسالی مین ثمر ہوتا نہین

اپنی نالی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین
سنگ مین گھر کرتے ہین دل مین اثر ہوتا نہین

عید غیرون کو نہو ہر روز دید یار سے
کیون ہلال ابرو جانان قمر ہوتا نہین

آبروداروں کو پایا ہمنے ممسک دہر مین
آب گوہر سی دہان خشک تر ہوتا نہین

کس طرح پیش نظر رہتا تصور یار کا
قابل بندش کبھی تار نظر ہوتا نہین

جانے والون کو عدم کی کیون ہے توشی کی تلاش
پاس کچھ ہو تو وسکے زاد سفر ہوتا نہین

سخت جانون کے جگر مین گرمی الفت کہان
یہ وہ پتھر ہین کبھی پیدا شرر ہوتا نہین

دل شکستون کو شکستون پر شکستہ کیون نہون
داغ دل سنگ حوادث کی سپر ہوتا نہین

برق روی یار کیا پہونکی تن پر داغ کو
خرمن انجم کو بجلی سے ضرر ہوتا نہین

خشک مغزون سی حلاوت اہل صحبت کو ہو حاصل
بانس کی پورون مین لطف نیشکر ہوتا نہین

یار سی آنکھون مین باتین خوب پوشیدہ ہوئین
تار برقی صورت تار نظر ہوتا نہین

چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتی وہ ضرور
ہجر کی شب داغ دل شکل قمر ہوتا نہین

زیور گوش سماعت دہر مین بی نقص ہو
قلزم فکر بشر مین وہ گہر ہوتا نہین

بت کی طاعت کفر ایمان بندگی اللہ کی
رند مشرب کو خیال خیر و شر ہوتا نہین

جوہر ذاتی سے ہے قایم گرم و سرد دہر مین
تیغ کے بن جانی سے کچھ قطرہ گہر ہوتا نہین

بس کہ بہاتا ہی حسینون کو مرا حسن کلام
طالب زر کوئی مجھسے سیم بر ہوتا نہین

١٣٦	دل سے مین کرتا ہون باتین شب کو زلف یار کی صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہین	٣٢

دل کو عشق مژۂ و زلف گرہ گیر نہین
ہدف تیر نہین بستۂ زنجیر نہین

ہے خطا مرگ جوانی کو کوئی تعزیر نہین
رحم طینت مین تری اے فلک پیر نہین

آہ کا مقصد ہوا اب شہرت تاثیر نہین
اس سے بڑھ کر کوئی دیدار کی تدبیر نہین

لاکھ چاہون پہ اقامت سے نہین اوٹھتی مُہر
یار کی شرم سے کھلتی کبھی تحریر نہین

ضبط غم سے دل بیتاب ہے شق سینے مین
اشک پیتا ہون کچھ آب دم شمشیر نہین

خط سے کے چھو لینے کا اکا نہین جاتا دست
زہر دینے کی سوا کچھ مری تعزیر نہین

پانون مین اسکے جو نوبت ہے تو سر مین اوسکی
ساکن اک دم قدم شغل و سر پیر نہین

راست بازون کو نہین دہر مین پرواے لباس
دامن قوس کا پابند سر تیر نہین

ایک بھی قتل ہوا ابرو سے تو ظالم نہ بچے
خون کو چاٹے کہ دم سے یہ وہ شمشیر نہین

کوچۂ یار مین گرنے کی ہوس دل مین رہی
جسمین سونا نہ ملے خاک وہ اکسیر نہین

تم کو دروازے پہ آنے مین اگر دیر ہوئی
روح کو تن سے نکلتی ہوئی تاخیر نہین

کیون ہے دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق
کون سی آنکھ ہے جسمین تری تصویر نہین

یار کو شور سلاسل ہوا افسانۂ خواب
اور کچھ نالۂ زنجیر مین تاثیر نہین

نبار سے تقریر سمجھتے ہین تو خط بھی پڑھتے
شکل مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہین

قتل بھی تم نے کیا لاش کو بھی کھنچوایا
میری شہرت ہوئی آفاق مین تشہیر نہین

بات کرتا کوئی بت قبل ظہور اعجاز
سنگریزون مین اگر ہاتھ کی تاثیر نہین

عشق بازی کا مزا خاک نہین پیری مین
زور بازو مین نہین آہ مین تاثیر نہین

جان کا بار بھی ہوتا ہے ضعیفون پہ گران
حامل روح بہت دن بدن پیر نہین

بوسہ ہونٹون نے لیا گھورکے دیکھا ہے سفاک
لب شوق مرے منہ مین کوئی تیر نہین

دام سبزے کا اگر باغ مین بچھا تو کیا
طائر رنگ پھنسے وہ کوئی تدبیر نہین

کہین اُڑ جائین نہ یہ منہ مین زبان دینی ہے
شمع رو بیٹھے ہین جہان حاجت گلگیر نہین

جی کو بہلاؤ مرے بعد کسی صورت سے
اب مرقع مین جہان کے مری تصویر نہین

دل زخمی نہ کڑی قید سے توڑا اے ساقی
اسمین انگور ہین کچھ دانۂ زنجیر نہین

یاد ساقی سے دم ذبح مسرت کیا ہے
حلق مین اُنکے وہ آب دم شمشیر نہین

سر ہی باہو ڑہے تو نہین لذت دنیا کو قیام
جو ہی فرہاد ہے موجود مگر شیر نہین

اہل جوہر متواضع ہین نہین منت کش
دیکھ لو شل کمر خم سر شمشیر نہین

نقش دیوار بنے دیکھ کے جسکو انسان
ورق دہر مین ایسی کوئی تصویر نہین

جسمین لذت ہی وہ نعمت ہے دہن کے لیے خاص
نان مولود مین ہرگز اثر شیر نہین

سے ہے تغیر جو زمانے کا تو ہوجائیگی صبح
شب غم حیرتیون کی شب تصویر نہین

بندگی بت کی رہی بندۂ اللہ رہے
اب کہین عفو کے قابل مری تقصیر نہین

پھر وہی سامنا آیا شب تنہائی کا
اے اجل آج مناسب تجھے تاخیر نہین

۱۳۷	یاد آتے ہین مجھے آتش و ناسخ عاشق اونکو افسوس یہ تھا مصحفی و میر نہین	۴۳

پیری بھی آئی غرق ہین شغل شراب مین
ہمنے سفید بال کیے آفتاب مین

مستی کہ چھوٹ پڑتی ہے جام شراب مین
گردون کا عکس ہے قدح آفتاب مین

کیفیت غضب نظر آئی شراب مین
تیوری سے اونکی موج پڑی تلخ آب مین

ٹپکے جو اشک گرم ہمارا شراب مین
پڑ جائین آبلے جگر آفتاب مین

کٹتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب مین — مٹی ہے لطف زیست جہان خراب مین

داماں زین سے اوڑنے لگا آپکا فرس — حلقے سے لگے ہین چشم پری کے رکاب مین

بوئے شراب تند ہے آنسو ٹپک پڑے — نرگس کا عطر تمنے ملایا شراب مین

کی ہمنے مدح عارض روشن شب وصال — شب کا عمل پڑا ہے شب آفتاب مین

بوسے کا ہے نشان رخ پر نور یار پر — اک داغ پڑ گیا جگر آفتاب مین

پستان یار پر دل ہشیار پس گیا — عیار پھنس گیا ہے طلسم حباب مین

تیر نگاہ ترک فلک سے نہ رک سکا — سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب مین

اللہ رے میرے دست جنون کی تعلیان — باقی نہین ہے تار شعاع آفتاب مین

اصلاح خط روی کتابی سے یہ کھلا — کاٹے ہوے حروف غلط ہین کتاب مین

دیکھا جو ہمنے چہرۂ پر نور و خط سبز — سمجھے کہ بنگ ہے قدح آفتاب مین

یہ حال رخ کھلا دہن لاجواب سے — منطق کا کوئی حرف نہین ہے کتاب مین

سودا رہا کبھی تو کبھی شغل مے کشی — سائے ہین یا بسر ہوئی یا آفتاب مین

دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا — غنچہ اثر ہوا کچھ اور نہین اس حباب مین

پہونچا ہے خشک تر مین اثر آہ گرم کا — موتی مین ہے نہ آب نہ پانی سحاب مین

زلفون سے اپنے رخ کے پسینے کو پونچھیے — کیا لطف ہو جو عود رگڑیے گلاب مین

ابری ہے تیغ یار کی چھینٹے ہے بارڑہ کا — چمکا لگا ہے برق کا جیب سحاب مین

دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو نہ عالم آشنا — سارے جہان کی سہے ہوا اس حباب مین

اندہون کی طرح چاہ زنخدان مین گر پڑا — ہیچ ہے کہ سوجھتا نہین عہد شباب مین

حاضر ہین گل جلو مین چلو سیر باغ کو ۔ زر دار دوڑتے ہین تمہاری رکاب مین

١٣٨ — **دیگر** — ١٨

سرو مین قد سے ترا نازک بدن ہوتا نہین ۔ غنچہ نازک تن سے نازک پیرہن ہوتا نہین

وصف تیرا کچھ رقم ای گلبدن ہوتا نہین ۔ گلشن تصویر مین رنگ چمن ہوتا نہین

اپنی حیا در دیگا وہ حور اتو بھی اوڑھونگا مین ۔ حلۂ جنت سے میت کا کفن ہوتا نہین

داغ تن کیونکر ہرے ہوتے ہین میرے اشک سے ۔ شور پانی سے کبھی تازہ چمن ہوتا نہین

بیچ مین پلکون کے کیون رہتی ہے پتلی آنکہ کی ۔ دہر مین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہین

آبرو خالق نے جسکو دی ہے پہر جاتی نہین ۔ خشک منہ مین ایکدم آب دہن ہوتا نہین

راہرو کیا چاہ سے گرتے ہین اے طفل حسین ۔ گو کبھی خس پوش یہ چاہ ذقن ہوتا نہین

ہے بڑا مجکو تعجب الفت فرہاد سے ۔ ناتوان بیمار فرقت کوہ کن ہوتا نہین

جنکی طینت پاک ہے دھبا نہین لگتا اونہین ۔ خاک مین سوتے ہین پر میلا کفن ہوتا نہین

بات اولٹی ہے کہ خاموشی مین ہے جادو بھرا ۔ ساحرون سے سامنے تیرے سخن ہوتا نہین

جسم نازک چھل گیا تار نگاہ حور سے ۔ حلۂ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہین

جامۂ نخوت پہن لیتے ہین اکثر خاکسار ۔ ٹھیک پھر سے جسم پہ یہ پیرہن ہوتا نہین

دام موج بحر پیش چشم رہتا ہے مدام ۔ تشنہ تیری آنکہ سے اس ہی ہرن ہوتا نہین

ہجر مین پہولون ہی ہو کیا خاک صباحت کا فروغ ۔ یاسمن کا چاندسا ای گلبدن ہوتا نہین

جو رہے سنساری کا نہین ہوتا گرفتار بلا ۔ ہاتہ سے بل دیتے ہین گیسو رسن ہوتا نہین

آنکھ کو نفرت ہے یہ سون ہے تو کیا اسکا عجب — رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہین
قید کی تشویش سے نازک جو ہین بیخوف ہین — صید ہرگز طائر رنگ چمن ہوتا نہین

۱۳۹	میوۂ جنت مین عاشق کو نہین ملتا مزا باغ مین فردوس کے سیب ذقن ہوتا نہین	۲۷

بھری کیا زخم دل کی سخت جانی سے فغان برسون — مثل مشہور ہے پتھر مین رہتا ہے نشان برسون
گلے سے طوق اوتر کر حلقۂ ماتم مین بیٹھا ہے — قدم سے چھوٹ کر نالان ہی ہین بیڑیان برسون
چھوا اوس سیم تن کو تو مہینون ہاتھ کھجلایا — ملا بوسہ اگر تو مونھ چاٹا کی زبان برسون
رقیبون کو نشان کیونکر ملا گل سے کف پا کا — یہان سونگھی ہے بوے نقش پاے رہروان برسون
مہینا بھر نبھے تمسے اگر تو شکر کی جا ہے — وہ رہتے ہین کلام آگی نہ تھی جو درمیان برسون
تلاش یار سے غافل رہے مر کر نہ دم بھر بھی — وہ ہم ہین بعد بربادی رہے ریگ روان برسون
اشارہ میری جانب کو نہین ہوتا کسی صورت — ترا ابرو ہے وہ جو رخ نہین کرتی کمان برسون
مصیبت ہجر کی جھیلی جو برسون وصل ہاتھ آیا — نہ چھوڑون گا قدم رکھ کر مین جیسے بیڑیان برسون
تلون ہے مزاج پیر گردون مین عجب ڈھب کا — کسیکے قتل کے درپے کسی پر مہربان برسون
خبر بھیجی نہ یاران گذشتہ نے کبھی اپنی — عدم کو لخت دل بھیجا کیے ہم ارمغان برسون
نہانی سے ہوئی اوس ترک کی کثرت حیا یونکی — مثال تیغ سر کاٹا کیا آب روان برسون
کہون احوال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا — بدن قیمہ ہوا چورا ہوئی ہین استخوان برسون
تماشا دیکھنے آئے نہ اک دن میرے اشکون کا — نہ پہونچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون
بھروسا کیا نفس ہی مین ہمارے جسم لاغر کا — تمہارا رہتا ہے جھک کر گرتی ہی بیکان برسون

بتون کی وصل ہی گذری خدا ہی سے کے جا بلیے / گشتش دم بہر وہان ہے اور کہنچتے ہین یہان پر ہون
جلایا زندگی مین اسقدر اے شعلہ رو تونے / کہ بعد مرگ نکلا قبر سے میری دہوان پر ہون
غبار ناقۂ لیلی نظر سے چھپ گیا شاید / بگولا بنکے سرگردان رہا ہی ساربان پر ہون
لڑکپن سی تمہاری ظلم کا شہرہ ہے عالم مین / رہا جلاد ہی یہ چرخ بہی آخر جوان پر ہون
مشبک خانۂ زنبور کی صورت نہ کیونکر ہو / یہ وہ سینہ ہی میرا جس سے نکلی ہی فغان پر ہون
نہ سوکھی اشک میری ناتوان تک تو تعجب کیا / بہا کرتا ہی کیسے زور سے آب روان پر ہون
ہمارا مرغ مضمون دام مین غیرون کی کیا آتا / رہا ہی سیرگاہ طائر دل لامکان پر ہون
تمہاری سرد مہری نی رولایا اسقدر مجکو / کہ مین اوڑہی رہا ہون چادر آب روان پر ہون
لب رکی داہن گل پر کبہی خار مغیلان پر / وہ بلبل ہون نہ دیکہا مین نے روی آشیان پر ہون
وہ وحشت ہین نہ چھوڑا دانۂ انگور عالم مین / ہماری تاک مین بیٹھے رہی ہین باغبان پر ہون
کہان گرد رہ سرگشتگان وادی وحشت / ابہی جکر کریگا اور ایسے آسمان پر ہون
جہان گہر مین گہی تیغ تغافل تیز ہوتی ہے / رہا ہے سنگ در اوس کی کا سنگ فسان پر ہون

۱۴۰	خدا کو رحم آجاتا ہے دو اک آزمایش پر یہ بت ہین سنگدل عاشق کرینگے امتحان پر ہون	۱۶

نرم دل جو ہی کبہی وہ سخت جان ہوتا نہین / گوشت تن مین خشک ہوکر استخوان ہوتا نہین
سیکڑون آہین بہرین نکلا نہ سب دل کا غبار / گردباد اوٹہنے سے خالی خاکدان ہوتا نہین
بس نہین چلتا ذرا قاتل کا میری ضعف سے / رگ گیا ہی حلق پر خنجر روان ہوتا نہین
اتحاد عاشق و معشوق ہی دنیا مین جھوٹ / کسقدر رہی تن کو الفت مثل جان ہوتا نہین

ہر جو کم پایہ نہین پاتا وہ اعلے کا فروغ
کچہ شہاب چرخ بڑہ کر کہکشان ہوتا نہین

آنسوون مین ڈہیان بہتی ہین جسم زار کی
بند تنکون سے کبہی آب روان ہوتا نہین

مجکو دم بہر بیٹہنے دیتا نہین شوق کمال
جسطرح ساکن گہڑی بہر آسمان ہوتا نہین

نشتر مژگان ٹہری ہو گیا کشش سے یار کی
تیر کا پیکان کہنچنے سے سنان ہوتا نہین

محفل دلدار جادوگر کا رکہتی ہے اثر
دیکہتے ہین لوگ پہرون کچہ بیان ہوتا نہین

حاجت مشاطہ کیا ہے باغ حسن یار کو
گلشن خلد برین مین باغبان ہوتا نہین

پرورش ہو غم مین جسکی کیا ترقی ہو اوسے
طفل اشک چشم تر ہرگز جوان ہوتا نہین

تنگدل ہی غیر کو راحت نہین ہوتی کبہی
غنچۂ گل بلبلون کا آشیان ہوتا نہین

سوز الفت کا اثر کیا ہو دل بیدرد مین
خانۂ نادار سے پیدا دہوان ہوتا نہین

لخت دل جاتی ہین اشکون مین کہان کیونکر کہلے
مینہ برستے مین غبار کاروان ہوتا نہین

ہے دغا دل مین تمہاری سخت گوئی سے کہلا
تجربہ ہے نیک طینت بدزبان ہوتا نہین

گوشہ گیرون کو لیے ہے نقص اظہار ہنر
مائل پرواز تک زاغ کمان ہوتا نہین

۱۴۱

عاشق اوس دست حنائی تک نہ پہونچا مرغ دل
طائرون کا نخل مرجان آشیان ہوتا نہین

۱۱

ہمنشین ہے سوز درون اپنا عیان دیتا نہین
جل رہین ہین استخوان لیکن دہوان ہوتا نہین

دل مرا کیون مائل آہ و فغان ہوتا نہین
خانۂ اللہ مین شور اذان ہوتا نہین

دیکہکر میری وفا کیون سر جہکایا آپنے
بار احسان محبت کا گران ہوتا نہین

کاٹ کر سر کیون نہ رکہدیتا ہے تیرے پانون پر
سر فروشون کا کسی دن امتحان ہوتا نہین

حال مجنون سنتے ہین کہتے ہین پہر اسنکے حال
ہیچ بیان کرنے مین لطف داستان ہوتا نہین

بام پر صحبت ہے ہم بیٹہے ہین نیچے خاک پر
کیون تلے اوپر زمین و آسمان ہوتا نہین

ذبح جب کرتے ہین ہاتہون سے ٹپکتا ہے لہو
پنجۂ مژگان کبہی مرجان خون چکان ہوتا نہین

یار کے گہر مین لہو روتا ہوا جاتا ہون مین
لخت دل سے کوئی بڑہ کر ارمغان ہوتا نہین

اپنے دل سے درد کی باتین ہین کیا سنتے ہو تم
داستان کہتے نہین قصہ بیان ہوتا نہین

ٹہوکرین کہاتا ہوا جاتا ہون کوے یار کو
پانون ناطاقت ہوے دل ناتوان ہوتا نہین

۱۴۲ ناتوانی کی یہ سبب ہے تاثیر عاشق بعد مرگ
ہون سبک تابوت پر جاری روان ہوتا نہین ۲۴

ردیف واو

جب آنکہ ہو سیاہ تو سرمہ گین نہو
افشان وہ چنے کہ جو خود مہ جبین نہو

چلیے وہان سراغ جہان کا کہین نہو
جس جا یہ آسمان نہو یہ زمین نہو

بے نور عرش ہے جو وہ کرسی نشین نہو
کرسی مکان یار کی عرش برین نہو

وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہون زلزلے
قامت وہ کیا جو آفت جان حزین نہو

حیرت سے اپنے خانۂ تاریک و تار سے
ہو نور مہر و ماہ ہر اک جا یہین نہو

غصہ ہے کیون وصال مین اتنا نہ روٹہیے
اب روان نقاب رخ آتشین نہو

بے یار بام پر ہے مزا ایکشی کا خاک
ہو آفتاب عیسی گردون نشین نہو

گہبرا گئے جو زلف مین کنگہی الجہ گئی
شرما کے سکتے ہین دل عاشق یہین نہو

ڈوبے جو بحر عشق مین کیا آبرو رہی
ہوتا ہے وہ سبک جو یہان تہ نشین نہو

کسکو امید صبح شب انتظار ہے
اقرار کل کا وعدۂ روز پسین نہو

ہوجائے جسم سنگ حوادث سے چور چور
لذت نہین کہ درد کہین ہو کہین نہو

اولٹا جواب وصل نہ دے قاصد صنم
آمادہ قبض روح کو روح الامین نہو

رکہتا ہے جو کمال تعلّی ضرور ہے
بے عیب مثل ماہ کے عزلت گزین نہو

آہ دلِ حزین سے حذر کیجیے ذرا
دم بہر مین انقلاب زمان و زمین نہو

پہلے فراق روح سے تن جل کے خاک ہو
صورت مکان کی نہ رہے جب مکین نہو

طالب وفا کا ہون بت یوسف جمال کے
چہپا ہون آو متاع کا مین جو کہین نہو

کیونکر چہپائین منہ جو مری آہ گرم سے
بر اہن نہو نقاب نہو آستین نہو

ثابت قدم وفا مین ہون ایسا کہ کیا مجال
عکس آئینے مین صورت نقش نگین نہو

بیٹہا جو در پر ایک سلیمان وقت کے
کہتا ہے وہ کہ حلقۂ در کے نگین نہو

مر کر بہی روز حشر تک آنکہین کہلی رہین
دیدار یار کا جو دم واپسین نہو

غیرون سے اختلاط ہو مجہسے چہپا و منہ
اسد رجہ بے حجاب نہو شرمگین نہو

مرتا ہون مین کہ شہد لب یار چوسیے
دشمن کو زہر مار رہے جو یہ انگبین نہو

چوری ہزار بار کرے پیچ مین نہ آئے
طرار زلف یار کہین شانہ بین نہو

١٩	عاشق کا نام لعل لب یار پر رہے نام رقیب نحس تو نقش نگین نہو	١٤٣

ہے نشۂ وجود یہ ہر خود پرست کو
بہولے ہین صاف وعدۂ روز الست کو

ہوش اب کہان ہے محتسب فاقہ مست کو
ماہ صیام عید ہوا مے پرست کو

اس درجہ روئے تاک کے ہم وا لبستگی
بنگلہ بنا لیا لب دریا نشست کو

نخوت سے بندگان خدا بنگئے ہین بت — شان خدا سمای یہ ہر خود پرست کو

گلشن مین لطف بادہ گھٹانے بڑہا دیا — ساقی کو مینہ مین تاک لیا دار بست کو

میرا مسیح جاے فلک پر تو پیر چرخ — لا کر بچھاے عرش سے کرسی نشست کو

ہونٹون کی بوسون کی ہی طالب مجکو سہا قیا — عناب لب کی دیجے گزک مے پرست کو

پہنس جائیگی یقین ہے مچھلی زمین کی — جس روز کھولئیگی وہ کاکل کے شست کو

پہونچا تھا شب کو ہاتھ جو محرم کی بند تک — کھلتے ہی آنکھ تہام لیا بند دست کو

یہ روئے ہم کہ پل مین سمندر بہا دیا — لہر آگئی اگر لب دریا نشست کو

ای ترک بانکپن کا جو بانا ہی پانو مین — پہلے نکال زلف و کلہ سی شکست کو

ہمکو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے — یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو

انکی شکست توبہ کا ایسا رواج ہے — مشرب مین محتسب نے کیا می پرست کو

دریا چمن مین موج گل تر نظر پڑی — مستون نے پل خیال کیا دار بست کو

کس درجہ ماس ہے دل بیتاب ہو طپان — تار نفس کی توڑ نہ لیجاے شست کو

توسن نے اوس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا — سرعت کو باد تند سے آہو سی جست کو

قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکھ لیا — تجویز وصل مین ہوا ہنگلہ نشست کو

خوف سیاہی شب ہجران کو کیا کہون — ترک فلک نے ہول دیا فیل مست کو

۱۴۴	عاشق دل اسقدر تہ و بالا جو ہوگیا دیکھا قد بلند کو اور جعد پست کو	۱۴

اوڑ چلون اک روز سوے لکھنؤ — پر لگا دے آرزو نے لکھنؤ

دل مین ہی کیا آرزوے لکھنؤ — منہ پھرا جاتا ہے سوے لکھنؤ
یاد عق مین کی عرق ریزی بہت — ہم ہین وجہ آبروے لکھنؤ
یاد مین اک سرو کی کوکو کنان — پھر پھرینگے کو بکوے لکھنؤ
ارمغان ہم لائے بہر اہل شہر — دل مین داغ آرزوے لکھنؤ
دیکھتے ہین خواب یا بیدار ہین — ہم کہان اور دید روے لکھنؤ
پاون تھکتے ہی نہین اس راہ مین — دل کھینچا جاتا ہے سوے لکھنؤ
پایا یوسف کا پتا یعقوب وار — منزلون سے آئی بوے لکھنؤ
جاے مشعل راہ مین کام آئی خوب — داغ عشق ماہروے لکھنؤ
یا خدا ہون موسم ما مین پھر — گرم صحبت تند خوے لکھنؤ
آبرو مٹی کہ عزت خاک ہو — خاک چھانین کو بکوے لکھنؤ
خوف شادی مرگ ہے ای فرط شوق — آن پہونچے روبروے لکھنؤ
کفش پا اب بنگئے ہین آبلے — اسقدر کی جستجوے لکھنؤ

۱۴۵	اب ملا عاشق تمہین جاکر پتا برسون کی تھی جستجوے لکھنؤ	۱۲

پوچھتے ہین وہ مری چشم نم آلود کو — پاتا ہون ہر اشک مین گوہر مقصود کو
مثل ہواے حباب روح بدن مین ہی بند — جانبو نقش بر آب ہستی نابود کو
شعلۂ آتش بنا رنگ حنا ساقیا — آگ لگادی ہے کیا دست حنا آلود کو
ہے دل پر داغ مین زلف کا اس سے خیال — بزم مین لاتے نہین مجمر بی عود کو

سلسلۂ اشک و آہ دست و گریبان ہی یون — رشک ہی طوفان نوح آتش نمرود کو
زیست کہان تک بہلا موت سے ہی خوف کیا — ہو گی فنا ایک دن عالم موجود کو
فاقہ کشی کا مزا قانعون کے دل سے پوچھ — آگ لگاتی ہے بھوک مطبخ بے دود کو
پیتا ہون مے کی بدل خون جگر ہجر مین — کھاتا ہون مثل کباب داغ نمک سود کو
خواب مین رہتا ہی یار روز میری ہم بغل — سوتا ہون لیکر مدام شاہد مقصود کو
خال سیہ دیکھہ لو آتش رخسار پہ — آگ جلاتی نہین دانۂ بارود کو
آتے ہی عہد شباب ہجر کی صدمے اوٹھائے — پہونچی نہ راحت کبھی جان غم آلود کو

١٤٦ — دیر مین عاشق رہے بندۂ بت مدتون — سر نہ جھکایا کبھی سجدۂ معبود کو — ٢١

قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب دو — ذرے کا جو سوال کرے آفتاب دو
جلتے رہو سکو اگر ہم کباب دو — آنکھون کے آگے آئی جو جام شراب دو
ہو بندگی قبول تو مسجد بناؤن مین — مجلس کرون سلام کا جو تم جواب دو
منجن سے دانت مانجھہ کے آئینہ دیکھہ لو — تیغ نگاہ کو دُر دندان سی آب دو
اولٹو نقاب کو تو کہین یہ ستارہ بین — رخسار سے ایک برج مین ہین آفتاب دو
محرم نہ روک کہی تو ہون خود نمائیان — ٹکرائین بحر حسن شکم مین حباب دو
اے جان میرا تار رگ جان نہ ٹوٹ جائے — اتنا نہ اپنی کاکل پرخم کو تاب دو
راحت نصیب ہو گی تو جھیلین گے رنج بھی — سونی مین وصل و ہجر کے دیکھے ہین خواب دو
چشم غضب سے دیکھو اگر سوئے آسمان — تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب دو

بنت العنب کی تاک مین پہرتے ہو زاہدو / کہا یون قسم جو ہاتہ پہ ام الکتاب دو

مدّت گذر گئی ہے کہ جہبکی نہین پلک / مردون کو مین بہگاؤن اگر اذن خواب دو

چہ چند ماہ سے تری چہرے مین نور ہے / ابرو ہین دو ہلال عذار آفتاب دو

ہجرت نصیب کیا مجہے کہتے ہو دوستو / یہ فال بد نہ بہر رسالت مآب دو

یاد بلاے زلف ہی خوف شب فراق / رہتے ہین ایک جان پر اپنی عذاب دو

کیا ڈر ہے قہر پر تری رحمت کو فوق ہے / دو بجلیان ہین کان مین گیسو سحاب دو

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے / ایک انتقال دہر مین ہے انقلاب دو

کاوش ہی تمکو اے گل تر مجہ نحیف سے / کانٹا لگے جو پاس مین تو بہی نہ آب دو

جو بادشاہ مصر کا تم سا حسین ہو / یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو

معذور ہم ہین ضعف سے اے منکر و نکیر / آپہی کرو سوال تم آپہی جواب دو

بوسہ جو تل کا مانگا تو خاموش کیون ہوے / کیا گہنگنیان بہری ہین منہ مین جواب دو

١٤٧	جہوٹے ہون سب رقیب رہے نام آپ کا عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو	٢٦

پہر وہی دن ہون گلا پہر تیغ کا مشتاق ہو / پہر کراہین رات بہر پہر زندگانی شاق ہو

دیکہنے آتے نہین کاٹے کو مار زلف کی / خال دکہلاتے نہین ایسا نہو تریاق ہو

جہوٹ ہی جو صبح صادق کو فروغ رخ کہون / لطف دیتا ہی جہان تک شعر مین اغراق ہو

پائین بوسہ خال کا یا بوسۂ خط ہو نصیب / ایک دونون مین ملے یا زہر یا تریاق ہو

بڑہ گیا ضعف و قلق راحت کی اب صورت نہین / بیٹہہ بہی مین جاؤن مشکل ہے تو اوٹہنا شاق ہو

شعر بد سب کاٹ کر دیوان سی باہر کیے
ضد ہی بند ون سی خدا گر رحم کہانیکا نہین
ناصحا یہ رنج کیا عشق حقیقی مین نہین
رفع بد نامی سمجکر ڈالتے ہو بیڑیان
تمکو اسے مژگان و ابرو کیا کہون اسکی سوا
شعلہ آواز سے ہے گرمی بازار حسن
لاکہ نیند آنکہون مین جلدی وصل مین کہتی ہو تم
فصل گل آجاے پہر گہر مین ہو شغل مہ کشی
دیکہیے کس سی فروغ نور دندان کی مثال
خاک کنگہی کی چمک حسن گلو سے ہو گیی
صحبت بد کی سیاہی قلب سے جاتی نہین
دوستی مین جان لی دم دیکی غارت کر دیا
خوف بی ساماں کو کچہ آفات دوران سی نہین
چیر کر پہلو سی پہیکون دل جو ہو راحت طلب
روتے روتے ہم شب فرقت مین اندہی ہو گیی
فصل گل پہر آئی پہر ہو جائین سارے غم غلط
حسن ہو تمکو مبارک ہم غرض رکہتی نہین
شعلۂ رخ سے کنول پیمانون کی جل اٹہین سب

ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کہیے عاق ہو
بہیک مانگی سی نہ رے جو بت کوئی رزاق ہو
افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو
قید کرتے ہو کہ تا دیوانے کا اطلاق ہو
تیر بے پر ہو کمان بے چلہ و بی فاق ہو
کیون نہ گانے پر تمہاری مجمع عشاق ہو
وہ نہ فرمائش کرو پیاری جو ہم پر شاق ہو
انتظام شہر کی فکرون مین قاضی قاق ہو
برق تابندہ بہی جسکے عکس سی براق ہو
پیرہن میلا ہی تن سے جسقدر براق ہو
سنگ اسود آب حمت سی کہان براق ہو
یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قزاق ہو
راہ وہ چلیے کہ جسمین جو رہو قزاق ہو
زہر مین کہاون زبان لذت کی جسکے مشتاق ہو
اسے بیاض صبح نور دیدۂ مشتاق ہو
آنکہین ڈہونڈین جام کو شیشے کا دل مشتاق ہو
چہپتے ہین اوس سی کہ جو دیدار کا مشتاق ہو
شمع بزم مے جو وہ مینخوار سمین ساق ہو

لوح مرقد پر کسی بت کا نہ نقش قدم	شمع کے بدلے لحد پر کوئی سیمین ساق ہو
ہاتھا پائی کیجیے یون وصل مین اوس شوخ سے	آستین سے ہاتھ باہر پائنچے سے ساق ہو

١٤٨	بعد مردن منفصل عاشق نہون جزو بدن رشتۂ الفت اگر شیرازۂ اوراق ہو	١٤

حسن مین تھے عدل مین بھی شہرۂ آفاق ہو	ایک دم بیٹھے اگر صحبت مین کسرا طاق ہو
تو وہ لیلی ہے کہ مجنون دیکھکر ہو سرنگون	خانۂ زنجیر مین محراب ابرو طاق ہو
استخارا دیکھتے ہین میری گھر آنے پر آج	مانگتا ہون مین دعا مٹھی مین اونکی طاق ہو
شیشۂ مے ہاتھ سے رکھدون عروج نشہ مین	گنبد گردون ہشتم مین جو پیدا طاق ہو
جب مسیحا آپکو اے قاتل عالم کہین	لب جلانے مین تو خونریزی مین ابرو طاق ہو
گرنے والون کو سہارا جان بچنے کا ملے	عکس ابرو سے اگر چاہ ذقن مین طاق ہو
مسجدون مین اور کعبے مین یہ میخواری کرین	دور رندان ہو تو ہر شیشہ نہ کوئی طاق ہو
جلوۂ دیدار سے آنکھین اگر روشن کرون	تل تمہارے رخ کا خال دیدۂ مشتاق ہو
تم کو سب کہتے ہین دام زلف و ترک چشم سے	خلق کے صیاد ہو غارت گر آفاق ہو
جرم بعد از جرم اگر بخشین تو وہ مجرم نہین	حشر مین ہو حشر تو فرد عمل بیباق ہو
کشتی گردون ڈبودون خون کے سیلاب مین	وصف آب تیغ جانان مین اگر اغراق ہو
جس طرف نکلے اودہر سے اونگلیان اوٹھنے لگین	ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا طاق ہو
چشم حورا جائے روزن ہو تری دیوار مین	آئنہ رخسار ہو محراب ابرو طاق ہو

کوئی عاشق دل لگی اب اس سے افزون تر نہین

۱۹	صحبت شعر وسخن ہو مجمع عشاق ہو	۱۴۹

جو مسیحائی کا دعوا ہی تو بدلو چال کو
روح مین زندگی نکل آتی ہین اقبال کو

منہ چھپایا مجھ سے تلووں کے دکھایا خال کو
کسقدر پستی ہی میرے نیر اقبال کو

کوئی پہچانیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو
اک ذرا گردش نہوگی قرعۂ رمال کو

وہم بھی پاتا نہین اوس ماہرو کی چال کو
ہی فلک کی شکل گردش قرعۂ رمال کو

آپکے دیدار کے بھوکے جو تھے وہ مر گئے
خال کا دانہ چھپا کر کیون بلایا کال کو

اب صفا اونکی تن نازک کی ایسی پڑ گئی
اونکی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو

قتل کر ڈالو مجھ گریان کو تم برسات مین
روسے منہ پر رکھکے جلاد فلک رومال کو

آفتاب حشر پروہ ہو گا ہوا رخسار کا
زلف اوس کافر کی سمجھا نامۂ اعمال کو

نقد دل لیکر مرا برباد تمنے کر دیا
کون رکھتا ہے حفاظت سی پرائے مال کو

کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سے
بھول جاتی ہین مگر وہ آپ اپنی چال کو

بال ہٹ جاتی تو بجلی کوند جاتی بزم مین
سایۂ زلف سیہ ڈہانکی ہی گورے گال کو

قتل کر کے پھر کیا جو رنگ قاتل نے مجھے
وہ دہان زخم سے سمجھا زبان حال کو

شور محشر ہو گیا برپا صداے صور سے
کیا قیامت کی ہلا کر آپ نے خلخال کو

ہجر ساقی مین ہلال عید خنجر بن گیا
سمجھے عاشور محرم غرۂ شوال کو

نیک و بد کا روز و شب کے تمکو مالک کر دیا
نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو

گل کھلاے روی رنگین کا پسینہ پوچھکر
دامن گلچین بنایا آپ نے رومال کو

ٹوٹ جانیکا ہوا بہزاد کو ایسا یقین
ہو قلم سے بھی نکھینچا اوس کمر کے بال کو

کام آیا ایک دن طوفان بحر اشک چشم
سقف گردون پر گئی آنسو مری ٹپسال کو

١٥٠ وہ سوال وصل مین ڈر جائین گی تو یاس ہے
رنگ رخ اوڑنے سے عاشق دیکھ لینگے فال کو ٦١

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو
عروج مہر ہوا جب زوال ہو کہ نہو

گھٹینگے ہم نہ بڑھینگے وصال ہو کہ نہو
کمال حسن ہوا اسے مہ جمال ہو کہ نہو

اشارہ غیر کو ابرو سے کیون کیا صاحب
چھری تو پھیر دی بندہ حلال ہو کہ نہو

مکان یار سے کچھ دل کو میری الفت ہی
مجھے ارم ہے وہ حور اجمال ہو کہ نہو

ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کی آیا ہی
زبان غنچہ سفاک لال ہو کہ نہو

بچا نہ پاسے نظر سے نظارہ بازون کی
تمہارا سبزہ خط پائمال ہو کہ نہو

بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے
بخیر دیکھیے اپنا مآل ہو کہ نہو

جنون مین آمد زنجیر دل سے بھاتی ہی
بلا سے افعی گیسو کی چال ہو کہ نہو

حرام جانکے اک جام مے کا پی زاہد
وہان نصیب شراب حلال ہو کہ نہو

عبث ہے آپ کو طاؤس و عندلیب سی رشک
کسی مین آپکی بھی بول چال ہو کہ نہو

کرو نہ صبح کا وعدہ مریض الفت سی
کٹے نہ شب تو تمہین انفعال ہو کہ نہو

لیا ہی آج تصور مین ہونٹھ کا بوسہ
بسان آتش یاقوت لال ہو کہ نہو

زبان تیغ ٹھہرتی نہین کسی صورت
جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو

مجھے پسند شرارت ہی حسن صورت سی
پری خصال ہو حور اجمال ہو کہ نہو

شب وصال جو مجھسے ہو کوئی بے ادبی
تو دشمنون کو تمہارے ملال ہو کہ نہو

ترقیون کی توقع ہے سلب طاقت ہی
قد خمیدہ بسان ہلال ہو کہ نہو

کسیے دماغ لحد مین جو انتظار کرے
جواب دینے لگو نگا سوال ہو کہ نہو

گناہ بخش دیے تو نے لا کہ رحمت سے
مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہو

نہین ہو مجسے عداوت تو کجروی کیون ہے
چلو یہ چال تو دل پائمال ہو کہ نہو

چمک دکہاے جو تعویذ تیری چوٹی کا
تو برق طور کا پھر احتمال ہو کہ نہو

۱۵۱
مجھے دکھاکے جو لے غیر بوسہ ابرو
تو بے چھری کے یہ عاشق حلال ہو کہ نہو
۲۵

سنبھلو عاشق ابھی ٹکڑے نہ جگر ہونی دو
اونکے بھی دل مین محبت کا اثر ہونی دو

قبر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو
پھیری ہنسی کا دل یار مین گھر ہونی دو

گردش چشم فسون گر کا تماشا دکھلاو
اب زمانے کو ذرا زیر و زبر ہونی دو

تمکو آنا ہی تو آج آو جو کل آئے تو کیا
حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونی دو

شام سے وصل کی شب مجکو دہراتی گذری
یہی کہتے رہے ہر وقت سحر ہونی دو

دیکھو تم چشم غضب سے تو سمندر جل جاے
قطرۂ آب صدف مین نہ گہر ہونی دو

دو قدم جہونک سے زلفون کے نہین چل سکتی
ہمتو جب جانین کہ دو ہری نہ کمر ہونی دو

عیش اپنا نکرو تلخ تمہین کیا مطلب
جیسی ہوتی ہے بسر میری بسر ہونی دو

بام پر اوڑکے پہونچ جاونگا مانند نظر
چاندنی رات تو اے رشک قمر ہونی دو

اپنے زانو کی ثنا پوچھتے ہو کیا مجسے
نیند آجاے اگر بالش سر ہونی دو

کیون مٹاتے ہو جو ہے دل مین کدورت باقی
ابھی صحرا مین مجھے خاک بسر ہونی دو

مین بھی مطلب کو پہنچ جاؤنگا اس دہو کی مین — قتل عالم او نہین منظور نظر ہونے دو
آئے پرسش کو فرشتون کی طرح راضی ہون — قبر کی طرح اندہیرا مرا گہر ہونے دو
گیسو و تمکو نہ طرار کہونگا جب تک — دل چرایا تو جگر تو نہ خبر ہونے دو
رگ سکیگی نہ کبھی تیغ ہلال ابرو — ماہ کامل کو ذرا سینہ سپر ہونے دو
دہن تنگ ہوا چشمۂ حیوان تو کیا — اس سے سیراب کوئی تفتہ جگر ہونے دو
آشنا جو ہین او نہین دانت کہا دو ہنسکر — موج زن آج یم آب گہر ہونے دو
روز دیکہین گر او نہین شہر سے باہر تو چلین — کیا حذر ہمسے کرینگے وہ سفر ہونے دو
منہ کو ڈہانکو نہ شب وصل تم ای مہر لقا — آج پردے کو گریبان سحر ہونے دو
عشق کو ترک کیا کثرت طاعت ہی ضرور — بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادہر ہونے دو
غیر جا جا کی رگاتے ہین مری جانب سے — دوستو تم تو ادہر کی نہ ادہر ہونے دو
آئے صندل بھی لگانی کو تو ہمراہ رقیب — درد سر ہونے نہ دو درد جگر ہونے دو
میان سے آٹھہ پہر صاف کہنچا رہتا ہے — نیمچہ آدہ گھڑی زیب کمر ہونے دو
یاد دو امیری کرو یا مجھے مرجانے دو — یا ادہر ہونے دو یا مجکو ادہر ہونے دو

١٥٢	نقد جان یار کو دیگا نہ کوئی اے عاشق غیر ہون لاکہ اگر صاحب زر ہونے دو	٢٠

خط بھی لکھون تو عیان حال نہو کام نہو — لاکہ چاہون تو نشان مہر کا ہو نام نہو
موت آجاسے غم زلف سیہ فام نہو — صبح ہو جائے کہین جلد مگر شام نہو
چرخ پہرتا ہے فقط میری تباہی کے لیے — مین اگر بیٹھہ رہون گردش ایام نہو

زلف مین ہنس کر ڈرا اگور کی اندہیاری سے
دل اولجہتا ہی کہین زیر زمین دام نہو

دل مین الفت ہی مگر خوف ہی غمازون کا
دیکہے خط کہتی ہین قاصد سے مرا نام نہو

عیش جب تلخ ہو اپنا تو کسی سے کیا کام
توڑون مینا ہی فلک پاس اگر جام نہو

حال بیمار محبت کا یہ ہے آج کی شب
صبح ہو جاے جو شاید تو کبہی شام نہو

ہاتہ آتا ہی کیسے سلسلہ ایسا محکم
کافر زلف ہون کسطرح وہ بت رام نہو

بادہ نوشی نہ چہٹی بے سروسامانی مین
منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو

شوخ ہے بادۂ گلرنگ سے وہ چشم کحیل
سرمۂ دیدۂ دلدار خط جام نہو

رات کو وصل مین رہتا ہی سحر کا دہڑکا
دنکو آتے ہین تو کہتے ہین کہین شام نہو

ہاتہ پہیلانے سے نفرت ہی یہ دل کو اپنے
ٹوٹ بہی جاے یہ شیشہ تو کبہی جام نہو

طائر دل کو ترے ہاتہ سے کچہ وحشت ہے
رشتۂ خط کف دست کہین دام نہو

گردش دیدۂ مخمور کا سودا ہی مجہے
دور مجلس ہی یہ ڈرتا ہون وہی جام نہو

ساتہ سوتے مین لگانے نہ دیا ہاتہ اس سے
نقرۂ خام بدن ہے ہوس خام نہو

تار پورون مین ہنون رشتۂ جان حاضر ہے
داغ دل لاؤن چہڑی پہ جو تری شام نہو

تشنۂ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
جس طرح ماہی بے آب کو آرام نہو

آہ سے پہونکیے دم بہر مین طناب خورشید
صبح ہو جاتی شب ہجر تو پہر شام نہو

کوے جانان مین شب ہجر نرد دہی مجہے
گلشن خلد تو وہ ہے کہ جہان شام نہو

۱۵۲	تمکو عاشق غم دنیا ہے کبہی فکر مآل ہے وہ عاشق کہ بجز عشق کے کچہ کام نہو	۱۹

قتل درگاہ مین کرتے ہین گنہگارون کو
بت کہان جا کے علم کرتے ہین تلوارون کو

عاشقون سی یہ تنفر ہے جفاکارون کو
کس مرض کی ہین دوا کہتی ہین بیمارون کو

پتھر اصنام چٹاتے ہین جو تلوارون کو
شور ہی قتل کرینگے یہ نمک خوارون کو

اوسنے جو کھولدیا برق سی رخسارون کو
اوٹھ کے دامن مین لیا ابر نی کہسارون کو

کیا مزا اسیر کا جب سہ سکندر ہو خزان
جا کے گلزار مین کیا چاٹیے دیوارون کو

یہ سمجھتی نہین ہوتی ہے ہمین پر عاید
آ کے غصے مین صنم کوستے ہین پیارون کو

موج کی شکل شب وصل گئی دم بھر مین
دیکھا آنکھون نی حبابون کیطرح تارون کو

اے صنم آہ جو کھینچون تو ترا دل ہلجاے
یہ وہ آندہی ہی کہ ٹکراتی ہی کہسارون کو

خاکسارون کی کہین گرد نہو گی معلوم
بار خاطر نہ سمجھیے گا کبھی یارون کو

پھر گیا میر استارا تو نکالونگا غبار
خاک مین چرخ ملادونگا تری تارون کو

ہمکو دکھلائیے بنگلہ کہ ہمین محرم ہین
اسکی دیوار مین کیا دخل ہے معمارون کو

دل تڑپتا ہی مرا آتش غم پر اس سے
لوٹ کر لوگ بجھا دیتے ہین انگارون کو

حلقہ زلف مسلسل مین ہوونگی نزدیک
سان پر آج چڑہاتی ہین وہ تلوارون کو

بھی وحشت ہی نو رضوان سی ہو جائیگی شرط
پہلے جنت کی گرا دیجیے دیوارون کو

اوسکی پگڑی کا تصور جو بندہا ہجر کی رات
طرے مقیش کی سمجھا کیا مین تارون کو

بوسہ حسن ملیح آج خفا ہو کے دیا
شور کرتے ہین سبھی اپنے نمک خوارون کو

رخصت فصل بہاری کی یہ صدمہ کھینچے
اوٹھتے ہین مرغ چمن ٹیک کی منقارون کو

سر مرا کاٹ کی یون طعن سی فرماتے ہین
آنکھ کو پھیرتے دیکھا ہی وفادارون کو

١٥٨	روز مولود سے عاشق ہی عناصر مین نفاق چار دن لطف وفاق اوٹھا نہ بیچارون کو	٢٨

رد عشق حقیقی سے مجازی کی بلا ہو	کیا خوف بتون کا جو نگہبان خدا ہو
کچھ غم نہین دلبر نہ اگر جور نما ہو	خوش وضع ہو خوش پوش ہو پابند وفا ہو
انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو	بندہ وہ ہے جو تابع مرضی خدا ہو
عالم مین کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو	تب سینے مین دل آئنۂ غیب نما ہو
پوجا بھی بتون کا ہی عبادت بھی خدا کی	طاعت یہی مجھے کام ادا ہو کہ قضا ہو
خالی جو کٹی زیست تو ہی موت سے بدتر	معشوق رہے کوئی برا ہو کہ بھلا ہو
وہ مرحلۂ عشق مین پوچھین کہ نہ پوچھین	سو بار مرا دل مری ہمت پہ فدا ہو
زلفون کی کرامات کا اوس وقت ہون قائل	دیکھا جو کوئی کافر اعجاز نما ہو
پر دے مین محبت کی عداوت کا مزا ہے	گھٹ جائے مرا دم جو گھڑی بھر وہ خفا ہو
وہ چال کرون غیر کا سب رنگ مٹا دون	ہمت کو نہ ہارون جو نہ قسمت کا بدا ہو
عناب لب شیرین ذقن نے ہمین مارا	بیمار بچے کیا جو دوا ہو نہ غذا ہو
اے ترک بہت فرق ہی اب حسن کی بل مین	اللہ کرے زلف پہ کچھ پیچ پڑا ہو
مرتے ہین گرفتار نہ اندھیر کرے زلف	سر پر اسی کافر کے نہ خون شہدا ہو
ہو جاو کسی دن جو برابر سے مقابل	فقرہ نہ چلے کچھ نہ کوئی ناز ادا ہو
اے بت جو نہ پوچھوگے تو مر جائینگے کیا ہم	کچھ خبر تو ہے کیا تمہین بندے کے خدا ہو
جانا نہ مرا نام نہ عاشق مجھے سمجھے	پوچھا نہ کسی روز کہ تم کون ہو کیا ہو

گریان عدم آباد سی ہم آئے جہان مین
ای چرخ رولاؤ سکو جو پہلے سی ہنستا ہو

فریاد کبھی دل سی جو لب تک نہین آتی
وہ کہتے ہین ٹوٹے جو یہ شیشہ تو صدا ہو

شام شب فرقت سے لبون پر ہی مرا دم
ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو

اچھا نہین ہوتے ہو جو کانٹے مری حق مین
اس راہ مین شاید کوئی اور آبلہ پا ہو

رونی کی جو خواہش ہو عناصر نہ رہین چار
جو آگ ہی پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو

گذری ہی گذرتی ہی گذر جائیگی یون ہی
کیا ہو گیا کیا ہوتا ہی اب دیکھیی کیا ہو

ای دشت جنون ہی تری کانٹون سی محبت
پھر آؤن جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو

سفلون سے نہو پرورش اہل سعادت
امکان نہین بوم کے بیٹھنے سے ہما ہو

مر جاؤن پہ دید لب جان بخش نہ چاہون
تم سے نہ ملون سر بھی اگر تن سی جدا ہو

تمسے بھی مجھے ای ملک الموت ہی الفت
ملک عدم آباد کے تم راہ نما ہو

وہ پاس قریبون کو پھٹکنے نہین دیتے
پہلے سی ہوا دارون کو کہتی ہین ہوا ہو

۱۵۵

معشوق وفادار کہان اسکا گلہ کیا
عاشق جو کیا عشق تو پھر اسکو بنا ہو

۱۹

گردش مین رہتی ہین روز و شب کو صبح و شام کو
عارضہ دوران کا مدت سی ہے ایام کو

برہمنون کی پرستش ہے پیکر اصنام کو
مین فقط پوجا کیا اپنے خدا کی نام کو

لوح دل پر نقش استقلال ہی تو ای فلک
توڑ ڈالون گا طلسم گردش ایام کو

نالۂ دل بعد مردن گور مین کام آئینگی
قبر مین اپنی مجھو سے دونگا استحکام کو

شعلۂ رخ مصحف رو خال ہندو دیکھ کر
پوجتے ہین آگ کو اللہ کو اصنام کو

صبح تک روشن ہی تربت پر ہماری چشم غول — دیو مرقد پر جلاتے ہین چراغ شام کو
ہین وہان پہنچا جہان پہنچے نہین یہ روز و شب — میری گردش نے تھکایا گردش ایام کو
دیکھیے مرنے پہ کیا ہو عمر بہر گردش رہی — آج تک دو گز زمین پائی نہین آرام کو
کوئی بننین کہتا ہی اور کوئی بنواتا ہی قصر — یہ نشان چھوڑیگا وہ زندہ کریگا نام کو
سخت جانی سے لہو اک بوند پیکر مین نہین — ہڈیان کہاتی ہین میری تیغ خون آشام کو
مہر کیا چمکے مرے داغ جوانی کے حضور — کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو
میری نالون سے ہوی بدنام تم آفاق مین — مین نے جہنڈے پر چڑہایا ہی تمہارے نام کو
سرخ چہرہ ہو ذقن تک کیون نہ پینے سے شراب — آفتاب آخر پکا دیتا ہے سیب خام کو
خانۂ دل مین عوض کڑیون کی ہوتی استخوان — پائداری کچھ تو ہو جاتی بنا خام کو
نالۂ شبگیر سے میرے جلا یہ آسمان — ہو گیا چونہ سفیدہ صبح کا ہے نام کو
کیا شب ہجران سحر کر دی ہی رو کر دیکھنا — اشک کی تیزاب سے کاٹا سواد شام کو
رونگٹے رخ کے بہت مونڈو نکل آئے ہین بال — مشق سے اصلاح ہو جاتی ہے خط خام کو
آنکھین میری ملکی تلوون سے یہ فرماتی ہین وہ — ہمنے یون تیچ ہوی دیکھا نہین بادام کو

۱۵۶	فکر پیچ چرخ عاشق ایک سے ہے تقدیر سے پختہ مغزون مین نہین پایا خیال خام کو	۲۴

عقدہ وا ہون تری زلف ایک نظر دیکھین تو — راز عالم کے کہلین ایک کمر دیکھین تو
داغ سینے کا مرے ایک نظر دیکھین تو — نور آنکھون کا بڑہے سوی قمر دیکھین تو
نغمے قفس کے نہ اسیر ہین نہ گہر بلبل کے — نالے رنگین مرے وہ گل تر دیکھین تو

جان کیون جاے جو کاکل مین وہ عارض دکھلائین
کوچ موقوف ہو عقرب مین قمر دیکھین تو

عیسی لب کی محبت نہین بیکار اے دل
کیون کرین قدر طبیبون کی ضرر دیکھین تو

کون سنتا ہی مسیحائی کا دعوے گھر مین
اپنے بیمار کو وہ ایک نظر دیکھین تو

ہم تو آخر ہین مگر اور سے الفت نبھہ جای
خیر وہ نخل جوانی کا ثمر دیکھین تو

نالۂ بلبل شوریدہ اوڑا دیتے ہین کان
خشک ہو جای زبان آے گل تر دیکھین تو

جھانک لین روزن دیوار سے خالی اغیار
چشم بد دور او نہین بھر کی نظر دیکھین تو

نگہ مہر کا غیرون کو نشانہ رکھیے
سر پہ چڑھ جائین عنایت کی نظر دیکھین تو

نام کو گوہر غلطان ہی در اشک ہی اور
دست مژگان پہ نہ ٹھہری وہ گہر دیکھین تو

آئنہ دشمن لب ہی نگہ گرم کے ساتھ
جل کے ہو جاے ابھی تلخ شکر دیکھین تو

اہل محفل کو اجازت ہو جو دید رخ کی
سہرہ بن جائین ابھی تار نظر دیکھین تو

امتحان رخ شفاف ہو آئینے مین
ڈگمگا جای ابھی پاے نظر دیکھین تو

ڈوب مرنے کی ہین مشتاق نقاہت کے سبب
کود پڑتے ہین ابھی آب گہر دیکھین تو

ہجر مین اپنے کیا اسنے زمانی کو ضعیف
یاد آ جاے انہین عالم زر دیکھین تو

بلبل نغمہ سرا کو ابھی بھیجین صیاد
کسقدر غنچون کی مٹھی مین ہی زر دیکھین تو

نزع کے وقت عیادت کا نہین راضی مین
آپ ہٹ جائین مجھے نوع دگر دیکھین تو

نظر آتا ہی خدا گوشۂ تنہائی مین
اپنی حالت کو ہمین دیکھین اگر دیکھین تو

زاہدو توبہ کرو کوے مغان ہی ٹکسال
ہم پہ کہتے ہین نہین کس کا گذر دیکھین تو

کرتے ہین زیر زمین کسکے ستم کی فریاد
کبھی وہ گور غریبان مین گذر دیکھین تو

نزع مین حسن کی مجھے ناز سے فرماتی ہین
یہی ہوگا وہ کسی اور پہ مر دیکھین تو

آپ بیٹھے ہین یہان غیر کھڑے ہین باہر
ہم تو گھس جائین کسی اور کے گھر دیکھین تو

١٥٧ — ٢٩

موشگافون سے نہین چلنے کی عاشق اسکی
لاکھ ہو بال سے باریک کمر دیکھین تو

عاشق ریحان خط کیا ہو نگین آفت ہو تو ہو
کشتۂ قامت حسین کیونکر قیامت ہو تو ہو

لینگے بوسے خوب غازہ رخ کا غارت ہو تو ہو
جیتے جی رنگت تمہاری آج جنت ہو تو ہو

بیچ کر جان آئی ہین قاتل کی ہم دربار مین
اک کفن ہمکو ملے اورون کو خلعت ہو تو ہو

آنکھ سے آنسو نہ ٹپکے گو جگر مین درد ہو
اف نہ نکلے منہ سے دل پر داغ حسرت ہو تو ہو

عشق کامل کا اثر سنتے ہین پر دیکھا نہین
ہے عداوت آنکھ مین دل مین مروت ہو تو ہو

دیو مین یہ رعب دیکھا ہی نہ پریون مین یہ ناز
کچھ سلیمان مین تمہاری شان و شوکت ہو تو ہو

غائبانہ ہوگا مزاج یار سے کیونکر نباہ
حور کوئی اونکی صورت کی عنایت ہو تو ہو

فکر کس کس کی کرین خود ہین کنارے گور کے
اپنی ہی رخصت ہے رخصت تاب و طاقت ہو تو ہو

گرمے صحبت کہان حورین نہین آتش مزاج
ہم جہنم کی کرینگے سیر جنت ہو تو ہو

خوف سے مین کانپتا ہون گو بلائی ہے تمہارا
وصل جی بھر کی ذرا بھی اونکو غفلت ہو تو ہو

اہی سر پہ کب نگاہ اوڑتا ہی تمہاری بزم مین
جسکا دہوکا ہے مری چہری کی رنگت ہو تو ہو

اے دل سوزان کو اپنے کس سے مین تشبیہ دون
اخگر دوزخ کا شہرہ ہے یہ حدت ہو تو ہو

وہ نہ نکلے گھر سے منہ پر سایہ روز نظار
ہے غضب میری لیے اورون پہ رحمت ہو تو ہو

عفو تقصیر بتان مین برہمن سے کیجیے ساز
بار عصیان سے سبک ہون بار منت ہو تو ہو

خوب جب بکہا جواہر ہین سہ لعل لب کہلا | لیکن اثبات دہن کرنی مین حجت ہو تو ہو
ذبح کرکے مجکو تم کیون اسقدر ملتے ہو ہاتہ | چہٹ گیا میرا لہو مہندی کی رنگت ہو تو ہو
پوچہتے ہین شب کہو کس گہر مین ایسی روشنی | داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو
عذر کرتے ہو اشارہ کر چکے جب غیر سے | ہونکہ ہی پہلی ٹہہری پیچہے ندامت ہو تو ہو
چہوڑتی ہی کب لپٹ جاتی ہی جب بخیر زلف | ہی جو حیرانیون کی صفت حورون کی صورت ہو تو ہو
ڈہونڈہتے ہو شہر مین کیا اپنی دیوانی کی قبر | جا ہی مدفن گوشۂ صحرا کی آفت ہو تو ہو
کچہ خبر دل کی نہین مجکو کہان ہی کیا ہوا | ہے جو میرے پاس تو اونکی امانت ہو تو ہو
سوز دل سہ گلشن داغ بدن مرجہا گیا | آب اشک چشم سہ پہر کچہ نضارت ہو تو ہو
پرتو رخسار برق خرمن مہتاب ہے | ہان مقابل اس سہ خورشید قیامت ہو تو ہو
گشتۂ زلف سیہ سنتے ہین دم لیتا نہین | ہی بلا کی شکل بہی کالے کی خصلت ہو تو ہو
جب یہ سمجہے ہی خدا کو آپ بندہ کا خیال | کیون طلب کیجے وہان سہ خود عنایت ہو تو ہو
ایک مدت تک ہرن کا مین نی کہیلا ہی شکار | چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو
تلخی زہر تغافل سہ بہت جی بہر گیا | میٹہی باتین آپ کی سننی سہ رغبت ہو تو ہو
ایک تار زلف سہ موے کمر باریک ہے | بوجہ جوڑی کا اوٹہے کچہ کرامت ہو تو ہو

۱۵۸ | اٹہے گا نقصان بہی عاشق مزاج یار مین | ۲۱
تم وفاداری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو

چاک سینہ کا ازالہ ہو نہین دوختن کے ساتہ | قطع ہوتا ہی گریبان جیسے پیراہن کے ساتہ
کیتری دہوم لوا گردوں نہین کی ہم | جائیگی جان اپنی اے گل تیرے پیراہن کے ساتہ

وحشتین جاتی رہین محوِ خرام یار ہین
کبک بھی طاؤس بھی چلنے لگے بن بنکے ساتہ

کوے قاتل کو چلے لیکر دلِ غم دوست کو
ایک دشمن کی طرف جاتے ہین اک دشمن کے ساتہ

دشمنِ جان ہین وہ میرے مین تصدق دل سے ہون
کون ایسا ہے کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتہ

دشت مین کان آشنا ہونگے صداے غول سے
چہچہے مرغانِ گلشن کے رہے گلشن کے ساتہ

رچ گیا سودا بدن مین اب دوا بیکار ہے
روزِ محشر تک رہینگے داغ میری تن کے ساتہ

لطف دیتی ہے شعاع مہر مین قوسِ قزح
چوڑیان دو دو پہنتے ہین جو وہ کنگن کے ساتہ

بے سبب آزردہ ہوتے ہین مگر دل صاف ہے
ہٹ بھی کرتے ہین بگڑتے بھی ہین تو بچپن کے ساتہ

ہاتہ جب اونکے گریبان تک نہ پہنچا صبحِ وصل
گردِ رہ کی طرح ہم لپٹے گئے دامن کے ساتہ

کچہ بھی غیرت ہے رقیبون کو تو خود مرجائینگے
ہم جہان جاتے ہین ہو لیتے ہین وہ بن ٹھن کے ساتہ

کہائے لاکہون زخم پر قطرہ نہ نکلا ضعف سے
خون تن مین یون ہے جیسے آب ہو آہن کے ساتہ

پتلیان آنکہون کی تنسے بھی ہوا ہین پردہ دار
سات پردے بھی چہٹے رہتے ہین اک چلمن کے ساتہ

کسکو ایذا ہے مری عریان تنی سے دہر مین
کب کہنچا کانٹا اولجھکر دشت مین دامن کے ساتہ

ایسا نازک دل بنایا کائنات دہر نے
مین بھی نازک کر رہا ہون غیر کے شیون کے ساتہ

کیا شکایت دوستی مین ہو ہماری دوست کو
دشمنی کرتے نہین ہم تو کبہی دشمن کے ساتہ

آئے زاہد میری محفل مین تو مین بھی دیکہون
کس طرح نبہتا ہے زہدِ خشک تر دامن کے ساتہ

عاشقِ جانباز ہے ہمراہ ہین وقتِ خرام
لپٹے جاتے ہین پتنگے تک رخِ روشن کے ساتہ

کردیا برباد جب گہوڑا اوٹھایا یار نے
مٹ گئے ہم بیٹھ کر نقشِ سمِ توسن کے ساتہ

کپڑے سائل کو جو تم دیتے ہو وحشت ہے ہمین
ہم بھی نکلے جاتے ہین جامے سے پیراہن کے ساتہ

۱۵۹	جسکو عاشق دل و یا جلاد بے سفاک ہے دیکھیے کیونکر نبھے اوس جان کی دشمن کے ساتھ	۷

شب کو او غیرت خورشید کہان رہتا ہے	دن کو بھی جاو ہین راتون کو جہان رہتا ہے
شعر کا ذوق ہے فرہاد ہوا اپنی موزون	نالہ کرنے مین بھی انداز بیان رہتا ہے
منتظر آپ کا رہتا ہون جو اپنے گھر مین	دیدۂ روزن در بھی نگران رہتا ہے
ہے فقط فصل خزان تک مزۂ ترک شراب	لطف روزے کا ہے جب تک رمضان رہتا ہے
فکر تعمیر عمارت ہے جہان مین بیکار	قبر کا کسکی زمانے مین نشان رہتا ہے
بھول کر زمزمہ پردازی گلزار عدم	کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے

۱۶۰	لذت وصل غم عشق مین عاشق بھولو ایکسا حال زمانے کا کہان رہتا ہے	۱۹

شعبدے سے دم ہین خدائی پاک کے	بولنے لگتے ہین پتلے خاک کے
اوس طلائی جسم سے پر زر ہوے	توڑے کیسے بنگئے دل آک کے
فرط استغنا مین سودا ہو گیا	ہاتھ کھینچے پانون پھیلے چاک کے
مٹی ہو کر یہ ہوا پر آ گئے	پہنچے گردون پر بگولے خاک کے
عکس عارض نے کیے سونے کی تار	چھلے بنجاتے ہین ڈورے ناک کے
اٹھ گئے اس دہر سے لاکھون فقیر	لگ گئے قبرون مین بستر خاک کے
برق دندان کی فروغ نور سے +	بادلہ ریشے بنے مسواک کے
دور گردون سے ہے انسان کی نمود	چاک پر بنتے ہین پتلے خاک کے

مست بوے گل ہوا ہے کوزہ گر — جام مے کے ڈوری ہین ڈوری چاک کے

مار کاکل چھوڑ کر شانون پر آپ — افعیون پر ہنستے ہین ضحاک کے

پہنس گئی اُس گنبد بے در مین ہم — آ گئے ہین دور رہین افلاک کے

روشنی سی طبع کی اندہیر ہے — سوختہ ہین شعلۂ ادراک کے

نامہ بر بہی اوسکے مفتون ہو گئے — خط تلف ہونے لگے ہین ڈاک کے

رخنۂ در بند ہوتے ہین وہان — سُن کے نالے مجہ گریبان چاک کے

زخمے تیغ نگہہ کو جہانکیے — کیجیے انگور تازہ تاک کے

بانٹتے ہین خار کو اے شاہ حُسن — پارچے وحشت مین ہم پوشاک کے

یار کی برق نگاہ مست نے — خوشۂ پروین جلایا تاک کے

دیکھیے دریا مین وہ کہدری ہاتہ پاون — دست و پا بہوسلے ہر اک پیراک کے

١٦١	ہے تصور خال چشم مست کا مے مین عاشق نشئے ہین تریاک کے	٢٦

ہی تصور عرش کا گو ہم بنے ہین خاک سے — پیر گردون کو جلایا شعلۂ ادراک سے

ہجر ساقی مین لہو یہ روئی ہم گلگشت مین — گردباد اوٹہنے لگی گلگون چمن کی خاک سے

تلخ ہو جاتی ہو دم مین میری آدہی بات — پہنو بالی نیم کا تنکا نکالو ناک سے

گرم رو ہو گا اندہیری مین اگر وہ ماہ رو — نور ٹپکیگا پسینے کی عوض پوشاک سے

جہانکنے سے آپ کی سب زخم دلکی پہٹ گئے — خام ٹوٹے دانۂ انگور ساقی تاک سے

سیر گلشن کو گیا وہ گل اگر برسات مین — پہوٹ آیا بہیگ کر رنگ اون پوشاک سے

جو ہوتی پہر بہار گل کے آنے کی امید
دامن گلچین کو بہر دیتا ابہی مین خاک سے

جان کر اکسیر اسکندر بہت جو یا رہا
تم مکدر کیون ہوے روشن دلونکی خاک سے

داغ دل سے آفتاب حشر کا منہ زرد ہے
اوڑ گیا رنگ سحر تیرے گریبان چاک سے

رشتۂ الفت سبب ہوتا ہے قطع ربط کا
ہین جو عالی ظرف وہ تحقیق کر لین چاک سے

چرخ گردان کی حقیقت خاک نظرو ہین نہین
اس سے بڑہکر گردباد اوٹہتی ہین میری خاک سے

حال میرا دیکہکر لاکہون کلیجے پہٹ گئے
کسقدر زخمی پڑے ہین ایک دلکی چاک سے

قتل سرگشتون کو کرتے ہین تماشے کے لیے
سر اوترتے ہین بدن سے جیسے کانسی چاک سے

سینے مین عشق حقیقی سے پڑے سو آبلے
دل کو استغنا ہوا تسبیح خاک پاک سے

پیر گردون کو بہی ہے سودا اسیکی چال کا
کہل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے

لاغری سے اب ہمارا نقش پا بنتا نہین
پانکل آتا تہا پانی ہر قدم پر خاک سے

ایک سائل ہو تو بوسہ وہ شکر لب دے او سے
سیکڑون کی منہ کبہی بہرتی نہ دیکہی خاک سے

حال کہل جاتا ہے سب کم ظرف عالی ظرف کا
دور ساغر کم نہین محفل مین ہرگز چاک سے

بدلے پانی کی چہڑکنا خاک پر میری شراب
بند کرنا گور خشت خم سے چوب تاک سے

دیکہکر دم توڑتے مجکو کنارے ہٹ گیے
ہاتہ دہو بیٹہے وہ بحر عشق کی پیراک سے

کیا کشش ہے ہاتہ رکہا یار نے جب گور پر
دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے

زندہ دل کو بعد بربادی بہی ہے نشو نما
بیضۂ ققنس نمو کرتا ہے جیسے خاک سے

رہتی تہی ہر وقت ہمدست گریبان بیت مین
کہنچتے ہو آج کیون دامن ہمارے خاک سے

وصل کی شب کم سنی مجکو جتائی یار نے
نتہہ کا دن آیا مگر پاپی نہ اوتری ناک سے

کہکشان و چادر مہتاب کو ترک فلک		بدلے کا بیلے تری رومال بنی پاک سے
۱۶۲	آرزو ہی کربلا مین قبر عاشق کی بنے اسکی بھی خاک نجس ملجائے خاک پاک سے	۱۹

عنایت سے وہان اور پر ہو گئی — یہان شکل نوع دگر ہو گئی
سویرے اذان دی شب وصل مین — مؤذن کو کیون کر خبر ہو گئی
ترے دانت لینے سے یہ چمکی ہے تیغ — شکر یاب اسمین آب گہر ہو گئی
مکدر ہوسے آئنہ دیکھکر — تمہاری ہی تمکو نظر ہو گئی
وہ اوٹھے جو تلوار کو ٹیک سے — کلائی لچک مین کمر ہو گئی
تصور مین کہینچا کیا شکل یار — مری ایک صورت بسر ہو گئی
شب وصل جب مین نے اولٹی نقاب — مؤذن یہ سمجھا سحر ہو گئی
تری شرم سے اور اوٹھا حجاب — پسینے سے محرم جو تر ہو گئی
سلجھنے مین گیسو کے اولجھے رہے — اسی پیچ مین شب بسر ہو گئی
گلا مل گیا خنجر یار سے — لڑائی بھی دم بھر مین سر ہو گئی
بھرا ہے وہی دل مین سوز فراق — مگر آہ کیون بے اثر ہو گئی
کسی اور کو پیچ زلفین نہ دین — بہر حال اپنی بسر ہو گئی
ضعیفی مین سب گھٹ گئے عضو تن — مگر ایک دوہری کمر ہو گئی
شرم سے انکو آنا نہ تھا — گجر بجتے بجتے سحر ہو گئی
مری دل کو تھی جس سے چشم امید — وہی آنکہ بیداد گر ہو گئی

بلا سے ہمین تو سونگہاتے تہی نہین ۔ شب زلف عنبر اگر ہو گئی
پیام اجل تہا پیام فراق ۔ خبر موت کی پیشتر ہو گئی
مرے پاس سے بزم مین اوٹھ گئی ۔ تڑپنے کی دل کے خبر ہو گئی

۱۶۳
گرے پڑتے ہین خود بخود طفل اشک
کسی کی تو عاشق نظر ہو گئی
۱۷

جو صرف نہو کام کی دولت نہین ہوتی ۔ مجنون کو زر داغ مین ثروت نہین ہوتی
ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی ۔ ہیرے مین کسیطرح کثافت نہین ہوتی
بوسے نے لب لعل کے ہمکو نہ جلایا ۔ یاقوت کے شعلے مین حرارت نہین ہوتی
مشہور ہے بکنے سے بڑہا رتبۂ یوسف ۔ اچھون کی کسیطرح حقارت نہین ہوتی
آئینۂ خنجر مین جو دیکھا رخ قاتل ۔ سُن ہو گئے ایسے کہ اذیت نہین ہوتی
کیون رخ کی صفا دیکھ کے حیران ہو دل صاف ۔ آئینے سے آئینے کو حیرت نہین ہوتی
افسردہ دلون کی نہین طینت مین عداوت ۔ مُردون مین تہ خاک کدورت نہین ہوتی
جو تخم عمل بوئیگا وہ پہولے پہلے گا ۔ اس باغ مین برباد ریاضت نہین ہوتی
وہ مہر پہرے راہ سے کیون آہ کو سُن کر ۔ بے معجزے خورشید کو رجعت نہین ہوتی
دل آئے کسی پر تو وہ چہرہ نہین چہپتا ۔ اے جان چہپائے سے محبت نہین ہوتی
حال خط رخسارہ گلگون جو بیان ہو ۔ سرسبز گلستان کی حکایت نہین ہوتی
خط آنے سے مٹتی ہی بہار رخ خوبان ۔ اس سبزے سے آنکھون مین طراوت نہین ہوتی
خلقت کی زبانین ہین کلید در جنت ۔ کس جا رخ رنگین کی حکایت نہین ہوتی

کس سے کرین شکوہ شب فرقت مین فلک کا
یہ ضد ہی کہ اب صبح قیامت نہین ہوتی

بھجواؤ نہ اغیار کو گلدستۂ نرگس
بندے پہ اگر چشم عنایت نہین ہوتی

قابو مین نہین دل و نہین حضرت کی طلب سے
کیون روح مری جسم سے رخصت نہین ہوتی

۱۶۴
عاشق دل پر داغ کو ہے الفت گیسو
طاؤس کو افعی سے عداوت نہین ہوتی
۱۲

امتحان ضبط کا ہو کیسے بیداد کوئی
کاٹ ڈالون مین زبان نکلی جو فریاد کوئی

کاسۂ سر جو حبابون کی بھی بھرتی ہین
تختۂ دامن دریا مین ہے جلاد کوئی

خانۂ جسم کی کیون فکر ہے تن پرور کو
پائیدار ایسی کہین دیکھی ہے بنیاد کوئی

باغ مین لوٹ پڑی جاہے جو وہ رشک بہار
زر گل لوٹ لی کوئی طرۂ شمشاد کوئی

حکم بسمل کو تڑپنے کا نہین مقتل مین
ایسا بے رحم تو دیکھا نہین جلاد کوئی

زلف جانان کا کیا سامنا سودا ہی اسے
کھولے ہے فصد رگ ابر کی فصاد کوئی

پتلیان دیکھ کے آئینے مین بولا وہ پری
پردۂ چشم مین بیٹھا ہے پریزاد کوئی

سیر نیرنگی دنیا جو نہوتی منظور
رخ نکرتا طرف عالم ایجاد کوئی

بے تکلف وہ چلی جاتی ہین کچھ خوف نہین
کوئی پامال ہوا ہو گیا برباد کوئی

نشۂ مے مین یہ سوجھی جو ہوا ایک پلنگ
تخت پر لیکے اوڑا آج پریزاد کوئی

نہ پڑا صبر جو انان چمن گل چین پر
باغ مین لوٹ ہے سنتا نہین فریاد کوئی

۱۶۵
قابل رحم ہے وحشت مین یہ حال عاشق
بیڑیان آ کے پہناتا نہین حداد کوئی
۱۳

پوچھا عرق رخ بت حورا سرشت سے — کھینچا گلاب یہ گل باغ بہشت سے
سجدے کو جب بتون کی وہ ہندو پسر گیا — سجدے کیے بتون نے نکلکر کنشت سے
بھیجی چنگیر پہولون کی اوسکے رخ نے ہمین — سمجھے کوئی طبق اوتر آیا بہشت سے
ماتہا رگڑ کے سجدون مین سارا اوڑا دیا — اک حرف کم ہوا نہ مری سرنوشت سے
ہوتے نہ جو فروش نہ گندم نما میان — آدم اگر نکالے نجاتے بہشت سے
پہینکے نہا کے اوس بت ترسا نے اتنے پہول — دریا کے مینڈہون کو ہوئی ٹکر بہشت سے
کسب فروغ یار کیا ایسا روز وصل — آئینہ خانہ گھر ہے مرا سنگ و خشت سے
دم بند ہو گیا مرے نالون کے خوف سے — ناقوس نے صدا نہ نکالی کنشت سے
اوس حور وش کے پاس تھے ہم جلتے تھے غیر — دوزخ کی سیر دیکھ رہے تھے بہشت سے
الفت اثر ہے کہ موثر سے جا نہین — مقصود وہ ہے کام نہین خوب و زشت سے
پتھرا گئین آنکھین جلوے سے ہر اوس بت پری سرشت — بت تپایان نہین جو وہ نکلا کنشت سے

۱۲	عاشق سوال وصل نہ لکھتا تھا یار کو محبوس نامہ بر ہے خطائے نوشت سے	۱۶۶

فکر انجام کہ راحت کی تمنا کیجے — چار دن زیست ہے اس عمر مین کیا کیا کیجے
نقد دل مفت نہ یون اینٹھیے بدلا کیجے — مول لیتے ہین اگر راحت کا سودا کیجے
دو دو پیمان دل سوختہ کو دکھلا کر — دل اگر ہے کا کس [illegible] تو سہہ لیجے
گوشزد آپکے کانون ہی نہین کان ہوئے — آنکھین آئینہ رخ [illegible] شوخ کر دیکھا کیجے
سبزۂ خط ہو المجل ہے نور رخ سے — دیکھیے آئینہ مین شکل تو مینا کیجے

ہم منافی کی قسم کہائین گے پچتایئے گا
وحشی چشم فسون ساز نہ یون ہونگی رام
گل قبا چاک کرے دیدۂ نرگس ہو بند
اوڑ گیا رنگ حنا ہاتہ کے بوسے جو لیے
سات پردون مین چہپائی کو اگر جی چاہے
رخ سے پردہ کبہو اولٹیے تو سفیدہ ہو جائے

ٹہہریے مانیے پہر آیئے کہنا کیجیے
کوئی جادو کوئی افسون کوئی ٹٹکا کیجیے
باغ مین آپ اگر بند قبا وا کیجیے
کہتے ہین دزد حنا کو مرے پیدا کیجیے
آنکہون کی پتلیون مین اونکی لیے جا کیجیے
صبح صادق کو یہہ دعوا اوسے جہوٹا کیجیے

۱۶۷	صاف اوتر جائیگا غیرون کی نظر سے عاشق آنکہ سیلی سے تو تیوری نہ چڑھایا کیجیے	۱۶

نہین حاجت آب انگور ہے
یہ ابرو ہین دو آیت چشم زخم
وہ صیاد سیکش نہ پہر تاک سے
مری فکر خالی نہین فیض سے
وہ آئینہ رخ وہ چین جبین
کہنچی تیغ جب سر اجہک گیا
حسینون کی صحبت مین ہون رات دن
نکالو بہت بات مین بات آج
عجب ساق سیمین کی ہے روشنی
عوض مدح کے جا کے کہتا ہون مین

وہ خود نشۂ حسن مین چور ہے
تری آنکہ سے چشم بد دور ہے
مرے زخم کا تازہ انگور ہے
مرا دل نہین بیت معمور ہے
سکندر کا دل جان فغفور ہے
مجہے زخم کہانے کا ناسور ہے
پری ہم بغل ہے کبہی حور ہے
سمجہتے نہ تہے کل کا مذکور ہے
یہان شمع کا نور کا فور ہے
سماعت ترے کان سے دور ہے

وہ زلف سیہ اور وہ ابروی یار — شب قدر ہے بیت معمور ہے
چھڑک دی ہی افشان تاری نہین — شب وصل بھی کاکل حور ہے
تری سرد مہری کا مجروح ہون — مرے زخم پر مشک کافور ہے
در و بام کرتے ہین کسب ضیا — جدہر دیکھو آئینہ نور ہے
ترا روے رنگین جو ہے باغ خلد — تو پتلی ہر اک غرفے مین حور ہے

١٦٨ | قیامت ہین عاشق سے ہے امید وصل / مسلمان ہم ہین جو وہ حور ہے | ١٠

دل پر جو نقش نام جناب امیر ہے — یہ نقش ہند مذہب ناجی فقیر ہے
بیٹھا طلاے عکس رخ یار تیغ پر — جوہر کا جو نشان ہی اک راہ چیر ہے
طینت کی بھی صفا کو ہی صحبت ہین کیا اثر — جو اپنا آشنا ہی وہ روشن ضمیر ہے
رونے سی اور آگ بھڑکتی ہی جسم مین — آہک سی کیا بدن کا ہماری خمیر ہے
وہ زار ہین اوٹھا یا جو بستر سی یار نے — بازو ہمارا ہاتھ کی اوسکے لکیر ہے
دن رات یاد ساقی کوثر مین مست ہین — زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے
برسات ہجر یار مین سامان قتل ہے — شمشیر برق ہے تو ہوا مثل تیر ہے
اہل فنا سکوت مین ہین سب بے خبر نہین — معدوم خفتگان لحد کی نفیر ہے
امت کی عمر خوف و رجا مین کٹی نہ کیون — نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے

١٦٩ | ابرو کمان کے ہجر مین عاشق گھلا یہ تن / ہر ایک رونگٹا تن لاغر مین تیر ہے | ٢٠

اگر منعم تری شالی قبا ہے مرے تن پر نشان بوریا ہے

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے خفا ہے وہ صنم قہر خدا ہے

تعجب ہے رقیبون کی اوڑی ہوش بندھی اپنی وہان ایسی ہوا ہے

سر اپنا کیون نہ پھوڑون مثل فرہاد جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے

ہر اک گل جام ہے ہر غنچہ بوتل چمن مین بادہ خواری کا مزا ہے

بلایا شوق نے اوس سبزہ رو کو دل مضطر مین جذب کہربا ہے

امید نامہ نے لی جان آخر مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے

بدن مین استخوان باقی رہے ہین مصاحب آج کل اپنا ہما ہے

ہوا سبزہ چمن کا پہلے پامال یہ آمد کا تمہاری دبدبا ہے

بلاتے ہو خفا ہوتے ہو آپہی تمہاری مہربانی مین دغا ہے

صنم رکہ لونگا سنگ صبر دل پر خدا حافظ ہمارا بہی خدا ہے

نشانہ بن گئے تیر مژہ کا کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے

مژہ زلف پریشان خال ابرو جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے

کدورت دل کی نکلے وصل ٹھہراو تمہین ہمسے ہمین تمسے گلا ہے

پھنسے ہم جان کر زلف سیہ مین جوانی کی جہالت بہی بلا ہے

خبر یہ امرغ جو ہے مرغ زرین کبوتر اوسنے جو پالا ہما ہے

ٹہنین کا گل مین تیری شانۂ عاج کف موسیٰ مین ثعبان عصا ہے

ہما اشکون سے ہے تن گوئے صنم کو مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم کرتا ہون خط اک گلبدن کو	صریر خامہ بلبل کی صدا ہے

۱۷۰

مدد کو بس ہے عاشق ذات حیدر
مرا مشکل کشا حاجت روا ہے

۲۴

سہل تھا حکم خدا حکم پیمبر جانتے	ہم تکدر کو بتون کے خاک پتھر جانتے
دل ہمارا ہاتھ مین لیتے اگر اے بیوفا	سرو تھے پھر آپ کو سرو صنوبر جانتے
لعل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسی ہوئے	آبرو جاتی اگر دانتون کو گوہر جانتے
زہر کی باتین تمہاری ایکدن سنتے اگر	آب حیوان کا اثر اولٹا سکندر جانتے
مرتے دم افسوس نامہ بھی نہ لکھا یار کو	کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے
آتش رنگ حنا کو تم دکھا دیتے اگر	ہاتھ کی مچھلی کو ناواقف سمندر جانتے
زاہدون کی سر مین بھی ہوتا اگر شوق شراب	پھر تو یہ دوران سر کو دور ساغر جانتے
چاندنی مین میرے رونی کو اگر تم دیکھتے	چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے
دل کا آئینہ کدورت سے اگر ہوتا بری	اپنے دشمن کو بھی ہم اپنا برادر جانتے
معجزے دیکھے جو دیوانون نے لاکھون کیا حصول	آپکا سایہ نہ ہوتا تو پیمبر جانتے
تجربہ حاصل ہوا تب موت نے مہلت نہ دی	حسن صورت جسمین پاتے ہم ستمگر جانتے
وصل کا وعدہ اگر بہلا کے کرتے اے صنم	قند لب کو آپ کے قند مکرر جانتے
ذبح ہو جاتے اگر دو چار ہمسے بیگناہ	قتل کرنا خنجر ابرو کا جوہر جانتے
سر حقیقت کا مجازی سے اگر کھلتا ہمین	سنبل پر پیچ کو زلفون کا ہمسر جانتے
پہلے مر جاتی جو کھلتی بے ثباتی عمر کی	زندگی دو روز کی مرنے سے بدتر جانتے

گر میان کرتا جو میخواری مین وہ رشکِ پری
جام مے کو آفتاب صبح محشر جانتے

دو رساغر مین ہمین بہی تم اگر کرتی شریک
سر پہرا تہا گردش تقدیر کیونکر جانتے

میرے گہر مین رہکے سر خط مجکو لکہہ دیتے اگر
رہتے سر پر اوسکو تحریر مقدر جانتے

ڈوب جاتا دل اگر روتی ہین ای بحر صفا
کشتی عمر روان کا اوسکو لنگر جانتے

ہم وہ ہین اندہیر بہی ہوتا جو آنکہون کی تلی
کینچلی کو سانپ کی زلف معنبر جانتے

دولت دنیا ہی دون اپنی مقدر مین نہین
رتبۂ اکسیر پارس خاک پتھر جانتے

تیرہ روزون کو جو اسے مہ وصل ہو جاتا نصیب
آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے

ڈوب جاتے ضعف مین روکر آل کار پر
قطرۂ اشک ندامت کو سمندر جانتے

۱۷۱

ابتو ہم یاقوت عاشق جانتے ہین ہونٹہ کو
منہ لگاتے بت رقیبون کو تو پتھر جانتے

۱۹

انگیا بہٹی وصال مین کپڑے نکل گئے
بالا پڑا کسی سے جو پیمان گل گئے

بادِ صبا نے پردۂ رخ کو اولٹ دیا
بندِ نقاب شعلۂ عارض سے جل گئے

سرمہ لگاکے آپنے اندہیر کر دیا
مہندی ملی تو میرے کلیجے کو مل گئے

سینے پر اونکی تل ہین رخ پاک پر نہین
منہ کی صفا سے خال کے دانے پہسل گئے

غیرون نے کس لباس مین پہیرا ہی یار کو
قطع امید وصل ہی جب جوڑ چل گئے

دیکہا جو بند روزن دیوار یار کو
اشکون کے ساتہ آنکہون کے ڈہیلے نکل گئے

سمجہا اونہین قرار ہے سیماب کی طرح
آغوش مین جب آئے ہماری نکل گئے

مشکل پڑا ہی وصل مین لانا مکان تک
ٹہہری جہان وہ راہ مین بیٹہی مچل گئے

گیا ہم گیاہ خشک ہین بس باغ دہر تینا
پہونکے سے اوڑ گئے ہین جلانے سے جل گئے

مشکل پڑی ہے یار جو نازک مزاج ہے
نالہ نکل گیا تو ہم آہ ہی دہل گئے

گردش مین پیر چرخ کی جو آگیا جوان
تنکلے کی طرح زلف کے سب بل نکل گئے

پیری جو آئی روپ رہا کس حسین پر
جوبن بہی دوپہر کی طرح صاف ڈہل گئے

آہون سے میری کورہ زرگر ہوا افلاک
چاندی کی طرح چرخ مین تارے پگہل گئے

گو ہمنے کہائی ترک ملاقات کی قسم
چکنے کلام آپ کے سنکر پہسل گئے

حسن ملیح یار کا کیونکر نہ شور ہو
انگیا کے پان صاف پسینے سے گل گئے

ڈیوڑہا ہے حسن یار کا یوسف کے حسن سے
ایک آدہ ایسے نور کے سانچے مین ڈہل گئے

باقی نہین ہے کوئی گنہگار آپ کا
جن جنکو پہانسی دی تہی بدن اونکے گل گئے

مقتل مین تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا
گو پانون سے زمین ٹلی ہم نہ ٹل گئے

۱۷۲

ملجائین وہ تو پہر وہی عاشق ہے لطف وصل
کچہ وہ بدل گئی ہین نہ کچہ ہم بدل گئے

۱۶

کسے فروغ رخ لاجواب ملتا ہے
نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے

نہ اوس نگاہ سے تیر شہاب ملتا ہے
نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے

کمال نقص ہے دنیا مثال یوسف ہی
ٹہر کہین آپکا اونکا شباب ملتا ہے

عدم مین دہر مین مرقد مین خاک ہم پہر آئے
قیام خاک کہین گہر خراب ملتا ہے

کلام کرنیکا بت کو نہین ہے حکم خدا
یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے

شب فراق مین تنہا نہ نیند آسکے خاک [illegible]
جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے

نہین قیام کسیکو سراے فانی مین
ہر اک مسافر پا در رکاب ملتا ہے

نقاب عارض سے اوٹھاتی ہین گرد پھرنے سے
زمین جو چرخ ہین ہم آفتاب ملتا ہے

تمھون سے کچھ نہ ملیگا سواے رنج والم
سمجھ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے

سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہین
ہر ایک عضو سے ہمکو جواب ملتا ہے

فراق زلف مسلسل ہے بل مقدر کا
ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے

ملیگی دیکھیے کسدن حساب سے فرصت
مزار مین بھی نہین لطف خواب ملتا ہے

کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے
مریض چشم کو جام شراب ملتا ہے

مسافران عدم کی خبر ہو خاک ہمین
دہان گور سے کسکو جواب ملتا ہے

شفق کو تاکتے رہتے ہین مے پرست مدام
خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے

١٧٣

اگر وہ دیتے ہین گن گن کے گالیان عاشق
تو لطف دل کو مرے بیحساب ملتا ہے

٢٨

نکلے جو رات کو تو کواکب نہان ہوے
زلفین چھٹین تو دونکو ستارہ عیان ہوے

اوڈا یہ بحر اشک کہ دریا روان ہوے
قصر بدن مین دیدۂ تر ناودان ہوے

ہم خط کے انتظار مین یہ ناتوان ہوے
تحریر سر نوشت سے بھی سر گران ہوے

سنتے ہین یہ عروج ہوا بحر اشک کو
ساتون فلک حباب کی صورت روان ہوے

ہمنے اوٹھائین ہجر صنم مین یہ سختیان
ٹیڑھے بدن کی سوکھ کے سب استخوان ہوے

پرسش کو جب سرہانے وہ خورشید رو گیا
بیمار اپنے عکس کی صورت نہان ہوے

وحشت مین اضطراب کی تاثیر دیکھ لی
رگ رگ روان ہی جو کہین ہم طپان ہوے

تھا اشتیاق کوچۂ قاتل جو وقت مرگ
ہم چل سکے نہ ضعف سے آنسو روان ہوئے

گردش سے اوج اختر طالع جنون میں ہے
چمکا جو داغ دل تو فلک مہربان ہوئے

سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی
جل کر شریک گرد رہ کاروان ہوئے

طاقت نے دست و پا کی دیا زیست میں جواب
مر کر بھی ہم نہ چارہ کے کاندھے روان ہوئے

راحت سے دل اثر سے فغان روح سے بدن
کیا کیا نہیں مکین سے خالی مکان ہوئے

گردش رہی حیات میں مر کر ہوا فشار
جور زمین ہوئے ستم آسمان ہوئے

مہلت ملی نہ سیر جہان خراب کی
شب کو سرا میں آئے سحر کو روان ہوئے

جو رنگ کر کے جاؤ تو صدمہ نہ دل اوٹھائے
رخصت کے چار حرف نہایت گران ہوئے

وہ نخل نامراد تھے ہم باغ دہر میں
سوکھے جلے غبار ہوئے رایگان ہوئے

بل حسن کا بڑھا جو وہ گیسو ہوے دراز
آخر بلاے جان تن ناتوان ہوئے

اے پیر چرخ ضعف تھا اپنے نصیب میں
کیون دل کبھی کہیں گئے کہ ہم بھی جوان ہوئے

جس سے چھٹے نصیب ہوا پھر نہ اوس سے وصل
ہم نقش پاے راہ رو کاروان ہوئے

مجھ سے جو گفتگو تھی وہی ہے رقیب سے
دلچسپ جو کلام تھے وہ داستان ہوئے

کیا جذب دل کا زور بڑھا شوق قتل میں
پیکان تیر جسم میں آکر سنان ہوئے

انجام پہ یہ روسے کہ سب دفتر عمل
ڈوبے مٹے خراب ہوئے رایگان ہوئے

وہ مبتلاے غم ہون کہ دیکھا جو آئینہ
مجھ سے سوا شبیہ کے آنسو روان ہوئے

بلبل شب فراق سے گھل گھل کے جان دی
آخر نصیب زاغ مرے استخوان ہوئے

پچتائے خوب بست حنائی جو پا کی آپ
رنگ اوڑ گیا اوس کے جو آنسو روان ہوئے

بیتین کہین عجیب کہ دریا بہا دیے	ہاں زبان یار مین رطب اللسان ہوے
ہمکو غزل کی بیت مین آسود گی ملی	کب اس زمین پر ستم آسمان ہوے

۱۷۴	عاشق بہانہ رنج کا منظور تہا او نہین دل مین رکے وہ جب مری آنسو روان ہوے	۴۰

جنبش ہوئی ابرو کو لب یار ہی پہلے	تلوار لگا بیٹھے وہ تکرار سے پہلے
کھٹکا ہے عبث آٹھ پہر راہ عدم کا	یا چار سے پیچھے گئے یا چار ہی پہلے
آئے ہین عیادت کو تری چارہ گر آلے	دربار ہمارا ہوا سرکار سے پہلے
عاشق کا یہ ڈر ہی کہ نکلتے نہین گھر سے	وہ جہانکتے ہین روزن دیوار سے پہلے
منظور تہا یون رنگ حنا ہمکو دکہانا	دل چہین لیا آپنے رفتار سے پہلے
حیرت ہی ملا داغ جو سر کا رجنون سی	طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے
اسطرح ہوے قتل کہ حسرت بہی نہ نکلی	پوچہا نہ تمنا کو گنہگار سے پہلے
دونون طرف آثار محبت ہوے ظاہر	بیمار ہوئی آنکہ دل زار سے پہلے
عاشق سے چراتے ہین دم قتل نظر کو	کیون تیر لگاتے نہین تلوار سے پہلے
سودا ترے کوٹھے کا رہا چار پہر دن	اوترا نہ یہ جن سایۂ دیوار سے پہلے
چرچا تہا ترے عارض و گیسو کا زمانہ مین	مشہور تہے یہ مصحف و زنار سے پہلے
پہولون سے نہ کچہ لطف شب وصل اوٹہایا	بو آئی پسینے کی مجھے ہار سے پہلے
کا ہیدہ ہون ایسا کہ جو صحرا مین لگی آگ	جل جاے مرا جسم خس و خار سے پہلے
اندہیر ہے کہتے ہو کہ دل کسنے چرایا	تحقیق کرو گیسوے طرار سے پہلے

ڈر ہے نظر بد کا جو گلگشت میں اے گل
نرگس کو نکلوایئے گلزار سے پہلے

ہیں تیر اڑے کین سے اوس ابرو کے اشارے
تلوار میں تھی باڑھ قد یار سے پہلے

غصے کی ترقی ہیں نزاکت سے یہ ہر پیچ
بل کھاتی ہیں زلفیں کمر یار سے پہلے

تیروں سے مرے زخم بدن ہو گئے گویا
بیکار دہن تھے لب سوفار سے پہلے

پھنس جائیگا یہ طائر دل زلف سیہ میں
لیتا ہوں شگون زاغ شب تار سے پہلے

ہیں مستعد قتل در صلح ہوا بند
کھلوائیے تیغا کمر یار سے پہلے

اس رشک سے رکہ آتا ہوں میں آنکہ کا ڈھیلا
جاتی تھی ہوا رخنۂ دیوار سے پہلے

سوز تپ فرقت نے یہ دکھلائے تماشے
گھر پھونک دیا آہ شرربار سے پہلے

جام مے گلرنگ کبھی منہ سے نہ چھوٹا
ساغر سے رہا عشق لب یار سے پہلے

تم وصل میں بن رخصت کا تصور بھی نکرنا
دم تن سے نکلجائے گا اظہار سے پہلے

پہلو کوئی سوچے نہ کچہ انجام کو دیکھا
حاضر کیا دل کو طلب یار سے پہلے

صرصر سے نہ مطلب نہ نسیم سحری سے
چھوتی ہوئی جو آئے تن یار سے پہلے

دیکھا تھا جو اغیار کو سودا تری در کا
ڈرتا تھا بہت سایۂ دیوار سے پہلے

لگا جو لگانا ہے تجھے جامہ دری کا
ہاں دست جنون! آہن کہسار سے پہلے

شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹھاتے
بوسہ نہ عنایت ہوا تکرار سے پہلے

جان اوسنے طلب کی تو کہا جسم نے حاضر
دل مانگا تو نکلا لب اظہار سے پہلے

منظور ملاقات نہ بلوائیں گے در پر
آنکھیں جو لڑیں رخنۂ دیوار سے پہلے

پردہ سے جو نکلے تو ہوئی سب کو عزیز آپ
یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہی خط سے مرے دل مین صفائی
جاتی رہی آئینہ رخسار سے پہلے

باقی تھی شب وصل کہ سوت آگئی محجوب
تقدیر پھری ہی نگہ یار سے پہلے

میری شب فرقت کی نہ دیکھی تھی سیاہی
گیسو وہ لڑاتے تھے شب تار سے پہلے

کیا کیا نہین دیکھی انہین آنکھون سے تباہی
آباد یہ گھر تھا قدم یار سے پہلے

دنیا کی نہ ڈرتے کسی افتاد سے ای چرخ
لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے

غیرت تو یہ کہتی ہی بلانے سے بچانا
دل کہتا ہے چلیے طلب یار سے پہلے

اک آدہ گھڑی اور نہ باندہین وہ کمر کو
رخصت ہی ہماری سفر یار سے پہلے

۱۷۵
عاشق نہ محبت مین عبث جان کو کھویا
واقف نہوی عشق کی اسرار سے پہلے
۱۹

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش بار کی
بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی

مارتی ہی زخمیون کو زہر چشمی یار کی
ہی دہان زخم مین صورت دہان مار کی

ضو چراغ طور مین ہے شعلہ رخسار کی
برق مین ملتی ہی کچہ صورت خرام یار کی

سخت باتین وصل مین سنتا ہون اس سے یار کی
موم کر دیتی ہی گرمی شعلہ رخسار کی

سہل ہے اڑ جای گردن مجہ نحیف و زار کی
ناتوان ہون مجکو کافی ہی ہوا تلوار کی

فکر ہی بیجا ہما کو استخوان زار کی
جسم سوزان ہی غذا مرغان آتشخوار کی

دل کو سودائی بناتی ہی بلا رفتار کی
کم نہین سائے سے کچہ پرچھائین قد یار کی

ایک شب کرتے تم تقلید روی یار کی
چاندنی آٹھون پہر ہی چاند سی رخسار کی

چاہیے رونق بڑہا دین مصر کی بازار کی
آئے ہین یوسف خریداری کو میری یار کی

ہاتہ محرم تک گیا تقدیر سے مجہ زار کی
اونگلیون مین شکل ہی خار بسر دیوار کی

سخت جانی سی مری تلوار ٹوٹی یار کی
عمر طولانی نہین ہوتی غریب آزار کی

عمر گذری جہان تکتے مجہ تیرہ بخت زار کی
جسم کیا تپلی ہی چشم روزن دیوار کی

کیون نہ پڑتی ہی نظر جلجای محو یار کی
تار پر گرتی ہے بجلی برق سی رخسار کی

اب نظر آتی نہین کیا وجہ صورت یار کی
سوگئی کس طرح قسمت دیدۂ بیدار کی

ہر تسلی مانگ کر دیکھو سی مجہ افگار کی
کہکشان بنتی ہی پٹی زخم وا منقار کی

کیا بلا ہی یاد چشم سرمہ گین یار کی
کتنی راتین کٹ گئین آنکہو نہین اس بیمار کی

پہر گئی جب سے نگاہ لطف میری یار کی
آنکہ وہ پاتا نہین ہین روزن دیوار کی

پاؤنکا کہٹکا سنا دیکہی نہ صورت یار کی
بند آنکہین موت نے کردین تری بیمار کی

۱۷۶	اک غزل نو طرز عاشق کہ کے نذر یار کی تحفۂ احباب کو پہر فکر ہے اشعار کی	۲۰

لخت دل گر کر خرابی لائی جسم زار کی
پہلے گہر گرنے سی مٹی گرتی ہے دیوار کی

فصل گل مین اشک کی بدلی ٹپکتی ہی شراب
سینۂ سوزان ہی بہٹی خانۂ خمار کی

دو ہلال ابروی دلدار دیکہے ایک روز
دو مہینے تک نہ اوسنے آنکہ ہمسے چار کی

ماہ کامل بہین نظر آتا ہی قرص آفتاب
بن گیا آئینہ یہ کسب صفاے یار کی

عاشقون کا شور زیر قصر ہے آٹہون پہر
سنتے ہین دو چار کی سنتی نہین دیوار کی

ٹانکے دی جراح اسکو بہی لہو رکتا نہین
زخم کی صورت ہی میری دیدۂ خونبار کی

رونق گلزار عالم ہے مرا گل پیرہن
فصل گل کیطرح آتی ہم سواری یار کی

زخمی تیغ نگاہ چشم کافر کیش ہون | چاہیے جراح پٹی رشتۂ زنار کی
قتل ہونے سے رہیگا نام مجھ جانباز کا | آبرو اپنے لیے ہی آب اوس تلوار کی
سنگ سارا ہی بت نامہربان مادرزاد کو | سخت جان ہون پرورش ہی دامن کہسار کی
آہ آتش بار سی صحرا مین ہی وحشی کا ایچ | گرد اپنے فوج ہی مرغان آتش خوار کی
خار صحرا کو مری خون کف پا کی ہے چاٹ | ہی کف پا کو مزا کاوش کا نوک خار کی
بس کہ ہون مجروح شمشیر نگاہ سبزہ رنگ | زہر ہی زخمون کو پٹی مرہم زنگار کی
ای ستمگر عضو تن کیونکر ترے مداح ہون | ہی زبان تیغ کی خواہش لب سوفار کی
بیکسون کی آہ سوزان کا نہین ٹوٹتا اثر | بھٹیان بنتی ہین مٹی سی غریب آزار کی
زہر مجھ افگار کو ہے الفت مژگان یار | ہے دہان زخم مین بتی زبان مار کی
یاد کی ہی برق ذمیری دل مضطر کی چال | کرتے ہین تقلید تارے دیدۂ بیدار کی
بسمل تیغ نگاہ ناز بچنے کا نہین | پڑ گئی ہے زخم پہلو مین چاٹ تلوار کی
شوق آرایش سی آنکھین ہو گئین صیاد خلق | بن گیا ہی آئینہ ٹٹی نگاہ یار کی
روز چڑہ جاتا ہی بن پوچھے یہ بام یار پر | کاش ملتی مجکو قسمت سایۂ دیوار کی
دیدۂ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین | سر سی پا تک شکل ہون ہین حسرت دیدار کی
مصحف رخسار ساقی کا ہوا حافظ رقیب | میکدے سے یون نکالی روح مجھ میخوار کی
کاٹ کر قاتل نے سر کو دل کی بھی ٹکڑے اڑا | بعد میری آئی نوبت میرے ماتم دار کی
رشتۂ گیسوی پیچان سی نہین ہٹتی نگاہ | چشم کو سودا ہوا عاشق ہی پتلی تار کی
اہل دل کو درد دشمن کا بھی ہوتا ہی ملال | خون دل پیتے ہین لاتے تشنگی سی خار کی

خوبی حسن صنم کو برہمن سے دل سے پوچہ
چشم بلبل سے ہمیشہ سیر گر گلزار کی

نشہ کی شدت سے یہ بہکی نگاہ چشم مست
جام کے دہوکے مین ساقی آنکہ مجہسے چار کی

ایک ذرہ من کو کہینچا ایک ذرا آنکہین کہا مین
بغض یہ نرگس کا دیکہا وہ محبت خار کی

گل کترنے کا عوض تجکو ملیگا عندلیب
کاٹ لیگا باغبان قینچی تری منقار کی

١٧٧ جن او تار رہے ہین بت بیٹہا ہون زیر قصر یار
فکر ہے عاشق مجہے اس سایۂ دیوار کی ٢٠

بارش اوس بت کی نہ آنیکا سبب ہوتی ہے
وہ گنہگار ہون رحمت بہی غضب ہوتی ہے

انہین دہڑکون مین گذرتی ہے در جانان پہ
کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے

موت اگر آئی تو ہون قید بدن سے آزاد
دیکہین کس روز فقیرون کی طلب ہوتی ہے

صبح کے واسطے کیا کیا شب فرقت تڑپے
کوئی اتنا بہی نہ کہتا تہا کہ اب ہوتی ہے

کثرت دشت نوردی ہے یہ مجہ وحشی کو
روح مجنون کی بہی امداد طلب ہوتی ہے

جوشش گریہ سے پڑتے ہین گلے مین پہندے
رسن زلف جو وحشت کا سبب ہوتی ہے

ای پری وصل کی خواہش کا سبب مجہسے نہ پوچہ
خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے

صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری
شب فرقت کی مصیبت بہی غضب ہوتی ہے

بادشاہون کو بہی ہے آئینہ رویونکا خیال
خواہش سلطنت ملک طلب ہوتی ہے

جب تری تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے
قتل کرتی ہے تو انصاف طلب ہوتی ہے

فرقت آتش رخسار سے رہتا ہے بخار
عارضی اب ترے بیمار کو تب ہوتی ہے

کنج گلشن سے ملا گلشن جنت کا سراغ
ایک شہرہ ایک کا عالم مین عجب ہوتی ہے

نور دندان ہی بیاض سحر حسن صبیح
ذبح کرتے ہین مسیحائی کے بدلے تو کرین
کرتی ہو فرط عنایت مجھی ایسا محبوب
ہو نزاکت کی سبب کم سخنی اوس گل کی
خواب مین بے ادبی کا جو مین کرتا ہون خیال
قصد فریاد مین منہ کھول کی رہجاتا ہون
رنگ اوڑجاتا ہو فریاد سے کیا گردونکا

شفق شام مسی سرخی لب ہوتی ہے
سننکے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے
دست رد میری لبی صوت طلب ہوتی ہے
رنگ اوڑجاتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
اونکی تصویر تصور بھی غضب ہوتی ہے
زلزلہ آتا ہو جب جنبش لب ہوتی ہے
صبح ہوجاتی ہو جب ہجر کی شب ہوتی ہے

۱۷۸

عاشق اسطرح کی ہوتی ہو زمین کیا مرغوب
جی بھی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے

۲۲

سوال وصل مین اونکی زبان پر آجتک کل ہی
نہال باغ حسن جو ناز ہی خلقت مین چلبل ہی
کسیکو قتل کہا ہمنے کیا سودا ہی گیسو مین
بگڑ کر مین اوٹھ آیا ہون وہ بیٹھی ہین تاسف مین
ترے دیوانی کا ہی عرس کیا جلسے ہین مرقد پر
چڑھا آتا ہی یہ پانی ہزارون ڈوبی جاتی ہین
نہایت لطف ہی برسات مین صحرانوردی کا
رقیبون کو ہی لطف زیست صحبت مین داخل ہین
محبت کیون جتاتی ہو بناکر زلف پیچان کو

ہماری عمر گو آخر ہی اونکو روز اول ہے
ابھی نادان ہی جوبن کی آمد اوٹھتی کونپل ہے
ہماری گل کر دینی کی وہان نزات کونسل ہے
نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہی نہ مسی ہی نہ کاجل ہے
اکھاڑا راجہ اندر کا پرے دیونکا دنگل ہے
وہ اوترے ہین نہانی کو عجب دریا مین ہلچل ہے
کہنچا ہی ابر کا نگیرہ سبزہ فرش مخمل ہے
تمہاری آگی مردون مین ہی جو انکو نسی اوجہل ہے
پھنساتی ہو بکھیڑی مین تمہاری بات مین چل ہے

اگر وسواس ہے تمکو تو لو ہم آپہی آتی ہین
لبونپر دم ہی کیا سو چین دوشنبہ ہی کہ منگل ہے

وہ گریبان ہون پڑی ہی ہی کشتی سخن مین گہر کی
مکان تالاب ہی دروازی پر پانی ہی دلدل ہے

ہمارا قتل زیب تیغ ہی سودای کاکل مین
یہان خون سیہ بہی دیدۂ جوہر مین کاجل ہے

زبانین خشک تر ہوجائینگی کانٹونکی صحرا مین
ہماری پاؤنکا ہر آبلہ پانی کی چھاگل ہے

ہماری قتل کی شادی ہی اوس بیرحم کی گہر مین
بہت چہاپی دی ہین خون سی اجای صندل ہے

لہو کی قطری آنسو مین نہایت رنگ دیتی ہین
گلی مین اپنی طفل اشک کی لعلون کی ہیکل ہے

نظر آتا نہین موجود ہی چشم تصور مین
وہ بت پتلی کی صورت پاس ہی آنکھونسی اوجہل ہے

شب تاریک ہجران مین بیابان گرد الفت ہون
جنون رہبر ہی کانٹی فرش ہین نالی کی مشعل ہے

گندھا ہی اونکا سر کیونکہ ملا اب راہ کنگھی کو
اگر چوٹی شب تاریک ہی ہو بات بادل ہے

نہین دنیا کی گرم و سرد کا ڈر ہمکو دوران مین
ہوائی سرد نالہ رونگٹون کا گرم کمل ہے

اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے
پریرو اوسکے تابع ہین جسی دنیا مین ریل ہے

لیی لو سی جو ہمنی پیٹ مین باتین نہین پچتین
نگہ پانی تری چاہ ذقن کا یار بوجہل ہے

۱۷۹	رقیبون کی بنی ہی ذلتین دینی کے درپی ہین گرو عاشق حذر اب ننگ صحبت کا مبدل ہے	۱۴

پہر گئی تم قول سی عاشق بہلا کیونکر پہرے
سر نہ قدمون سی ہٹی گو حلق پر خنجر پہرے

آہین جگر جوش وحشت مین اگر قیدی ہی ہون
ہم اگر بیٹھین تو آنکہون مین ہماری گہر پہرے

جام می اور آئنہ ہر وقت پیش یار ہے
دور دور جم ہوا پہر بخت اسکندر پہرے

آئنہ رکہو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور
موٹہ جادو کی کہین اولٹی نہ افسونگر پہرے

جہان ڈالی خاک دیر و کعبہ و کہسار کی — جستجو مین اوس بت ہرجائی کی گھر گھر پھرے

کوئی دنیا مین ملا گاہک نہ جنس عشق کا — دست مژگان مین لیے ہم اشک کی گوہر پھرے

پاون پھیلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا — برسون جنت مین جہنم مین لیے بستر پھرے

ختم ہوتا ہے ہمین پر آپکا سارا غضب — غیر پر بھی آپ اگر غصے ہوے ہم پر پھرے

ذبح ہو جائین بدن ہو دم نکلنے کا نہین — ہین وفادار آنکہ تیری سامنے کیونکر پھرے

واہ ری طالع کہ نخل آرزو مرجھا گیا — آستین مین ہم لیے طوفان چشم تر پھرے

یار کو گھر سے قدم باہر نہ رکھنے دیجیے — غیر ممکن ہی بدن سے جان پھر جاکر پھرے

داغ سودا اور چمکا آتش رخسار سے — رات دن خورشید تابان ہم لیے سر پر پھرے

وصل کی شب تیرہ بختی بڑہ گئی قسمت پھری — آگی در تک وہ سیہ خانے کی پھر ڈر کر پھرے

١٨٠

ای پری نقش قدم عاشق کا نقش حب بنے
چشم افسونگر کے سودے مین اگر اوٹھ کر پھرے

٢٠

مانگین جو وہ تو دیدون کلیجہ نکال کے — مصروف ہون صدمی اوٹھا نہین سکتے سوال کے

زخمی صدف ہی لیگئے موتی نکال کے — ایذا اوٹھائی مان نی یتیمون کو پال کے

دو ہفتے ہون نصیب اگر دن وصال کے — ابرو کی بوسے لون تو کبھی بوسے گال کے

مر کر بھی یاد کاکل جانان عذاب ہے — مرقد مین آئے سانپ بانبی نکال کے

کوئی پھرا نہ گنج شہیدان سے آپ کے — قربانیون کی حلق بھی حلقے ہین جال کے

اسعد رجہ دل کو لذت ایذا سے خو ملی — پھر پاون مین چبھو لیے کانٹے نکال کے

دریا مین عکس ابرو سے جانان کو دیکھکر — سمجھا چڑہائے یار نے بجرے ہلال کے

سیراب میری آنسوؤن سی دشت اگر نہو
رہجائین کانٹی خشک زبانین نکال کے

قاتل سے مانگتے نہ کبھی جز زبان تیغ
ہوتے دہان زخم جو قابل سوال کے

وحشت مین بحر و بر سی نکل جاؤن کسطرف
دوڑین حباب و غول جب آنکھین نکال کے

میلا ہے صید گاہ ہجوم شکار سے
پھندے بنائی زلف رسا بال بال کے

سجادون مین بھی خدا کی جو یاد بتان رہی
پتلے بنادیے عرق انفعال سے

تا صبح کاٹیے شب فرقت کو جاگ کر
جھپکے پلک تو پھیکیے آنکھین نکال کے

رکھنا قدم نہ باغ مین ای غیرت پری
سر پر چڑھین گی لوگون کی سائی نہال کے

لذت خلش کے ساتھ نہو تو مزا نہین
مچھلی بھی کھائی تو نہ کانٹا نکال کے

ہی تند باد آہ مین پیچان غبار دل
کیا کیا بگولے اوٹھتے ہین گرد ملال کے

دیکھا جو مین نے بند در قصر یار کو
گھبرا کے پھینکے آنکھونکے ڈھیلے نکال کے

ہی آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی
سورج مکھی بنائی ہی پھولون مین ڈھال کے

مین نے اوگال مانگا تو غصے مین رہ گئی
لب کو چبا کے تیغ سے بیڑا نکال کے

۱۸۱ — عاشق شب فراق مین دیکھی نہ شکل نور
اختر سیہ تھے یہ کہ مشابہ تھی خال کے — ۲۲

مجکو جی بھر کی مزا درد کا حاصل ہو جاے
دوسرے پہلو مین بھی چاہتا ہون دل ہو جاے

سہل فرقت مین الٰہی میری مشکل ہو جاے
یار غافل تو ہوا موت نہ غافل ہو جاے

منہ جو دکھلاؤ تو میلا مہ کامل ہو جاے
چاندنی اوسکی بھی دھلوانی کی قابل ہو جاے

کہتے ہو جائیے گھر اوسکی جو اپنے گھر آئے
یہ تو جب ہو کہ تمھارا سا مرا دل ہو جاے

جان سے دل مین جگہ دون جو تری خنجر کو
جسکو مین پہلو مین بٹھلاؤن وہ قاتل ہوجاے

کشمش دل سے وہ کھنچ آئین شب فرقت مین
رخ گردون پہ آئی شب غم تل ہوجاے

سب کو چھینٹا دے اگر آکے وہ کھیلے ہولی
زاہد خشک بھی اس رنگ مین شامل ہوجاے

دیدۂ روزن در سے نہ لڑایا کرو آنکہ
طاقت مردم بیمار نہ زائل ہوجاے

سوزش دل جو سنو ہمسے سیہ بختون کی
کان کی لو مین جو موتی ہو تو فلفل ہوجاے

ہو وہ دیوانہ ترے قد سے اگر چل نکلے
سرو کا پانؤن بھی زنجیر کی قابل ہوجاے

ای بتو پیستے ہو ابتو ہر اک صورت سے
اسقدر رد نکرو تم کہ مجھے سل ہوجاے

وعدۂ وصل کے دم روز دیا کرتے ہین
دم نکل جاے تو مطلب مرا حاصل ہوجاے

تم وہ گل ہو کہ جو تقسیم کرو باسی ہار
دامن باد صبا دامن سائل ہوجاے

قافلہ جاے عدم کو تو نہ نکلے آواز
حکم یہ ہے کہ جرس قالب بیدل ہوجاے

کیا دھراتی ہو لپٹ جاؤن اگر دوڑ کے مین
قبضے پر ہاتہ بھی رکہنا نہین مشکل ہوجاے

مین نے سینے سے لگایا تو ہٹا کر یہ کہا
پیس ڈالا مجھے طاقت تری زائل ہوجاے

فاتحہ تم نہین پڑہتے ہو مری تربت پر
کوستے ہو اسے دشوار یہ منزل ہوجاے

گدگدی لو تو مری جان بدن سے نکلے
یہ بھی اک واقعہ تحریر کے قابل ہوجاے

تکیہ ٹھوکر سے نہ سرکاؤ تم ای رشک مسیح
شیر قالین مین کہین روح نہ داخل ہوجاے

بے نقاب آئے جو مقتل مین وہ رشک لیلے
خاک میری یہ اوڑے پردۂ محمل ہوجاے

غلغلہ بحر مین ہوجاے جو وہ رشک مسیح
چھوڑدے بیڑا تو زبان لب ساحل ہوجاے

تیرہ بختی پہ اگر اشک بہین اسے عاشق

۱۸۲	میرا ویرانہ سوادِ لبِ ساحل ہو جائے	۱۱

ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے	ایسا کوئی دنیا مین نہو گا نہوا ہے
میخوار ہوئے قتل ہلال رمضان سے	ان روزون مین تیغا در میخانہ ہوا ہے
مین کہتا ہون دو دل ہچکیان لیتا ہے ہنسا	وہ کہتے ہین شیشہ کہین پیمانہ ہوا ہے
بدنام ہون ایسا کہ مجھے قاضی نے سزا دی	خالی بھی اگر ہاتھ مین پیمانہ ہوا ہے
کہتا ہون جو ای رشک پری جان فدا ہے	شرما کے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے
کل ہاتھ سے توڑا تھا جو کنگھی کو چمن مین	یہ وجہ ہے بلبل جو ترا شانہ ہوا ہے
کہولا نہ سخن نے دہن تنگ کا عقدہ	گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے
سودا سے خط و زلف کے قصے کو ہوا طول	اب لکھنے کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے
شام شب فرقت ہے پریشان نظر آتی	گیسوی شب ہجر مین کیا شانہ ہوا ہے
گھر پاک ہوا اوٹھ گیا زاہد جو بگڑ کر	اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے

۱۸۳	افسردگی غیر سے روتا ہون مین عاشق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے	۱۹

جلین دنیا مین وہان نعمت بیحد ملجای	زیست مین ہمکو سزائی عمل بد ملجائے
خود نکل آئے مجھے دین وہ دہن کی جو بجر	راہ پا جاؤن جو خضر رہ مقصد ملجائے
سجدہ ہی مردم کو کرون بت کی عوض ای زاہد	طاق ابرو کا جو اوس شوخ کی مسجد ملجائے
عاشق خدا صنم ایسے ہوئے مستغنی	سنگ ریزہ بھی نہ سمجھین جو زبرجد ملجائے
کیون کیا بند رہ قاف کو دیوانون پر	توڑ ڈالون مین سکندر کی اگر سد ملجائے

قامت یار ہی کچھ دور نہین بالا ہو
نخل طوبے سے جو وہ سرو سہی قد ملجاے

بعد مرنے کے بہی رہتا ہے محبت مین اثر
کیا عجب عاشق و معشوق کا مرقد ملجاے

یارب اگر وہ مسیحا کہے لے بوسہ لب
آب حیوان مجہے بی کوشش و بی کد ملجاے

حسن صورت کو مٹایا تری کج خلقی نے
قدر کہو دیتا ہے نیکون مین اگر بد ملجاے

شوق یا جاذب دریار وکہا دے مجکو
یا خدا کوئی تو خضر رہ مقصد ملجاے

خال پر صدقے کرون پاؤن جو تحصیل ختن
زلف پر وارون اگر شام کی آمد ملجاے

کشمش عشق خط یار کا اللہ رے اثر
سنگریزون مین جو ڈہونڈون تو زبرجد ملجاے

رتبۂ اہل فنا دیکہے تو منعم یہ کہے
تکیہ تکیے مین کرون خاک کا مین مسند ملجاے

پونہچین گر پڑ کے کبہی چارہ کا احسان نلین
عدم آباد سے ہستی کی جو سرحد ملجاے

بوسہ ملجاے اگر مصحف رخ کا اے حور
ہون مسلمان مجہے دولت سرمد ملجاے

آپ ہنس دین جو کسی روز مرے رونے پر
قطرۂ اشک مین کیا گوہر مقصد ملجاے

خط نہ لکہنے کا تکدر ہے صفائی ہو جاے
آپ سے آکے اگر وہ بت امرد ملجاے

ہو گئی جان ہوا منتظری مین ابہی
خاک مین فصل بہاری تری آمد ملجاے

۱۸۴	فکر عاشق کو یہی ہے دم تحریر غزل لفظ مانوس نیا کوئی زبان زد ملجاے	۱۶

دل پر نہ اوس مسیح کے تاثیر کر گئی
پونہچی فلک پر آہ مگر بے اثر گئی

دنیا نے چند روز کسی سے وفا نہ کی
مثل شب وصال ادہر آئی اودہر گئی

ہین جانور جو ہنستے ہین وحشی پر آپکے
کیا اے غزال چشم رقیبون کو چر گئی

گہر سے نکال دو گی تو کیا ہاتہ آئے گا
ہم کچہ نہین تمہاری مروت کدہر گئی

آنکھون سے مثل نور نظر وہ نکل گیا
دوڑا جنون مین مین بہی جہانتک نظر گئی

انسان کی کمال سے بڑہتی ہو آبرو
دولت کا غرہ کیا ادہر آئی اودہر گئی

داغ فراق اہل وطن دل مین رہگیا
پوچہے نہ زندگی مین ہماری خبر گئی

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
یہ دن بہی کاٹ دینگے جب اتنی گذر گئی

عریان تنی مین پردہ کیا موج اشک نے
چادر بنی وہ سیل جو بالاے سر گئی

پیری مین یاد آتی ہین اگلی جہالتین
وہ ولولے کہان ہین وہ ہمت کدہر گئی

دولت نے انقلاب ہزارون دکہا دیے
پوچہا نہ مین نے بہی کدہر آئی کدہر گئی

وعدہ ہوا تہا اونسے شب ماہتاب کا
نکلے غبار آئین صفائی ٹہہر گئی

آنسو گہٹے تو بڑہ گئے آثار عشق کے
کیونکر نہ لب ہون خشک کہ ندی اوتر گئی

کیا کیا بلاکشان محبت نے جہیل لی
ہمت نے کی مدد تو مصیبت گذر گئی

خم ہو کے پہنچا ہاتہ جو قبضے پر آپ کا
نظرون سے ماہ نو کی کلائی اوتر گئی

۱۸۵

عاشق گناہ ہے بجز عشق کیا ہوا
دشمن وہ کیون ہوے وہ محبت کدہر گئی

۱۸

اوس کمر کا خیال آتا ہے
شیشۂ دل مین بال آتا ہے

چاند بنتا ہے آنکہ کا تارا
خال کا جب خیال آتا ہے

ساقیا ہو لیو نہ رندون کو
موسم برشکال آتا ہے

ترک کرتے ہین دو گہنٹی ہین
لب پر اپنے سوال آتا ہے

نہین شبنم گلون کو رخ سے ترے — عرق انفعال آتا ہے

سنہے خیال آپ کے جو گانے کا — کان بجتے ہین حال آتا ہے

نقص ذاتی پر اپنے ہے یہ دلیل — طفل کو کب کمال آتا ہے

ماہ کچہ خود بخود نہین چمکا — کسب سے سب کمال آتا ہے

زاہد پیر کا خدا حافظ — وہ بت خردسال آتا ہے

پہر گرفتار زلف ہوتا ہون — ملک پر دل کے کال آتا ہے

موڑتے منہ نہ بوسۂ لب سے — سامنے منہ کے گال آتا ہے

ہو نہ مغرور ماہ کو دیکہو — حد سے بڑہ کر زوال آتا ہے

عمر غفلت مین کیون گذرتی ہی — موت کا کچہ خیال آتا ہے

دن گذرتے ہین ماہ آتے ہین — ماہ جاتے ہین سال آتا ہے

وصل کی شب بہی رنج کیون نہ رہی — روز بد کا خیال آتا ہے

جب وہ گاتے ہین بام پر اپنے — پیر گردون کو حال آتا ہے

بندگان خدا بہی کانپتے ہین — جب بتون کو جلال آتا ہے

٢٠ دشمنون مین جو پہنس گئے عاشق — دوستون کا خیال آتا ہے

یہ کون ساقی عالی مقام رہتا ہے — مدام دور مین گردون کا جام رہتا ہے

خیال چشم کا دل مین مدام رہتا ہے — نیا یہ سحر ہے شیشے مین جام رہتا ہی

خموش رہتا ہون فکر دہان جانان مین — مری زبان کو تالو سے کام رہتا ہی

کسیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہین
نہ کرسی رہتی ہے گہر کی نہ بام رہتا ہی

وصال یار مین توبہ شراب سے توبہ
کسے خیال حلال و حرام رہتا ہی

لیا ہی ہاتہ مین دل میکشونکا کیا ساقی
جو شیشہ ہاتہ مین تیرے مدام رہتا ہی

ہلال دیکہ کے کہتے ہین اپنے ابرو کو
یہان چہری ہے فلک پر نیام رہتا ہی

ہمیشہ کہاتا ہی مصحف کی وہ صنم قسمین
زبان پر اوسکی خدا کا کلام رہتا ہی

جو شوق دید ہی اوسکو تو اسکو حیرت ہی
فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتا ہی

حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پڑے
کہ عیش وصل کی شب کا حرام رہتا ہی

جو دیکہتا ہون وہ ابرو تو عید ہوتی ہی
یہ وہ ہلال ہے جو ناتمام رہتا ہی

نگاہ کے تیر و کمان اٹہو آؤ مقتل مین
ہجوم پیر و جوان صبح و شام رہتا ہی

گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر
کبہی جو شب کو وہ بالاے بام رہتا ہی

نہ بہولو چال جوانی کو کچہ ثبات نہین
بہار حسن نہ لطف خرام رہتا ہی

جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلاتی ہین
زبان شمع پر اب میرا نام رہتا ہی

پہرے جو آنکہ تو پہیرا ابہی پہر کر ہی نہ فقیر
تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتا ہی

بلند مرتبہ دونون ہین سکۂ زر پر
کسیکا نام کسیکا کلام رہتا ہی

خفا ہو تم تو خریدار دل کی لاکہون ہین
کسیکا بند زمانے مین کام رہتا ہی

وہ رند ہون کبہی صورت نہ دیکہی قاری کی
خیال مصحف رخ لا کلام رہتا ہی

۱۸۷ وصال یار سے عاشق زمین ہی تشنہ خون
فلک ہمیشہ سے لئے انتقام رہتا ہی ۱۵

عشق مہرو جنہین ہو وہ سینہ روشن چاہیے
داغ دل کوئی چراغ خانۂ تن چاہیے

سخت جان زہر غم فرقت سے بھی مرتی نہین
تشنۂ وصل صنم ہین آب آہن چاہیے

موج سیل اشک بھی طوفان سے کچھ کم نہین
منہ پر اپنے رکھنے کو دریا کا دامن چاہیے

عشق کا کل ہین عزیزا اسلام کو رکھتے نہین
تجھ سے اب سر رشتۂ زنار برہمن چاہیے

سرکشی رہتی نہین ساقی کے رعب حسن سے
خود بخود جھک جائے شب شیشون کی گردن چاہیے

مزرع جان حزین ہین اک رمق باقی نہین
برق دیدار صنم گرنے کو خرمن چاہیے

عالم وحشت مصور کھینچے یون تصویر ہین
سیر ہو نقشے ہین گریبان زیر دامن چاہیے

آئینے ہین دیکھکر کہتے ہین مار زلف کو
کان ہین موتی کو بدلے سانپ کا من چاہیے

پاون کی پڑنے سے بھی وہ سہاگ دکھلاتی نہین
کیا جلا ہین تجلو اگر اے شمع روشن چاہیے

ہے تلون بھی نزاکت بھی مزاج یار ہین
اوس گل تر کو قبائی رنگ گلشن چاہیے

گو مکان تمنے سجا ہے جھانکنے دیجے ہمین
چشم روزن پر ابھی پلکون کی چلمن چاہیے

روئے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈھیلی ہو گئی
ایسی آنکھون کو مثال چشم روزن چاہیے

شوق عشق پاک رکھتی ہین خدا آگاہ ہے
ہت کوئی مریم کی صورت پاک دامن چاہیے

فرقت قاتل ہین آب اشک سے ڈوبی تو کیا
سر بکف ہین آب آہن تا بگردن چاہیے

۱۸۸	قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ ظاہری شمع کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیے	۱۸

جہان رنجیدہ ہے واقف نہین ہوتی ترحم سے
نہ دیکھو اشک کی قطرے ٹپکتے چشم انجم سے

لڑائی آنکہ مہرو یون ہے تمنے ہمنے انجم سے
گلہ کیا جس طرح ہمسے ہو تم ویسے ہین ہم تم سے

اطاعت پر نہ دیکھا ایک دن چشم ترحم سے
یہ کیفیت ہے سجدے کی کہ ہوں رندو زاہد کی
ید بیضا کی دست آویز ہے جو ہر شہدی کا
عروج بحر اشک ایسا ہوا ہفتے کے روز میں
ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پرتو سے
کبھی پردے ہیں غیروں سے جدا ہوتی تو ہم آتی
وہاں رونق جبین کی اور بہتی ہے ہٹائی سے
مگر موقوف تھا ہم پر عوض آدم کی گندم کا
یہاں بنت العنب ڈرتی ہوئی مستو ہیں آتی ہے
محیط اشک سے اعضا بدن کے سب لشیاں ہیں
نہ میخانے سے اوٹھوں گا نہ کمتر خونمیں بیٹھونگا
تمہارا سنگ کا نا معتقد ہوں قول ہندو کا
سکان اونچا ہے کیسا مسیحائی کا دعوائے
عبادت خاک تو اے زاہد بمغرور کرتا ہے
وضو کے بدلے جو وہ پاک دامن کہو ہاتھ دھوئے

نہ تجھے ہمکو بندہ ہی خدا نے مجھے تو تجھ سے
بنا ہے پائے مسجد ہوا گر خشت سر خم سے
کلیم آسا پکارو طور پر حسن تکلم سے
مجھے چرخ بیضا وہی ہوا ہے ہفت قلزم سے
نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے
الگ ہوتی نہیں پتلی کی صورت چشم مردم سے
بنی افشاں لگی جو خاک پا تیرے تیمم سے
ہمیشہ آسیائے چرخ میں پڑتے ہیں گندم سے
چھپی ہے جام میں شیشے سے شیشے میں چھپی خم سے
کھلے جاتے ہیں ساری جو ہر گشتی آپ نا ظلم سے
فلاطوں کی طرح الفت ہے اوٹھاتی مجھے خم سے
کہ پہلے روح تن میں آئی تھی شوق ترنم سے
لب بام آپکا پائیں گے سے چرخ چہارم سے
گنا یہ خاکساروں کا سمجھ جاکے تیمم سے
ابھی تو پنجہ مریم او سے گئے خاک تیمم سے

۱۰۹	رہی صحت نہ تھا عاشق چار دن خاک ایسے جینے پر نماز پنجگانہ جب پڑھی ہیں سنے تیمم سے	۱۴

خار کھائیگی زمین اور ندامت ہوگی
جسم کا ہیدہ سے کیا گور کی دعوت ہوگی

ہجر مین کونسی آرام کی صورت ہوگی
آئیگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی

کبھی گلشن مین جو اوس شوخ سے لڑجائیگی آنکھ
چشم نرگس مین عوض شرم کی وحشت ہوگی

جو تری پان کی لاکھی مین ہی شوخی ای بت
شفق شام بدخشان مین یہ رنگت ہوگی

گھر سے باہر نہ قدم رکھوگی کب تک ای شوخ
ہم سمجھتے ہین کہ برحق ہی قیامت ہوگی

بے اثر بلبل گلزار کی فریاد نہین
رگ گل مین بھی تپ غم کی حرارت ہوگی

شعلۂ طور سے کم جو نہین مہندی کا
ید بیضا کو ترے ہاتھ سے بیعت ہوگی

اپنی تصویر کو بھی ہمسے چھپایا اوسنے
جو یہ نقشا ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی

نظر آتی نہین کب تک یہ رہیگا اندھیر
حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی

زاہدا دیکھ تو رکھ اوسکے رخ رنگین کو
گل جنت مین یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی

بغض للہ عبث ہمسے ہی زاہد تجکو
ہوگا دوزخ تری قبضے مین نہ جنت ہوگی

سامنا آج نکر اسے مہ کامل اوسکا
چار دن بعد تری اور ہی صورت ہوگی

۱۹۰	بزم مین بیٹھہ کے عاشق کو نہ گھورو اتنا چشم ہے نرگس بیمار نقاہت ہوگی	۲۱

کعبہ بھی مکان ہے دل مومن بھی مکان ہے
ڈھونڈہتے ہین اوسے کس جا نہ وہان ہے نہ یہان ہے

لب تک جو سخن آیا تو ہونٹون سے عیان ہے
غنچے مین لطافت تو ہے یہ بات کہان ہے

وحشت یہ شب وصل کے بوسون سے مٹیگی
یاقوت لب یار علاج خفقان ہے

ابرو نے ترے سیکڑون گھر کردیے ویران
جو خانہ نہین کرتی کبھی یہ وہ کمان ہے

حافظ ہوا بوسون سے تری مصحف رخ کا
کیا ڈر ہے کہ قرآن مجھے نوک زبان ہے

میخانی مین جب شیشی کے منہ پر ہی گل سرخ
سمجھا کہ یہی پھول کہ شیشے کا نشان ہی

آئینی مین رخ دیکھ کے کہتی ہین شب وصل
منہ ہی کا یہ ہے عکس کہ بوسی کا نشان ہی

مضمون زبانی کی ہین شفاف ہے تقریر
طالع جو سکندر ہین تو آئینہ بیان ہی

ابرو کے قرین خال جو دیکھا تو گئی جان
کیا قاصد پیغام اجل زاغ کمان ہی

غیرون سے اشارے نکرو چپ نرہونگا
آنکھون مین ہی بینائی صری منہ مین زبان ہی

قاتل نے مجھے دفن کیا اپنی گلی مین
مین وہ ہون گنہگار کہ جنت مین مکان ہی

بولا نہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے
حیران ہون کس کام کی یہ منہ مین زبان ہی

وحشت مجھے دم لینے کی فرصت نہین دیتی
رکھتا ہون جہان پانون وہان ریگ روان ہی

گم عشق حقیقی مین ہوا عشق مجازی
تسبیح ہی تہلیل ہی جو آہ و فغان ہی

اس مرتبہ ہون زار کہ بیٹھا کی بغل مین
کہتے ہین رقیبون سے کہ ڈھونڈو تو کہان ہی

لینے کو جو خاک آئے تو ناراض زمین تھی
ای روح نرہ جسم مین غصبی یہ مکان ہی

آہون نے بل ابروی صنم کا نہ نکالا
سینکے سے نہ سیدہی ہوئی وہ سخت کمان ہی

مردون سے بھی زندون مین سوا پاتی ہین غفلت
جس خواب مین آواز ہے وہ خواب گران ہی

گھبراتے ہو کیون دیتے ہوی بوسہ کا کل
سودا جو مجھے ہی تو تمہین بھی خفقان ہی

یکسان ہی برات اور جنازے کا تجمل
جو شادی کا گھر ہی وہی عبرت کا مکان ہی

١٩١	گو چاند کبھی خاک مین چھپتے نہ سنا تھا عاشق دل روشن تن خاکی مین نہان ہے	٢٢

داغ دل دینگے دکھائی دیکھیے
میرے سینے کی صفائی دیکھیے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے　　یار کس کس کی صفائی دیکھیے
دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم و گوش　　سینے نالے جبہ سائی دیکھیے
میرے کہنے پر تو وہ چلتے نہین　　کس طرح پاے حنائی دیکھیے
یار کی انگیا کی چپڑیا تک گیا　　طائر دل کی رسائی دیکھیے
بھر کے جب غیرون نے پہونکا کان مین　　یہ لگائی یہ بجھائی دیکھیے
وصل کی شب ہوگیا اپنا وصال　　موت کیا بیوقت آئی دیکھیے
گر پڑے سجدے مین تجکو دیکھکر　　زاہدون نے منہ کی کھائی دیکھیے
جام مے قاضی نے بھر بھر کر دیے　　کام آئی منہ بھرائی دیکھیے
نبض دیکھی تم نے ہم اچھے ہوے　　ہاتھ رکھے سے کل آئی دیکھیے
جب کہا مین نے دہن دکھلائیے　　غیب سے آواز آئی دیکھیے
آہ سے آنسو بنے ہین پہلجھڑی　　آگ پانی مین لگائی دیکھیے
کیا جلے ہو دل ہین میری آہ سے　　آپ تک بھی آنچ آئی دیکھیے
خاک ہوکر ہو گئے پامال ہم　　پھر گئی ساری خدائی دیکھیے
بوسہ دزد حنا مانگا نہین　　آنکھ کیون تمنے چرائی دیکھیے
ٹکٹکی باندہے سے درد چشم ہے　　تم نہ آئے آنکھ آئی دیکھیے
پاون مین زنجیر نے گہر کر دیا　　کیا کڑی ہمنے اوٹھائی دیکھیے
بندگی مجہسے سوا کرتا ہے کون　　ڈہونڈہ لے ساری خدائی دیکھیے
ماہ نو کا ذکر جب محفل مین ہو　　کہتے ہین میری کلائی دیکھیے

چشم ظاہر بین غبار آلود ہے
دیدۂ دل کی صفائی دیکھیے

جاگتے کے وصل مین وعدے تھے کیا
شام ہی سے نیند آئی دیکھیے

۱۹۲ ہون تو وارد لاکہ عاشق شعر مین
آپ بندش کی صفائی دیکھیے ۱۹

بات جو منہ سے نکل جاے وہی بات رہے
ترک ہوا ہمین محبت کہ ملاقات رہے

دم نکل جاے شب ہجر تو کیا بات رہے
ایک دونون مین رہی ہین ہون یا رات رہے

لگئی پاؤن یہ پھیلاے شب فرقت نے
کس قلق رہا نہ مرے صرف مناجات رہے

وصل سے ہجر کے دن رات بدلجائین کہین
دن رہے دنکو وہی شب کو وہی رات رہے

نہ رہے آٹھ پہر کی نہین صحبت منظور
آپ سے ہمسے کبھی کی تو ملاقات رہے

ٹیڑھے ہے کیا ہوتے ہو کعبہ ہو تو سجدہ نکرین
ہمسے یہ طور نہ اسے قبلۂ حاجات رہے

غیر کو دید رخ و زلف بھی ممکن نہوئی
میرے گھر آکے کئی دن وہ کئی رات رہے

سوزش داغ و دم سرد و سرشک حسرت
کبھی گرمی کبھی جاڑا کبھی برسات رہے

کسقدر روز و شب ہجر سے تنگ آیا ہون
نہ تو یہ دن رہے دنیا مین نہ یہ رات رہے

جان گو جاے مگر گریہ کے نہ پایے اونسی
منتون مین یہ ہو وہ تقریر کہ کچھ بات رہے

زاہد و پیر مغان کے رہے جھگڑے باقی
مسجدین وہ نہ رہین وہ نہ خرابات رہے

چشم جادو نے تری شعبدہ بازی کیسی
وہ دکھایا کہ جہان اہل کرامات رہے

منتین سنکے یہ فرماتے ہین وہ غصے سے
عذر تقصیر مین بھی خوف مکافات رہے

شکوۂ جور و ستم آسکے زبان پر نہ کبھی
عمر بھر اونسے اگر ہمسے ملاقات رہے

نہ بڑہاؤ تو گہٹاؤ بہی نہ غیرون سی ہمین
نہین منظور ترقی تو مساوات رہی

دل کی شکوی کرین یا چرخ کی یا قسمت کے
کسقدر دہر مین ہم مورد آفات رہی

اب اثر ہی تو فقط چشم و لب دلبر مین
نہ تو شاعر ہین نہ وہ اہل کرامات رہی

بوسہ مانگا تو بہت بے ادبی کی ہمنے
آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہی

١٩٣

چشم پوشی جو کرین غیر نہین غم عاشق
میرا اللہ مگر قاضی حاجات رہی

١٥

کربلا مین بہی کہتا ہی جو سرداب مین ہی
گرم کہانی مین نہ یہ لطف نہ سرد آب مین ہی

کس سی پوچہین کہ یہ کیا عالم اسباب مین ہے
جو نہین ہی وہ ہی بیدار جو ہی خواب مین ہی

بیکسی پر جو مری رحم فلک نے کہایا
شام سے مردہ مرا چادر مہتاب مین ہی

چشم دلبر کے تصور مین نہین آتی نیند
کاوش نشتر مژگان جو رگ خواب مین ہی

پوری دو تین بہی آنسو نہین ٹپکی اب تک
شور طوفان بلاخیز کا پنجاب مین ہی

نہ ہنسیگا نہ کوئی روئیگا مجہ پر اے مرگ
دشمنون مین کوئی باقی ہی نہ احباب مین ہی

بند ہو جاتی ہین دانتون کی چمک سے آنکہین
چہرہ یار نہان برق کی جلباب مین ہی

یا خدا اپنی گذرتی ہی جو بیتابی مین
بندہ سیماب مین یا ماہی بی آب مین ہی

یار نے خط بہی جو لکہا تو عجب شوخی سے
کونسا عیب نہین جو کہ سر القاب مین ہی

بام تیرا ہی برابر فلک اول کے
ماہتابی مین صفا وہ ہی جو مہتاب مین ہی

کربلا مین جو مری سوتا ہی کس راحت سے
دست و پا حورین دباتی ہین جو سرداب مین ہی

چشم جلاد مین او تیرا ہی غضب سے یہ لہو
جو پلک ہی وہ چہری نیچہ قصاب مین ہی

سیکڑون رنگ مری باغ جہان مین بدلے
جو حکایت ہے گلستان کی ہری باب مین ہے

مرگئے الفت مژگان مین نہ پوچھا اوسنے
تنبل بیدار ہوئے ہم وہ ابھی خواب مین ہے

١٩٤	قدردانون کو سُناتا ہون غزل مین عاشق شعرخوانی کا مزا مجمع احباب مین ہے	١٩

کاہیدہ ہون دعا مین نہوگا اثر کبھی
جو پیڑ خشک ہو نہین لاتا ثمر کبھی

فرقت مین غیر مہر نہ نکلا قمر کبھی
لُو کے سوا چلی نہ نسیم سحر کبھی

صبح شب وصال کہین صبح حشر ہے
اللہ پہر دکہائے نہ ایسی سحر کبھی

تیغ نگاہ و تیر مژہ کی یہ مشق ہے
ٹکڑے کیا کلیجے کو چھیدا جگر کبھی

دیکھو جو آنکہ اوٹھا کے کبھی بار ماہ کو
بنجاے یہ ہلال کبھی پہر قمر کبھی

غربت مین داغ اہل وطن دل مین رہگئے
آیا کوئی اودہر سے نہ پونچی خبر کبھی

زیرفلک مقام کرین کیا سمجھکے ہم
رستی ہین رہ نورد بناتے ہین گہر کبھی

کس طرح ہو بتون کی خدائی کا اعتقاد
دیکھی نہ ہمنے صورت پیغامبر کبھی

اوترو جو تم نہ بام سے مرکے نہ چاندنی
دیکھو جو آنکہ اوٹھا کے نہ بیٹھے قمر کبھی

آزردگی ہو روز کی دل ٹوٹ جائیگا
غصے بہی آپ ہون تو کسی بات پر کبھی

بوسے بہت ندیجے تو آزاد کیجیے
نہوڑے وظیفہ پر تو نہو گی بسر کبھی

کچہ خیر ہے بگڑتے ہو کیون بات بات پر
آگے نہتا تمہاری طبیعت مین شر کبھی

سنتون نہ حکم شہر کے قاضی کا کب سنا
کہینچوا سکے دخت رز کو بلایا نہ گہر کبھی

ہٹکا رقیب لاکہ مری چال پر چلے
سیکہے ہو آدمی نہوا جانور کبھی

لازم ہی چشم خوب کو پیار ہی نگاہ لطف
ظاہر کو دیکھتے نہین اہل نظر کبھی

کہتا ہون جب علاج کرو اُس مریض کا
کہتے ہین وہ کیا نہین یہ درد سر کبھی

شہر عدم ہی کوچۂ دلدار کا سبے نام
آیا جواب خط نہ پھرا نامہ بر کبھی

اپنے کمال کا بہت اظہار نقص ہے
آئینہ خانہ تھا نہ سکندر کا گھر کبھی

١٩٥	عاشق جو دوستون کی طبیعت مین ہی فنا دنیا مین ایک دن بھی نہو گی بسر کبھی	٢١

ہماری رزق کی ہی فرد قسمت مین رقم خالی
ہمیشہ صفر کی مانند رہتے ہین شکم خالی

نہی ہی سر کشی کسکی بلند و پست عالم مین
نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی

نہ اب وہ زلف مین بو ہی نہ وہ آنکھو نمین وحشت ہی
ختن ہی مشک سی خالی غزالون سے حرم خالی

کہ جسکو وصف اُس دور مین کب یاد کرتا ہون
نہین لیتا کبھی ہی جام کی مین نام جم خالی

محبت نقش جسکے دل پہ نہین وہ قلب کھوٹا ہی
کبھی رائج نہین دنیا مین سکہ سی درم خالی

جلاؤنگی مین ہماری ایکدن آنچ آئیگی تجھ تک
نہین جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی

مرا سر کاٹ کر لیجاؤ گی لیا دست نازک مین
تمہاری پانون پھر جاتی ہین چلکر دو قدم خالی

نہو جسکی گھر مین حسب خانہ پھرا وس گھر سی کیا مطلب
ہمارا سر پھرا ہی جو کرین طوف حرم خالی

دہن کی پاس خط دیکھا جو اوسکی پھول سی رخ پر
ہوا ثابت کہ کانٹون سی نہین باغ عدم خالی

فرشتے تک سہی ہی بعد مرنا تیرا کانا ہی یا سہم ہی
بہت قالب ہی روحون سے ای زہرہ نغم خالی

کسی گھر سے ملی مانگی نہ اوسکو بھیک دنیا مین
پھری سائل تری در سی جو ای باب کرم خالی

فلک سی وصل کی شب کا عوض لینگی جو جیتی ہین
سو دن پر فقط غصہ نہین کرینگی ہم خالی

تمہاری لعل لب وہ ہین کہ مردون کو جلاتی ہین
مسیحا بھی ہین یہ کیونکر کہون انکو رقم خالی

کسی گھر مین نہ کیفیت اوٹھی مجھ رندہ مشرب کو
خدا سے دیر خالی تھا بتون سے تھا حرم خالی

گئی فصل بہار ای محتسب لکھنا نہ مستونمین
تسلی کی لیے رہتی ہے پہلو مین قلم خالی

نشان اونکی فقط باقی ہین جنکی ظرف عالی تھی
ہوئی عبرت جو دیکھا طاق کسری جام جم خالی

مجھے بیت الحزن سے کم نہین کچھ کعبہ ای زاہد
بھرا آتا ہے کیا دل دیکھکر جائی صنم خالی

خزانون سے صدا ای ہمسکو آتی ہے یہ ہر دم
سخی کی ہاتھ آکر ایکدن ہو جائین ہم خالی

لگاتی ہین وہ بڑھکر ہاتھ ہم پیچھے نہین ہٹتے
کبھی تلوار کو دیتے نہین ثابت قدم خالی

محرم مین سیہ کرتی ہے اتنا پیٹ ظاہر ہے
کہین مین آگی رہجاتا ہے جیسے چاند کم خالی

٢٠	خوشی کا بھی مہینا کٹ گیا ماتم مین ای عاشق ندیدم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی	١٩٦

لڑائی وصل مین ہونے پرای پری ہو جاے
ہماری آپ سے یہ جنگ زرگری ہو جاے

تسلی اس دل بیتاب کو ذری ہو جاے
شب فراق بلا سے یہی پری ہو جاے

زمین پر اشک گرین عرش تک تری ہو جاے
ہماری رونے سے کشت فلک ہری ہو جاے

جلاے مردون کو ملجاے جسکو بوسۂ لب
ثنای چشم کرے جو وہ ساحری ہو جاے

وہ بادہ خوار ہون الفت ہے مجھسی صہبا کو
خود اوڑ سے کے آئی اگر دخت رز پری ہو جاے

جو مار زلف ہے ہمسر عصاے موسی کا
عجب ہے چشم فسون گر نہ ساحری ہو جاے

جو درد دل کی حکایت کرون گلستان مین
ہر اک نہال مین شکل صنوبری ہو جاے

حجاب یہ ہے جو اونکلی کو بھی ہوا لگ جاے
اوس آفتاب کی پنجہ مین تھرتھری ہو جاے

دغا نہ کھاؤن کسی شکل زال دنیا کی — نہ دیکھون آنکھ اوٹھا کر اگر پری ہو جائے
بغل مین غیر ہے بڑھ کر نہ گفتگو کرنا — کہین نہ آپ کے میری برابری ہو جائے
وہ لب ہو جس سے مسیحا ہی معجزہ سیکھے — وہ خط ہو جس سے خضر کی بھی رہبری ہو جائے
کرون نہ پیروی دیو نفس سرکش مین — نہ منہ لگاؤن جو بنت العنب پری ہو جائے
لگا کے تیر نگہ سرکشی نکر ظالم — جو تیر آہ نہ روکون تو ہمسری ہو جائے
نہ توڑیگا بت پندار زاہد مغرور — کہ خاکساری مین شیخی نہ کرکری ہو جائے
دماغ عرش سے اونچا ہے فقر مین ناہد — نہ کبھی پاؤن زمین پر جو سروری ہو جائے
نگاہ لطف سے دریائے غم مین بچنا ہو — جو پتلی آنکھ کی سد سکندری ہو جائے
جو حکم قتل سنا دی تو میری مذہب مین — رسول پر ترے ختم پیمبری ہو جائے
پہن کے نور کی پوشاک گرمیان کیجے — دلیل حور ہو پیاری خجل پری ہو جائے
جنون مین جامۂ عریان تنی پسند آیا — یہ رخت وہ ہے جو پوشاک آخری ہو جائے

١٩	جو بھیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملی تمہارے در کی فقیری تونگری ہو جائے	١٧

دیکھ لین آنکھون سے مار زلف لہراتی ہوئے — دیر کیا لگتی ہے دیوانون کو لہراتی ہوئے
اب سیہ بختون کو سر پر سے بلا ٹلتی نہین — زلف کی صورت چلی آتے ہین بل کھاتی ہوئے
جس طرح صبح شب وصلت سے گھبرایا وہ گل — رات بھر مین پھول یون دیکھی نہ کمہلاتے ہوئے
کیا نظر قاتل کی چشم سرمگین سے لڑ سکے — سیکڑون آنکھون کا دیکھا نیل ڈھل جاتی ہوئے
موت سے بدتر سمجھتا ہون مین جھوٹی بات کو — زہر کھاتون خوف آتا ہے قسم کھاتے ہوئے

تجھسے لڑجائی تو وہ تیزی نظر پیدا کرے
کاٹ دی تیر قضا کو دیکھکر آتے ہوے

ناوک ان قصر تن کیونکر نہ آنکھوں کو کہون
دیکھا سیل اشک میں ڈہیاوں کو بہجاتی ہوے

جنکو استقلال ہی پاتی ہین سو نری عیب سے
پہرتی ہین بے صبر دردر ٹہوکرین کہاتی ہوے

گرگری کیونکر نہو تا وار اونکی کر گئی
ٹہریان دیکھین یہی تو ہمکو کہا جاتی ہوے

راہ مین درگاہ کی بیٹہون گا مین ہوکر فقیر
دیکہہ لونگا آپ کو آتے ہوی جاتے ہوے

رنگ بو ی جسم سی ہا رونکی رونق بڑہ گئی
تیری بستر پر ندیکہے پہول کمہلاتی ہوے

اوسنے جب مسی لگائی اس میری بڑہ گئی
تیرہ بختون کا بہی دیکھا رنگ جمجاتی ہوے

خون کیون لیتی ہین سر راہ کی رخصت جو دین
ایک دم مین دیکہہ لین سب دام نکلجاتی ہوے

اسقدر ہون گرم رو مین وحشی آتش قدم
دامن صحرا کو بہی دیکھا بہڑک جاتی ہوے

بیچ اس کی میان پر اوردو نی پڑ گئے
دونون گیسو تا کمر پونہچے جو بل کہاتی ہوے

سخت جانون کی اگر یہ سر حڑہیگی ای صنم
تیغ کے منہ کو دکہا دینگے بگڑ جاتی ہوے

١٩	انتہا سے کے جلد ای عاشق گئے روز شباب دیر لگتی ہے شب وصلت کو بہی جاتی ہوے	١٩٨

جانتا ہون پیچ جیسا الفت گیسو مین ہی
بل یہ ہی دشمن بلا کا دل مری پہلو مین ہی

ضعف سی اوڑنی لگا ہون پر نظر آتا نہین
قوت پرواز عنقا آج کل بازو مین ہی

کاوش خار مژہ کی اب توجہ چاہیے
دل کہان ہی جای دل اک آبلہ پہلو مین ہی

نعمت دنیا ملی جب سر جہکا یا فکر مین
طور کشکول گدا کا کاسہ زانو مین ہی

دم نکلتا ہی نہو سکتا ہے ترک عشق یار
جان پر ہی اختیار اپنا نہ دل قابو مین ہی

ترک الفت کی قسم کھانیکا کچھ باعث نہین
آزماتا ہون کہانتک دل مرے قابو مین ہے

جب جھکا سر شرم سے لطف عروسی مل گیا
آرسی مصحف تمہارے چہرہ و زانو مین ہے

ربع مسکون کے ڈبونے کو ہین کافی چار اشک
اک سمندر موج زن اپنے ہر اک آنسو مین ہے

کب بیان وہ ہو سکے جو دل اوٹھاتا ہے مزے
آپکے الطاف کی تعریف کس پہلو مین ہے

کھینچ کر خنجر پکارا کسلیے مجھ زار کو
دل مین کیا سوچے تمہارا ناتوان پہلو مین ہے

صورت نازک لطافت سے نظر آتی نہین
شکل پنہان رنگ مین ہے رنگ پنہان بو مین ہے

پیر کنعان کی طرح پیر فلک مسرور ہے
رنگ بوے جامۂ یوسف تمہاری بو مین ہے

چشم وحشی پر غزال چین کا دہوکا ہو گیا
خال سے پایا پتا نافہ بہی آہو مین ہے

ہاتھ سے اپنے سر اپنا کاٹ دون اے نازنین
کھینچتے ہو تیغ کیون قوت کہان بازو مین ہے

دوست دشمن ایک جا ہین اتفاق وقت سے
دل بہی ہے پہلو مین اپنے یار بہی پہلو مین ہے

اس طرح چمکا شب مہتاب مین وہ سیم تن
سمجھا مین سکے کی مچھلی یار کی بازو مین ہے

مٹ گئی ساری نزاکت سامنے اس یار کی
آپکا چھلا نشانی کا مرے بازو مین ہے

ناخنے کی گلبدن کا پایجامہ تھر تھا
نیل چٹکی کا صنم اتبک تری زانو مین ہے

۱۹۹	آنکھ لگ جاتی ہے سر رکھا اگر عاشق کبھی + خواب مخمل سے سوا ہر رونگٹا زانو مین ہے	۲۱

چشم تر نے آبرو کھو دی ہے ساری ابر کی
لٹ گئی جب آنکھ فرقت مین ہماری ابر کی

سال مین برسات بھر ہے اشکباری ابر کی
آبرو کیونکر برابر ہو ہماری ابر کی

بوندیون کی طرح سر گرنے لگے عشاق کے
برق تیغ یار مین ہے آبداری ابر کی

جب کرو برسات مین تم خندۂ دندان نما
آسمان سی دیکھ لو گوہر نثاری ابر کی

بل کی لیتی ہی گھٹا سے ہر گھڑی زلف سیاہ
سر چڑھا کر آپ نی عزت اوتاری ابر کی

ایک پل آنسو نہین تھمتے فراق یار مین
چشم گریان تو نے کیا یارب ہماری ابر کی

یار کی شمشیر ابرو سی جھپک جاتی ہی آنکھ
خاصیت ہی برق کی صورت ہی ساری ابر کی

کیا کریگا سامنا باران اشک گرم سے
کانپنے لگتا ہی جب آتی ہی باری ابر کی

آشکارا رخ سی ہو رحمت کبھی کا ہی غضب
دانت تو بجلی کی ہین کاکل تمھاری ابر کی

انقلاب اوسکی مشیت کو اگر منظور ہو
برق کی بارش دکھا دی بیقراری ابر کی

ہی شب فرقت چمک بجلی کی دم لیتی نہین
میان سی اوگلی ہی پڑتی ہے کٹاری ابر کی

میکشو برسات کا عالم رہے کیونکر مدام
باؤ کے گھوڑے پر آتی ہے سواری ابر کی

ابر آیا میکدے مین گھس پڑے رندونکے غول
بادہ کش کس دھوم سی لائی سواری ابر کی

اسقدر برسات مین رویا کہ تم نے رو دیا
ایک سی حالت ہوئی میری تمھاری ابر کی

دیکھکر کالی گھٹا رونے پر اب وڈاہی دل
ای فلک کھلجائیگی یہ اشکباری ابر کی

میری ماتم مین صداے رعد کم آنی لگی
روتی روتے ہو گئی آواز بھاری ابر کی

ہجر ساقی مین جو چمکی برق بسمل ہو گئے
میکشون پر پڑ گئی تلوار کاری ابر کی

اب گھٹا پر آپکی کثرت بڑہی برسات مین
ای مہ خوبی بناؤ چاند ماری ابر کی

ای فلک بغض و حسد اوٹھ جای دنیا سے اگر
اڑ رہی ہی تاکہ سیر ہو سواری ابر کی

مار ڈالے گی ہمین ای میکشو دور زمین
انتظاری فصل گل کی انتظاری ابر کی

برق کو ہے بیقراری بیقراری دیکھکر

پیاسا ہوا تو مجکو ڈبویا سوال نے
دریا بہا دیے عرق انفعال نے

ابرو کو بھی سیاہ کیا عکس خال نے
کعبے مین اپنا رنگ جمایا بلال نے

کانسے مین مہر و ماہ کو دیتا ہی کون بھیک
بیقدر کر دیا ہے فلک کو سوال نے

تیغ زبان یار کی مین بن گیا سپر
غیرون کو جو کہا لگے مجہپرہ ڈہالنے

مجھ بے نشان کی قبر کا ملتا کسے پتا
گنبد بنا دیا مری گرد ملال نے

پونہچے چلے جو راہ محبت مین سر کی بہل
اولجھے لگے جو پانون سے کانٹا نکالنے

جی اوٹھے مُردے کہ کے چلے تم جو دو قدم
دکھلایا شور حشر تری بول چال نے

قبضہ نہ زندگی مین ہوا ملک صبر پر
برباد کر دیا ہے خیال محال نے

آنسو جو ابر چشم سے فرقت مین تھم گئے
برسا دیا ہے مینہ عرق انفعال نے

کھو دی ہے انتظار نے آنکھونکی روشنی
اندہیر کر دیا ہے تمہارے خیال نے

خُم سے بھری شراب جو شیشے مین زاہدو
حکم قضا سے پاک کیا انتقال نے

پرسش کے منتظر نرہے عشق زلف مین
جرمون کا اعتراف کیا بال بال نے

دیکھا مقابلے مین جو بیمار چشم کے
نرگس کی آئے باغ مین آنکھین نکالنے

چہرا اوٹھا [illegible] کو موتی کی گرد اسطرح
جان عزیز کھوئی ہے ہمساے کی بال نے

بھر دم غبار خاطر اہل دول بڑھا
مٹی کیا فقیر کا رتبہ سوال نے

چھوٹی کبھی نہ دشت نوردی مین رہ آتی
جھکتا نہیں مین پاون سے کانٹا نکالنے

جب بو ہی زلف یار نے صحرا کا رخ کیا
[illegible] منہ سے چیر کی پھینکا غزال نے

بیجان کیا ہی خال نے مجہ تیرہ بخت کو
کاٹا ہی سر مرا حبشی کو توال نے

پوہنچی گزند خنجر ابرو کی چشم کو
کعبے مین بہی امان نہ پائی غزال نے

صورت سے کام اصل کا نکلے محال ہی
کہولا کبہی نہ عقدۂ پروین ہلال نے

وارفتہ دیکہکر مجہے ابرو و خال کا
چشمک زحل نے کی تو اشارے ہلال نے

جاگے نہ بخت خفتہ مرے صبح روز ہجر
کروٹ اوہر نہ لی کبہی شام وصال نے

صحرا مین چشم یار جو آنکہون مین پہر گئی
پیسا وہان بہی گردش چشم غزال نے

ذرہ مناسبت نہین چہرے سے بدر کو
دہوکا تہہین دیا کسی صاحب کمال نے

دیکہا جو محتسب کو تو قابو مین دل نہین
مشکل ہے پر ستون کو شیشے سنبہالنے

تجہسے لڑا کے آنکہ نہ جہپکی کہین پلک
آنکہین لڑائین شیر سے جاکر غزال نے

دیکہا خیال سوزن مژگان یار کو
آیا نہ میرے پاؤن سے کانٹا نکالنے

اوس روی آتشین کا جو بوسہ طلب کیا
چہالے زبان پر مرے ڈالے سوال نے

۲۰۱	مضمون میرا غیر نے عاشق اگر لیا کہایا شکار شیر کا جہوٹا شغال نے	۲۲

مزا ہووے مے پرستی کا گہٹا گہر آئی منہ برسے
گنہگارون کی ہی بخشش جو تیرے دامن رحمت سے

نہ پہوٹا منہ دم آخر زبان قاتل کی خنجر سے
شرایا جوہر ذاتی کو اپنے دیکہکے جوہر سے

پڑی افتاد پر افتاد تحریر مقدر سے
جو خط باندہا تو کہل کر گر پڑا بال کبوتر سے

پریشانون کا سر کاٹا ہی کیا قاتل نے خنجر سے
جدا قبضے کو پایا تیغ سے جوہر کو جوہر سے

گرہ ہی نیستانہ تن سے گردن کی روانی مین
عجب کیا ہی اگر طوفان اوٹہے آب خنجر سے

مری آنکھین ہوئین روشن لیا قاصد سے جب خط کو
پئے تصدیق مین نی معجزہ مانگا پیمبر سے

گلو سے خشک کا کٹنا بہت مشکل ہوا ای قاتل
وہ پیاسا ہون کہ باہر کھینچ لونگا آب خنجر سے

کلیجا کب جلا اوس سنگدل کا میری مرنی پر
جو دل مین چوٹ لگتی تو نکلتی آگ پتھر سے

نہ کاٹو سر بھری آتے ہین آنسو چشم جوہر مین
مثال اشک حسرت گر پڑیگی آب خنجر سے

حدیث نامۂ دلدار کو سمجھا ہون مین قدسی
پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے

ذرا صورت دکھاؤ فرقت مژگان مین تپا ہون
بہت دل پک گیا ہی چھیڑ دو تم آکے نشتر سے

ستم ہے کھینچتی ہی بال ای مشاطہ کنگھی مین
تری ہاتھون کہین نکلی نہ بو زلف معنبر سے

ابھی باقی ہے تھوڑی وصل کی شب توپ چھٹنے دو
قیامت ہی جگاتی ہو موذن کو جو ٹھوکر سے

لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی
تکلف کیا ہوی زرپوش اگر مرغ منور سے

دل آئینہ ہی پر خط مین دہن اوسکا نہین پاتا
چھپایا ہی خضر نے چشمۂ حیوان سکندر سے

ہمارے خانۂ تاریک سی خورشید ڈرتا ہے
چمک جاتی ہے آکر دھوپ دروازی کی باہر سے

تمہاری کان کی موتی سی خط کا اور عالم ہے
کیا سیراب اس سبزی کو شاید آب گوہر سے

تمہاری جھانکنے سے چشم نابینا مین نور آیا
چمک ہی دیدۂ روزن مین افزون چشم اختر سے

دم تقریر ظاہر ہو گیا اعجاز اوس بت کا
ہلاتا ہے جو لعل لب صدا آتی ہی پتھر سے

جلاتی ہی سیہ خانہ مرا جب دھوپ آتی ہے
نہین کچھ آتشین شیشے کو نسبت روزن در سے

چراغ مہر بھی جلتا ہی داغ دل بھی جلتا ہی
ہماری قبر روشن ہو گئی اندر سے باہر سے

۲۰۲	فدا کیونکر نہون مین لاکھ دل سے اوس پری عاشق کیا لاکھون کا جسنے سامنا جاکر بہت تر سے	۱۷

ڈر کر ہماری آہ سے ایسی سمٹ گئی
دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو

کھٹکا جو میرے دل کو ہوا اضطراب کا
اتبک مزاج مین وہ لڑکپن کی بات ہے

کیا بوندیون نے باغ مین جوبن بڑھا دیا
محنت کسیکی یون نہ فلک رائیگان کرے

دشت جنون مین تیز چلے ہم جو دو قدم
کیا کوسنے کو ہاتھ اوٹھائے تھے یار نے

کس درجہ تیری گرد سواری عزیز ہے
پتھر بنا ہوگا جو یہ الکسی رہی

خط کا جواب ہمکو نہ پہنچا یہ مینہ پڑا
انکار وصل کرکے جلایا ہے آپ نے

مجھسا بھی تیرہ روز نہوگا جہان مین
مجہ ناتوان کی مردہی کو پچھتائے دیکھکر

پہنچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے
باتون کو پیچ دیکے جلایا ہمارا دل

ساری شب فراق گھڑی بھر مین کٹ گئی
ایسے بھی ہین کہ عمر مصیبت مین کٹ گئی

بولے شب وصال مری نیند اوچٹ گئی
نام خدا جوان ہوی پر نہ ہٹ گئی

پوشاک بھیگ کر جو بدن سے لپٹ گئی
قلبی ٹرہائی سے ہمنے طاقات گھٹ گئی

طاقت ذرا جو ساتھ تھی ارزی سے کٹ گئی
مین آپ مر گیا جو وہ کرتی سمٹ گئی

دیکھا ہے ہمنے خاک کو آنکھون مین اٹ گئی
کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چکٹ گئی

وصلی کی طرح چرخ سے بدلی جھپٹ گئی
شعلے کی تھی زبان کہ دم مین پلٹ گئی

سائے سے میرے دھوپ گئی کوس ہٹ گئی
پلٹی نگاہ یار تو میت گھسٹ گئی

زنجیر زلف زنگ مین آخر کو بٹ گئی
گیسو کے ساتھ ایک دہوپن کی بھی لٹ گئی

۲۰۳	عاشق ہوے نہ قتل یہ افسوس رہ گیا قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی	۲۰

جو گرم ہوکے کہو تم شراب اوڑ جائے
ابہی تو بنکے پری آفتاب اوڑ جائے

وہ روز اس سے لگائی ہین آسمانی تیر
نشانۂ سپر آفتاب اوڑ جائے

جفا کشون کو ہے سامان عیش سے ایذا
ملے جو بستر مخمل تو خواب اوڑ جائے

اسی خیال سے نالے نہ آئے ہونٹون تک
کہین نہ قبر کے سوتونکا خواب اوڑ جائے

شب وصال کو تا صبح جاگ کر کاٹین
ہمارا آپکا دونون کا خواب اوڑ جائے

تمہین جو دیکہ لین اصحاب کہف رویا مین
کبہی نہ آنکہ بہی جہپکے یہ خواب اوڑ جائے

یہ وحشیون سے ترقی ہے میری وحشت کو
کبہی جو خواب بہی دیکہون تو خواب اوڑ جائے

عجب نہین یہ زمانے کی بے ثباتی سے
سفیدہ رنگ بہی اے ماہتاب اوڑ جائے

دہن وہ چشمۂ حیوان ہے منہ لگاتی ہی
تمہارے ہاتہ سے مرغ کباب اوڑ جائے

چہپو تو سوز جگر سے حجاب کو پہونکون
وہ کہینچون آہ کہ رخ سے نقاب اوڑ جائے

بہری جو بن سے گلابی بہت وہ دلہین کے
لگایا ہاتہ کہ جام شراب اوڑ جائے

مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جائے
سواد کاکل پر پیچ و تاب اوڑ جائے

نہ منہ سوال سے پہیرو تو اتنی بوسے یون
کہ زاغ خال رخ لاجواب اوڑ جائے

دکہاؤن مین چمن داغ دل تو خجلت ہے
ابہی تو طائر رنگ خضاب اوڑ جائے

جہان دکہاسکے جو غیرونکو جام دی ساقی
مری ہوا سے کی صورت شراب اوڑ جائے

غبار دل جو نکالون ہوا سے آہ کی ساتہ
صفاے آئینۂ آفتاب اوڑ جائے

نہ دیکہیے فرد نہ انکے تو سے غیرون کو
کہین نہ آپکی موتی سی آب اوڑ جائے

امید وصل ہین بر آسے دل شکستونکی
ہمارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جائے

سیاہ ایسی ہی جا کر زحل ہو گردون پہ
ہوا سی جو مری فرد حساب اوڑ جاے

۲۰۴ — غبار عاشق صادق کو دو جگہ دریپہ
کہین یہ خاک نہ اسے بوتراب اوڑ جاے — ۲۱

سخت جانی سے مری طعن نہ کیونکر توڑے
جب گلا کاٹنے مین تہاک کی وہ خنجر توڑے

کیسی اٹھکھیلی سے چلتے ہین پہن کر توڑے
اونکی پاپوش سے دم عاشق مضطر توڑے

ایک ہفتے جو وفا وصل کا وعدہ نکیا
ای قمر ساتون فلک آنکی مجہ پر توڑے

مارا منہ پر مری قاصد کی بتون نے خط کو
یہ وہ پتھر ہے کہ دندان پیمبر توڑے

صدمۂ سنگ حوادث سے نہین ڈرتا مین
ای جنون سیکڑون اس سر سے ہین پتھر توڑے

محتسب ایکہی شیشے کو اگر پہونچی شکست
لاکہ میخوارون کی دل توڑنے برابر توڑے

باغ عالم مین نہو گا کوئی ایسا ناکام
تار سے توڑے جو کبھی مین نے گل تر توڑے

بندگی خاک ہے جب غیر کو ایذا پہونچے
ہم نے سچے نہ کیے سجدۂ داور توڑے

جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا
اسطرح آس کسیکی نہ مقدر توڑے

پانون مین حلقۂ گیسو ہی رہا او کجھ ہین
بن گئے سلسلۂ زلف معنبر توڑے

بلبلین لڑ نہ سکین تیری صف مژگان سے
توڑی ہاتہون کی اوڑی گل ہوا اکثر توڑے

فائدہ دست جنون نے جو سلاسل توڑی
روح زندان خراب تن لاغر توڑے

کہو لینے آئین جو وہ نشتر مژگان سے فصد
سب نکل آئین رگین جسم سے لیکر توڑے

وہ کشش کرتا ہے جتنی مین کہنچا جاتا ہون
کسطرح رشتۂ الفت کو ستمگر توڑے

ساقیا تیرے تغافل نے جو مارا اونکو
فاقے رندون نے پہونچکر لب کوثر توڑے

لعل مجعل ہین تہاڈی سی ترے بالا مال
توڑے بخشے جو لیے رقص مین دلبر توڑے

مجکو ایذا ہے جو بلبل تجہے صدمہ پہونچے
میرا صیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے

زاہدا کیون بت پندار نہ توڑا اپنا
غیبتین سیکڑون کین تونے دل اکثر توڑے

ای فلک زہر دیا عشق خط دلبر مین
نالہ میرا نہ کہین گنبد اخضر توڑے

سبب حسرت اخوان تہا جمال یوسف
حسن وہ ہے جو برادر سے برادر توڑے

۲۰۵
لوگ سمجہائین بہانا ہے جو عاشق مرجاے
جوڑ پڑ جائین اگر دم دم آخر توڑے
۲۶

اوٹہ گئے جسم سے ہم اس عالم ایجاد سے
سقف گردون گر پڑی شور مبارکباد سے

سخت جان ہون میرے قاتل کو ذرا ثابت نہ تہا
اب کہلا جوہر زبان خنجر فولاد سے

فصل گل مین دربدر پہرتی ہین دیوانی ترے
آ کے زندان مین ہم نکلے خانۂ حداد سے

لاؤن گا کف مین ہی پیسے گی جو مرقد مین مجہے
ای زمین مین خوب واقف ہون تری بنیاد سے

گوش گردون کر ہے یار سنگدل بیرحم ہے
ای دل ناشاد کچہ حاصل نہین فریاد سے

چشم جوہر سے لہو رویا جو میرے قتل پر
خون کی اک دہار نکلی خنجر فولاد سے

تم پری انسان مین ظاہر ہین گو نسبت نہین
خلد مین حورون کو وصلت ہو گی آدم زاد سے

ہاتہ اوٹہایا قتل سے میرے تو وہ مشتاق ہون
مانگ لونگا تیغ دم بہر کی لیے جلاد سے

جوش سودا ہے خزان مین فصد میری لی اگر
جہڑ گیا ہے پہول دم مین نشتر فصاد سے

حسن صورت کیا دیا خالق نے مشت خاک کو
قاف مین جہپتی ہین پریان رشک آدم زاد سے

کیون ہکان سر مین آتی ہین لاندہون کسطرح
پہر دی آنکہون پر پڑے ہین نشۂ ایجاد سے

ہون وہ بلبل جب کیا شکوہ مقدر کا کیا
باغبان سے ہی گلہ مجکو نہ کچہ صیاد سے

جلوہ سینے مین مری داغ غم دشمن کا ہی
گہر کیا روشن چراغ خانہ جلاد ہی

کوئی سنتا ہی نہین حال دل پر درد و غم
بے اثر ہی کسقدر فریاد ہے فریاد سے

دشت پیمائی سے میری حرف آیا قیس پر
اسقدر کی مشق بہتر ہو گئے استاد ہی

ہمصفیر و قید سے دن بہی ہو جائینگے
کوئی تو میرا عوض لیگا کبہی صیاد سے

نذر یہ کرتا ہون جب کہتا ہو نہین صوم وصال
تر کرونگا حلق آب خنجر فولاد سے

چہاتیون کو جب چہوا وہ سخت کہ اٹہی مجہے
دیجیے تشبیہ انکو بیضۂ فولاد سے

فصل گل کبکی گئی سودا کسیکا کم نہین
روز غل او ہٹتے ہین ابتک خانۂ حداد سے

کوئی مرقد پر نہ لایا پہول بہی مرنی کے بعد
کیا ملا سیر بہار گلشن ایجاد سے

کیون قصور ہین ذقن کی بند آنکہون کو کیا
گر پڑے ہی چاہ زنخدان مین نئی افتاد سے

کہینچتے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا
کاروان صبر پر بجلی گری فریاد سے

وصل مین سامان شادی کا منغص کر دیا
اسقدر گہبرا اے تم شور مبارکباد سے

سست شعرونکو بہی اپنے کاٹنا مشکل پڑا
دشمنی کرتا نہین کوئی بری اولاد سے

دخت رز کی شکل زاہد نے کبہی دیکہی نہین
پوچہتے ہین لوگ کیا اس کو پریزاد سے

٢٠٦ — صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہین
فیض پہونچا ہمکو بہی عاشق کسی استاد سے — ٢٠

جو چہیڑ ہے اونکی وہ برائی سے بری ہی
کاکل ہی بلا پر مری آنکہون مین پری ہی

دیوانہ بنایا خط عارض نے تمہارے
معلوم ہوا خضر نہین سبز پری ہی

بیتاب بہت ہون کوئی عاشق نہ سمجھ جائے — بلواؤ مجھے گھر مین نہین پردہ دری ہے
اندھیر کیا ہے یہ تپ ہجر صنم نے — عیسیٰ کو بھی دیکھا تو چراغ سحری ہے
جیتا ہون تو مہمان کو رخصت نکرونگا — اپنے سے بھی بڑھ کر مجھے درد جگری ہے
کہتے ہو کہ کیون چاک کیا تو نے گریبان — ای حور تقاضائے لباس بشری ہے
اعجاز ہے نخل قد دلبر کا تماشا — چشمون کو بھی دعوائے عقیق شجری ہے
گو دفتر عالم سے مٹایا مجھے تو نے — کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہے
وہ زور ہے نالون کا نہ وہ جوش ہے رونا — اب دل مین نہ طاقت ہے نہ آنکھون مین تری ہے
خالی نہین قاتل کا ہے قبضے پہ اگر ہاتھ — بازو بھی ہے تیار کلائی بھی بھری ہے
سب سے ہے جدا پر صفتین جمع ہین سبکی — انسان ہے حورا ہے فرشتہ ہے پری ہے
ہے ذرے پہ الطاف کبھی مہر قمر پر — خورشید مین بھی عیب پریشان نظری ہے
روزن کیے کس طرح مرے دل مین نظر نے — ہے تیر نہ سوفار نہ پیکان نہ سری ہے
بنت العنب آتی نہین دامون سے بھی اب کے — شیشے سے نکلتی نہین کیا پیٹ بھری ہے
دو دخط عارض سے کھلا حال زقن کا — اس چاہ مین پانی کی عوض آگ بھری ہے
چشمک نکرا ای چشم بت آہوی حرم سے — تجھسے بھی فزون تر تری وحشی کو چری ہے
پیری مین یہان خواب اجل پیش نظر ہے — گو صبح ہوئی نیند پر آنکھون مین بھری ہے
کیا بیخودی عشق سے سمجھی نہ زلیخا — دامن کے پکڑنے مین بڑی پردہ دری ہے
زربفت کے ٹکڑے رہ خالق مین دیے ہین — غیرون کی کمر مین مرا زاد سفری ہے

کیا عالم ایجاد مین عاشق ہے دورنگی

۲۰۷ | ہنسنے کا کہین شور کہین نوحہ گری ہے | ۱۳

زلفون پر ابہی طبع ہے مائل نرہیگی — دو دون کی کشاکش ہے یہ مشکل نرہیگی
ایسا جو نقاہت سے گہٹے گا بدن اسکا — خود پانؤن مین مجنون کی سلاسل نرہیگی
پچہتاوگے غصے مین گلا کاٹ کے میرا — اسوقت جو دل مین ہے یہ قاتل نرہیگی
مین قبر مین قبلے کی طرف منہ نکرونگا — جب تک تری تصویر مقابل نرہیگی
ای موت شب ہجر مین روپوش نہونا — صورت مری دکہلانے کے قابل نرہیگی
غیرون کو حفاظت کے لیے ساتہ نہ لانا — کیا وصل مین تلوار حمائل نرہیگی
ای ماہ جو زلفون کی یہی راہ زنی ہے — سیارون کو آسائش منزل نرہیگی
آئینے مین اپنے لب جان بخش ندیکہو — آنکہون مین بہی تاثیر ہلاہل نرہیگی
سنتا ہون کہ پہولون مین ترے آئیگا وہ گل — مرجانے سے پژمردگی دل نرہیگی
مہندی جو لگائی تو گلے روز کٹینگے — اس رنگ سے آرائش محفل نرہیگی
وحشت مری ہو جائیگی کم طول مرض سے — دق ہوگی تو یہ قید سلاسل نرہیگی
شہرون مین پہرینگے قبر مین بہی جائینگے اک روز — جب آئے تو باقی کوئی منزل نرہیگی

۲۰۸ | گہر اونکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پونہچے
کیا ضعف مین عاشق کشش دل نرہیگی | ۲۰

جو نظر ہے اسطرف خون ریز ہے — کیا چہری مجہپر تمہاری تیز ہے
بیٹہنے دے گی نہ صحرا کی زمین — جو بگولا ہے وہ آفت خیز ہے
صورت شمشیر چلتی ہے زبان — جو ہے فقرہ آپکا وہ تیز ہے

بے خلش کٹتی ہے کسکی زندگی
اسکی فرس کو حاجت مہمیز ہے

چشم جوہر سے ٹپکتا ہے لہو
آپ کی تلوار کیا خونریز ہے

آنکھیں بچھتی ہیں جدھر جاتے ہیں وہ
کوے دلبر جاے مردم خیز ہے

قیس کے قدموں سے چھٹنا کا ہے غم
نالۂ زنجیر درد آمیز ہے

نشۂ الفت کو آنسو ہیں ضرور
نیشتر جو مے ہے وہ آب آمیز ہے

سہر کی صورت پانوں بھی تھمتے نہیں
گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے

ایڑیوں سے بڑھ گئی زلف دراز
خاک کوے یار عنبر بیز ہے

باغ میں وسواس سے جاتی نہیں
نرگس بیمار سے پرہیز ہے

آمد و رفت نفس کاٹے گی عمر
دانت اس ارّہ کا مجھپر تیز ہے

یاد لب سے ہو گئے لاکھوں ہلاک
جو مسیحا تھا وہی چنگیز ہے

تیرا دم بھرتا ہے دام زلف میں
طائر دل مرغ شب آویز ہے

چھوتے ہی بل کھا گئے زلفوں کے بال
شعلۂ رنگ حنا کیا تیز ہے

عاشقوں کو کھائے جاتی ہے نگاہ
مردم بیمار بد پرہیز ہے

کیا قیامت ہے کہ جبین آتا نہیں
ہجر کی شب روز رستاخیز ہے

کیوں نہ چھلکے دست پیر چرخ میں
ساغر مہ نور سے لبریز ہے

ایک دن سونا نہیں ہمکو ملا
سنتے تھے ملک جنون زرریز ہے

٢٠٩

شمس کا پرتو ہے عاشق یہ غزل
آفتاب خطۂ تبریز ہے

٢٧

گہرمین ہم کہول لا کر گہر بیٹھے
دخت رز تہی جدہر اودہر بیٹھے

بات مشکل تہی اب تو کر بیٹھے
کیا جگہ ہم بہی تاک کر بیٹھے

بیٹھے عرش پر تو پہبتا ہے
آپ کرسی سے کیون اوتر بیٹھے

آسیا کی طرح قناعت کر
رزق اللہ دے کا گہر بیٹھے

پاس کا بیٹھنا غنیمت ہے
اس طرف بیٹھے یا اودہر بیٹھے

آپ کے دور مین ہنو اندہیر
کوٹھے پر چڑہ ہے جب قمر بیٹھے

پاس بیٹھے نہ ہم بہی محفل مین
وہ اودہر بیٹھے ہم ادہر بیٹھے

تہ و بالا کیا زمانے کو
گہر مین بیٹھے نہ بام پر بیٹھے

صاف چڑہ جاؤن گا مین کوٹھے پر
زلف لٹکا کے وہ اگر بیٹھے

لطف اوٹھانہ تیر کہانے مین
چہوڑ کر دل ادہر اودہر بیٹھے

مثل آئینہ صاف رکہ دل کو
صورتین لاکہ دیکہ گہر بیٹھے

دربدر ہین خراب اہل ہنر
بے ہنر لوٹتے ہین گہر بیٹھے

زندگی مین تو خاک قدر نہ کی
آکے اب میری قبر پر بیٹھے

ماہ کامل کہین گے جب اونکو
شام سے آئے تا سحر بیٹھے

حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو
آنکہون پر پٹی باندہکر بیٹھے

شجر قد یار جو سنکے کہا ہے
ایک اگر طائر نظر بیٹھے

ہم کسی پر چمن مین بار نہین
چہوڑ کر سایہ شجر بیٹھے

پہرتے پہرتے ہمارا دل بیٹھا
جس طرح چرخ کہا کے زر بیٹھے

سخن من بجاے من باشد
اب پدر کی جگہ پسر بیٹھے

زلف کے پیچ سے نہین آگاہ
بل کی لیتے ہین آپ گہر بیٹھے

ڈورا تلوار کا دکھاتے ہین
رشتۂ الفت کا قطع کر بیٹھے

سلطنت مین جو آیا مرگ کا دہیان
خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے

لوگ سمجھے جو ذقن کا توا
آپ جب ٹیک کر سپر بیٹھے

کیون اوٹھاتے ہو مجکو محفل سے
کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے

مر گئے یاد زلف مین آخر
نیند آئی جو رات بھر بیٹھے

اسکے پری کہ نہ عاشق ابرو
اوڑتے اوڑگئے نہ طاق پر بیٹھے

۲۱۰
فائدہ تم جو مرتے ہو عاشق
آج تک ہین وہ بے خبر بیٹھے
۱۷

کسنے چمکایا انہین مدح و ثنا کرنے کی
دانت ہیری تو حقیقت مین جلا کرنے کی

کون رو پوش رہا جان فدا کرنے کی
تم ہی منصف ہو کہ میری سی بہلا کرنے کی

دل چرایا تری زلفون نے ہوا مین قیدی
کس کو تقصیر ملی یار خطا کرنے کی

قول و اقرار وہ اسکلے نہ ہے یاد تمہین
داغ فرقت کا دیا ملکے وفا کرنے کی

ہے ہر اک بیکس و ناچار کا اللہ حکیم
آپ اچھے ہوسے بیمار دوا کرنے کی

بات کہتا تہا کہ مرجاونگا اک دن تم پر
تمنے آمین جو کہی یار دعا کرنے کی

جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تری مرتا ہون
ہنس کے کہتا ہے کہ تجہپر یہ جفا کرنے کی

خاک سے کشتۂ الفت کی ہوے سرخ قدم
اسقدر ہیروی رنگ حنا کرنے کی

تو جو دشمن ہے تو ہے سارا زمانہ دشمن
بعد میرے وہ رقیبون سے یہ فرماتے ہین
دیکھکر روے صنم کیا فقرا کیا زاہد
سورت شاہد ہے بہت راہ تمہاری دیکھی
کب ملی زاہد و عابد کو صفا صوفی کی
ایک نے ان پیچ نہ زلفون کا ہمین اس آیا
نہ کھلا آئینۂ رخ کی صفا کا احوال
مثل رخسار کہا اسے مہ کامل تجکو

درد حسبان ہو دیا تو نے دوا کرنے کی
منہ سے سب کہتے رہے جان فدا کرنے کی
خود فراموش ہے یاد خدا کرنے کی
تم جو کہتے ہو زعادی یہ دغا کرنے کی
حال محشر مین کھلیگا کہ ریا کرنے کی
خود پریشان تھے نازل یہ بلا کرنے کی
برسون حیران رہا مین کہ جلا کرنے کی
ٹبرہ کے تعریف تری میری سوا کرنے کی

۲۱۱

مر گئے ہمتو ادا دیکھ کے اوسکی عاشق
اونے اتنا بھی نہ پوچھا کہ قضا کرنے کی

۲۴

کیا بچ کے کوئی چشم فسون گر سے نکلجا ہے
حسرت سے مرین پان گلوری جو نہ تم کھاؤ
فرماتی ہین قاصد کو مرے کرکے مقید
اغلب ہے اشارے سے بلا کر جو چلے جاؤ
یارب کہین رونے مین مری عمر ہو آخر
وہ چوٹ لگی جامہ تن سیکڑون پھٹ جا ہین
اندھیر دکھاتی ہوئی آتی ہے شب ہجر
اوٹھ جاؤنگا دنیا سے جو افتاد پڑے گی

وہ سحر ہے اعجاز پیمبر سے نکلجا ہے
آئینہ نہ دیکھیو تو ابھی گھر سے نکلجا ہے
چھوڑے جو تجھے دین پیمبر سے نکلجا ہے
تمثال بھی آئینے کے اندر سے نکلجا ہے
تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سے نکلجا ہے
دامن جو ترا رقص مین ٹھوکر سے نکلجا ہے
اغلب ہے ضیا دیدۂ اختر سے نکلجا ہے
جس طرح شرارہ کوئی پتھر سے نکلجا ہے

ای شوق نہ محتاج گران نامہ برون کا | لازم ہی کہ خط اوڑ کے کبوتر سی نکلجای
گھستا ہی مرا خون جو بڑھتی ہی نزاکت | قوت نہ کہین دست ستمگر سے نکلجای
ہون گم بخود ای جان نزاکت سی تمہاری | ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلجای
پردی مین ہنسین تو بہی ہو آنکہونکو چکاچوندہ | بجلی سی نقاب رخ انور سے نکلجای
بیٹھون جو تہ تیغ تو آب دم شمشیر | آنسو کی طرح دیدہ جوہر سے نکلجای
بیٹھو جو مری قبر پر اسے آئینہ سیما | نالہ دہن گور سکندر سے نکلجای
سر کاٹو تو پہرے آئین نہ کوچی مین تمہارے | یہ پاؤن بہی ہر روز کی چکر سے نکلجای
تم آؤ بلانے کو تو اس شوق سی دوڑون | دو چار قدم روح بہی پیکر سے نکلجای
اوٹھواؤ نہ تم سامنے سے حیرتیون کو | آئینہ کہان بزم سکندر سے نکلجای
ساقی کی ملاقات معطل ہے جہڑی مین | اللہ کرے آئے گھٹا بر سے نکلجای
کام آئے زمانے مین اگر طوق غلامی | قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلجای
سودا گل رخسار حسینان کا ہوا ہے | بلبل کی نہ فریاد کہین گھر سے نکلجای
سینے مین مرے عشق رہی سیم تنونکا | آئی ہوئی دولت نہ کہین گھر سے نکلجای
نازک ہی کلائی اونہین پہناؤ نہ کنگن | کیڑے کی طرح پوست نہ زیور سی نکلجای
یہ ضد ہی کہ بیعت نہ فقیرون سی ہو منظور | دولت بہی اگر دست تونگر سے نکلجای

۲۱۲ عاشق گل رخسار صنم کا ہو نظارا
جب سلسلہ زلف معنبر سے نکلجای ۲۰

اکیسا ہے جب اندہیرا گھر رہے | سوئے مرقد مین کہ گہر مین مر رہے

بوسۂ لب کے مزے سے دم بھر رہے
ہم حباب چشمۂ کوثر رہے

ہجر میں مے بھی ہلاہل ہو گئی
کس قدر شیشے تھے مجھسے بھر رہے

کون کہتا ہے کہ تنہا بیٹھیے
ہم رہیں شیشہ رہے ساغر رہے

عمر کاٹی مدح تیغ یار میں
عندلیب گلشن جوہر رہے

خون اگر میرا گریبان گیر ہو
دامن مژگان لہو سے تر رہے

دل محبت میں رہا شیشے کی چور
ہونٹ مشتاق لب ساغر رہے

قبر پر لازم ہے جہاڑو دے کوئی
آئینہ تا گور اسکندر رہے

دشت میں غیروں نے مٹی دی ہمیں
آشنا اپنے کہاں سب مر رہے

کون قاصد اوسکے کوٹھے پر گیا
طالب معراج پیغمبر رہے

ایک ساعت میں چمک کر بجھ گئے
ہم چراغ خانۂ بے زر رہے

خار خار غم نے دل کو بھر دیا
کس قدر اس گنج میں نشتر رہے

صاف باطن کے نہیں کھلتے ہنر
آنکھ میں جس طرح جوہر رہے

سرو کی قامت نظر سے گر گئی
چشم بد دور آپ بالاتر رہے

آنکہ تیری پھرتے ہی محفل نہ تھی
صبح تک اولٹے ہوے ساغر رہے

سینہ میرا چیرئیے سر کاٹیے
پھر نہ درد دل نہ درد سر رہے

گرمی خورشید کی ایذا انھیں
حشر میں بھی خوب دامن تر رہے

جب چڑھائے جام عینک چڑھ گئی
مثل آنکھوں کے مجھے ساغر رہے

ہال ہے یہ پانوں کا کرتا ہے کام
ہاتھ وہ چلتا ہے جسمیں زر رہے

۲۱۳	کھینچو عاشق نالۂ گردون شگاف گنبدِ افلاک کیون سب بے در رہے	۲۴

قرب ہے جذب عشق کامل سے — پردے سب اوٹھ گئے مری دل سے
وہ بھی میری طرف ہین مائل سے — کہتے ہین راہ دل کو ہے دل سے
جان دیتے ہین اسے پری پیکر — پیار کرتے ہین آپ کو دل سے
اوس پری کو اوتار کر دیکھے — شیشہ چھٹ جای دست عامل سے
دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار — آئینہ اوٹھ گیا مقابل سے
زلف ہے سحر چشم سے خاموش — نالہ رکتا نہین سلاسل سے
مجکو لیجا نہ باغ مین اے گل — بحث پڑ جاسے گی عنادل سے
دختر رز کی جہانتک تاک رہی — ہمنے توبہ کبھی نہ کی دل سے
بوسہ لیکر بھی کچہ بھلا نہوا — تمنے کیسا دیا بُرے دل سے
فرق کیجے فدائیون مین ذرا — کون ہے منہ سے کون ہی دل سے
دل دشمن عدم سے ہے ہمراہ — راہ زن بھی ہے ساتہ منزل سے
او ترے کشتی سے جب وہ بحر صفا — موجین ٹکرائین سر کو ساحل سے
نقطۂ انتخاب خالق ہے — رونق روے یار ہے تل سے
نہین مٹتا رقیب کا کھٹکا — خار اولجھا ہے دامن دل سے
اے فلک توبہ کرکے کہتا ہون — عرش ہلجاے نالۂ دل سے
بند بند اونکے ہین جدا تہ خاک — عقدے کہلتے تھے جن انامل سے

مانگا بوسہ کسی نے مجھکو ملا — بخت چونکے صداے سائل سے
تمنے موقوف کی جو آمد و شد — آتی جاتی ہے سانس مشکل سے
بوسہ لیتے ہین غیر ابرو کا — یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے
قبر سے اوٹھے یاد رخ لیکر — ہے یہ قرآن سات منزل سے
کہتے ہین تمکو جو مہ کامل — چاہتے ہین وہ اوپری دل سے
آج ساقی نے مجھکو یاد کیا — پانی اوترا گلے مین مشکل سے
ناتوانی پر اپنی روتا ہون — ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے

٢١٤ — عشق پیری مین بت کا اے عاشق
توبہ کیجے خیال باطل سے — ٣٢

حد سے زیادہ یار کی انگیا پسند ہے — چڑیا کے بدلے طائر دل اسمین بند ہے
حیران ہون سلاح اونہین کیون پسند ہے — چار آئنے سے صاف کہین چار بند ہے
سوزون کیے ہین وصف سراپاے یار کی — مین نے غزل کہی ہے کہ ترکیب بند ہے
خوف نظر نہین تجھے اے شمع انجمن — دیکھا تو خال دیدۂ ناظر سپند ہے
کیا خاک آہ گرم سے گردون کو پہونچی — خوف شب فراق سے آواز بند ہے
میرے قدم سے نجد بلاخیز ہو گیا — مجنون سے کوئی کہدے اودھر راہ بند ہے
پرچا نہین شراب کا ماہ صیام مین — شیشے کی اس مہینے مین آواز بند ہے
ہے سوز غم سے آگ بدن مین بھری ہوئی — منقل ہے آنکھ اشک کا دانہ سپند ہے
اللہ رزق دیگا تو لینگے اوسی سے ہم — فاقے سے آج بیٹھے ہین دروازہ بند ہے

احوال کہل گیا ورق کائنات کا　　یہ دفتر عمل کا مری ایک بند ہے

دیکھا تھا ایک روز کہیں اوسکو خواب میں　　محشر بھی ہو گیا ہے مگر آنکہ بند ہے

حوروں سے کہہ رہا ہوں ثنائے مکان یار　　میرا قصور کیا ہے طبیعت بلند ہے

فریاد قید زلف میں کرتے ہیں بے گناہ　　اندھیر جسقدر ہو کچہ اونکو پسند ہے

کیا بوسہ ہائے لب کی حلاوت بیان کروں　　بازار نیشکر کے مرا نبد بند ہے

مجروح کی خوشی سے ہے قاتل کو انفعال　　ہنستے ہیں میرے زخم اونہیں اپنی خند ہے

تا زلف پہونچ نہ سکا بام یار تک　　کوٹھا بہت بلند ہے کوتہ کمند ہے

مرکر ہو ترک عشق صنم کس امید پر　　راضی خدا نہیں ہے در توبہ بند ہے

فریاد دل کی سنکے یہ بولا وہ بحر حسن　　آواز آشنا ہے نہایت پسند ہے

کرتا ہے یار اس سے اشاروں میں گفتگو　　آنکھوں کے شعبدوں سے دہن سحر بند ہے

ترجیح مجھسے دیتے ہیں فرہاد و قیس کو　　جسکو میں دیکھتا ہوں وہ مردہ پسند ہے

مضمون اسمیں زلف شکن در شکن کے ہیں　　ہر جا زمین شعر میں پست و بلند ہے

غم گوشت کہا گیا ہے فقط استخوان ہیں　　مدت سے ایک شیر کٹہرے میں بند ہے

رنگت کی آب و تاب میں خوشبو عجیب ہے　　دیکھو طلائی رنگ کا سونا سگند ہے

ہرگز ہنسوں نہ جانکے کاکل کے پیچ میں　　کافر کی دوستی میں خیال گزند ہے

خط سبز کی طرح لب شیریں کے گرد ہے　　شکر ہے یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے

پانی کسے بھی سوال میں جاتی ہے آبرو　　کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے

دل کہنچ گئے ہیں سیکڑوں کرتی کے جال میں　　انگیا کا جو ہے بند بلا کی کمند ہے

آتی ہے حماقۃ آہ کے سینے سے بھی صدا — میری طرح جگر بھی مرا دردمند ہے
ضرب المثل ہوئے مری اشعار لاجواب — مصرع ہر ایک وعظ ہے ہر بیت پند ہے
ٹکرا گئے حباب نہ سینے کے ایک روز — انگیا کا ہے یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے
بعد از فنا رہی یہ تعلی غبار میں — دو چار ہاتھ بام فلک سے بلند ہے
ترکیب عرض کو بھی اجابت میں دخل ہے — میری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے

۲۱۵	ہر بیت میں بھرے ہیں مضامین آبدار عاشق یہ صاف طرز کمال خجند ہے	۱۶

کلفت گئی غزل کی ثنائے شراب سے — یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سے
دھبا چھٹے گا لوث گنہ کا شراب سے — تردامنی مٹائیں گے ہم آفتاب سے
وصلت میں زلف یار کی سب بل نکل گئی — آگاہ میرے دل کی نہ تھی پیچ و تاب سے
چمکا نہ آفتاب کبھی آ کے ابر میں — اک برق کوندتی ہے تمہاری نقاب سے
حسرت میں تیرے سائل دیدار مر گئے — پردہ اوٹھا کبھی نہ رخ لاجواب سے
سونا ملا ہے جبین سے مجرم کو قبر میں — اکسیر پائی خاک در بوتراب سے
کیا مانگتے ہو مجھسے گزک میکشی میں تم — بو آتی ہے جلے ہوئے دل کی کباب سے
نازک دلوں سے غیر کا صدمہ نہ اوٹھ سکا — ٹوٹا ہے دل ہمارا شکست حباب سے
تم نے نقاب منہ سے نہ اولٹی تو کیا ہوا — آنکھیں لڑائیں ہمنے رخ آفتاب سے
دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل میں — پستان یار ہیں کہیں نازک حباب سے
وعدے کا تھا خیال وفا تھی مزاج میں — پیمان شکن ہوئے ہیں وہ عہد شباب سے

پردہ سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا
تر ہوگئی نقاب بھی چہرے کی آب سے

بونہیچین بنائے تن مین شکستین ہزارہا
اوکھڑا نہ دل مقام جہان خراب سے

کیا خاک قصر یار سے دون چرخ کو مثال
ذرے یہان پڑے ہین کرور آفتاب سے

رویا جو بزم عیش مین یہ غرق بحر غم
آواز آبشار کی نکلی رباب سے

۲۱۴	عاشق سوال وصل بتون سے عبث کیا نکلے جواب کیا وہین لاجواب سے	۱۶

ہمسے روٹھے تھے وہ خود آکے ملے
ہم بھی کچھ آج کھوے جا کے ملے

سب کے دل مین ہوئی جگہ اپنی
سیکڑون گھر ہمین خدا کے ملے

نہین مٹتی بگاڑ کی صورت
جب ملے ہمسے منہ بنا کے ملے

بوسہ خط سے پھر ہرا ہے بدن
زہر کو بھی اثر دوا کے ملے

اب کھلا وہ پری ہے دشمن جان
پہلے انسان آزما کے ملے

سحر آنکھون مین معجزہ لب مین
تمکو گیسو بھی ہین بلا کے ملے

خود بخود ہوگئے ہین سب بت رام
کیا عوض طاعت خدا کے ملے

اتنا اسے وہ ہمکو کہتے ہین
آپ ایک دوست انتہا کے ملے

وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار
آج چھوٹے یہ سالہا کے ملے

چاہیے دل کے کہنے پر چلنا
نہین ممکن وہ آپ آ کے ملے

حیف پیری مین گوہر دندان
آبرو کی طرح نہ جا کے ملے

کچھ تو بل پڑ گیا محبت مین
ہمسے گیسو جو پیچ کھا کے ملے

بحر عالم کی ماہیت دیکھی
خانۂ تن کی دل سے قدر ہوئی
بل کی سے لیتے ہین قید گیسو ہین

آشنا دشمن آشنا کے سلے
رب تنے قصبہ جہان نما کے سلے
ہم بلاکش بہی ہین بلا کے سلے

۲۱۷

جذبہ و شوق ناتوانی مین
بدسے عاشق کو دست و پا کے سلے

۳۰

جوڑے سے کیا نمود ہے حسن حضور کی — قلہ ہے کوہ قاف کا چوٹی ہے طور کی

کچھ دل لگی شراب مین تہی وہ بہی دور کی — توڑا ہمارے دل کو صراحی بہی چور کی

نخوت سمائی غیر کو قرب حضور کی — شیطان ہو سزا بہی ملیگی غرور کی

کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہو آنکھ بند — کیا مدح آفتاب قیامت کے نور کی

ہوتی نہین پلک سے پلک آشنا کبہی — یہ آنکہ منتظر ہے تمہارے ظہور کی

پوچہا کبہی نہ غلغلۂ حشر کان مین — نالون سے میری دب گئی آواز صور کی

کیا مرتبہ ہے جلوۂ رخسار یار کا — آنکھون مین ہٹ گئی نہ بچی خاک طور کی

روئی سے رونگٹون کو یہ بالیدگی ہوئی — میرے بدن کی کہال قبا ہے سمور کی

مردے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لین — کیا اس سے بڑھ کے ہوگی اندہیری قبور کی

ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے — خالی جگہ ہے بزم مین لیکن حضور کی

پہلو کا زخم جاے جریدہ ہو قبر مین — ہے حشر تک بغل مین نشانی حضور کی

ابرو ہو کج نگاہ ہے کج زلف مین ہو بل — عالم سے پھر گئی ہے طبیعت حضور کی

نگہی کی روشنی سے یہ پہیلی سڑک پہ ضو — جاتی ہے کہکشان پہ سواری حضور کی

آدم کی طرح غیر سے کیجے نہ شورہ — شیطان سے صلاح نہ لیجے امور کی

پڑھتا ہوں شعر ساقی کوثر کی وصف میں — بو آتی ہے دہن سے شراب طہور کی

لکھتا ہوں ایک طرب داؤد مثل کو میں — فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی

عیسی ہو تو جلا کے نہ دو ور درد سر — پہلے دوا بتاؤ دل ناصبور کی

ہے اعتدال آب و ہوا ملک عشق میں — مجنوں یہاں کے کرتے ہیں باتیں شعور کی

میلا ہے آج گور شہیدان عشق پر — کیا نور دے رہی ہے سفیدی قبور کی

پر لگ گئے بہشت کو تعریف یار سے — شاخیں لگیں درخت میں بال طیور کی

کیا لکھنؤ کی پستی طالع بیان کروں — ہیں کوٹھیوں میں چاہ کی اینٹیں قصور کی

کس طرح گھر کو جائیے گا بیٹھے ابھی — برخاست ہو گئی ہے سواری حضور کی

آنکھوں میں میری بادۂ جنت ہے جا شکی — کوٹھی ہے میرا قلب شراب طہور کی

ہیں کچھ صدائے آہ میں دل کی شکایتیں — آتی نہیں سمجھ میں پر آواز دور کی

اونچے پہ جو بہت نہ چڑھیگا گریگا کیوں — افتاد کا پتا ہے بلندی قصور کی

سوز درون کو اور بڑھاتے ہیں استخوان — پسلی ہر ایک بن گئی لکڑی تنور کی

جو پائے حال یار ہوئی جب حواس آئے — پوچھی مسافروں سے خبر ہم نے دور کی

قرب فقیر خاک نشین سب سے بڑھ گیا — موسی کا واسطہ ہے نہ حاجت ہے طور کی

بونے نہ تخم لطف جو موسی کی قلب میں — آتی صدا درخت سے کیونکر حضور کی

۲۱۸	عاشق زبان گور دکھ محرم قریب ہے ماتم میں ترک کرتے ہیں باتیں سرور کی	۲۴

یا علی مجکو ہے نادیدہ محبت تیری
خواب مین کاش میسر ہو زیارت تیری

عاصیون پر نظر رحم ہے عادت تیری
خصلت احمد مختار ہے خصلت تیری

طاعت خالق عالم ہے اطاعت تیری
ہو ولی وہ بہی کہ جسکو ہے ولایت تیری

جنگ مین بہی تجہے منظور رہی نفس کشی
افضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری

حکم فرزند کا تیرے ہو جہان مین جاری
وہ بہی دن آئے کہ مین دیکہون رجعت تیری

تو نے طاعت مین سلیمان کی آنگوٹہی دیدی
مصحف حق مین ہو منصوص سخاوت تیری

نام سے تیری حکومت کے وہ مرجاتا ہو
کانے کافر کے جگر مین ہو یہ دہشت تیری

اس سے رجعت کا ہون مشتاق زیادہ تر مین
تیرے فرزند سے ملتی ہے شباہت تیری

تو یداللہ ہے تلوار ہے قہر اللہ
پر جبریل سے پوچہے کوئی ضربت تیری

تجہسے آقا کے غلامون کو نہین خوف عذاب
سختی قبر نہ دکہلائے گی ہمت تیری

لامکان پر تری آواز سنی احمد نے
باطنی ہو گئی معراج مین شرکت تیری

عید نوروز ہے تیرے شرف مسند سے
قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری

خاص اپنا قدح شیر دیا دشمن کو
رحمت حق کی طرح عام ہو رحمت تیری

تیرے ہاتہون سے شجاعان عرب زیر ہوے
باعث شہرۂ اسلام ہے ہیبت تیری

ہو کہ مین صبر جو تجہسے ہوا شاہد ہے خدا
بل اتی مین ہے ہوئی ذکر قناعت تیری

جنگ خیبر مین ہوا نادعلی یون نازل
نہ پیمبر کو گوارا ہوئی فرقت تیری

تیرا آقا بہی علی میری طرح ہے اے مہر
تیری طاعت کی علامت ہے یہ رجعت تیری

لوث عصیان کا نہین خوف ترے شیعونکو
کیونکہ سب جانتے ہین پاک ہے طینت تیری

کیا تماشا ہی کہ یہ شرک ہی عین اسلام — شرط ایمان موحد ہے محبت تیری
ابتدا مین ہوا کعبے مین تولد تیرا — انتہا مین ہوئی مسجد مین شہادت تیری
پا شکستہ ہون مرا ہاتہ پکڑ لے یا شاہ — مدد بے سر و سامان تو ہی خصلت تیری
کس طرح ہوگا گوارا تجھے انکا الزام — نسل فرزندون کی شیعون پہ ہی شفقت تیری
کئی باری در دولت پہ ہوا ہون حاضر — کھینچ لائی ہے مجھے ہند سی الفت تیری

۲۱۹	ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا مطمئن ہو کے نجف مین کرے خدمت تیری	۱۵

آہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹھتے بیٹھتے — وہ بھی بیتابی سے ہین ہر بار اوٹھتے بیٹھتے
میرے زندان سے ذرا ہٹ کر کرو آرام تم — ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے
سیکڑون بل پڑتی ہین اونکی کمر مین ناز سے — ہلتی ہے جب کاکل خمدار اوٹھتے بیٹھتے
مین بٹھاتا ہون وہ اوٹھتی ہین کہ اپنی گہر کو جائین — میرے اونکی ہوتی ہی تکرار اوٹھتے بیٹھتے
آمد و شد نے احبا کی کیا بیمار اور — بڑہ گیا آخر کو یہ آزار اوٹھتے بیٹھتے
او بت سفاک ابھی جانا نہ مقتل سی کہین — آتے ہین ہمسے نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے
اوسکے کوچے تک پہونچ جاتے جو ہم ہستی ناتوان — ہمرہ خاک در دلدار اوٹھتے بیٹھتے
میکشی آٹھون پہر رہتی ہی کچہ گنتی نہین — جام پی جاتا ہون مین دو چار اوٹھتے بیٹھتے
مثل مسجد خانہ بت مین جو ہوتا اذن عام — چار آتے چار جاتے چار اوٹھتے بیٹھتے
چشم گریان نے ہٹایا آپ کر دل کا غبار — ابر دیکھا خاک دیکھی یار اوٹھتے بیٹھتے
اضطراب دل سے ہین لاچار ہم ای ہمنشین — کیون تڑپتے کیون بہلا بیکار اوٹھتے بیٹھتے

زیر سایہ اوسکے مین رہتا اگر لیکر مکان	وہ پری دیتا مجھے آزار اوٹھتے بیٹھتے
اپنے کوچے مین جو دیتی قبر سی ٹھرہ کر زمین	بعد میرے میرے ماتم دار اوٹھتے بیٹھتے
اضطراب دل نے شدت کی تو آنسو تھم گئے	ٹوٹا آخر موتیون کا ہار اوٹھتے بیٹھتے

٢٢٠	جو مدد کرتے ہین عاشق اونکو مشکل ہین پکار یا علی کہہ اسے دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے	٢١

اوس زلف سے ملکر ہوا بیگانہ ہمین سے	اب لیتا ہی بل کی دل دیوانہ ہمین سے
کیا ہی کہ رکا رہتا ہے میخانہ ہمین سے	کچھ دل مین بھرا رہتا ہے پیمانہ ہمین سے
سلجھاؤن جو بالون کو تو کہتی ہین یہ زلفین	ہر وقت اولجھ پڑتا ہی دیوانہ ہمین سے
ساقی تری محفل مین ہین سرشار ہزارون	کیا ٹوٹتا ہی شیشہ و پیمانہ ہمین سے
ہم خاک بھی ہو جائین تو ساقی کے رہین گرد	بھر جائے فضائے درمیخانہ ہمین سے
کیا کیا نہوا پیر فلک بھی نہ دبے ہم	نکلا ہے یہ انداز جوانانہ ہمین سے
دیوانے نہوتے تو اوترتین بھی نہ پریان	گھر آپکا بنتا ہے پری خانہ ہمین سے
ساقی نہ دیا آج جو منت سے ہمین جام	کل توڑین گے مل کر درمیخانہ ہمین سے
دلسوز ہین دروازے سے اوٹھوا و نہ ہمکو	روشن ہی چراغ درکاشانہ ہمین سے
دل غم سے بھرا غیر کو بھر بھر کے دیے جام	خالی نہوا لے لیا پیمانہ ہمین سے
دل توڑ کے کہتے ہین کہ تھی نشہ مین ہم جو	ہان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمین سے
بھر دیتے ہین کیا غیر تبادی ہمین ساقی	ہو جائے گا خالی ترا میخانہ ہمین سے
ہین بادشہ ملک جنون روز ازل سے	کچھ مانگ لیا قیس نے ویرانہ ہمین سے

ساقی کو کسی اور کا کھٹکا نہ رہے گا
خاک اوڑنے لگی جو در عیش کیا بند
چھپ کر جو وہان جاؤن تو کہتی ہین آیہ ہین
مجنون سے غزالون سے محبت ہوئی تو کیا
جنگل ہین جیسے شام ہو سے نام ہمارا
خط رخ گلرنگ نہین زہر کسی کو
باتون ہین رعایت سے اشارون ہین کنایہ

ٹوٹا جو نہ قفل در میخانہ ہمین سے
آباد ہے ساقی ترا میخانہ ہمین سے
بجھتا ہے چراغ در کاشانہ ہمین سے
پریون سی جنون ہین ہوا یارانہ ہمین سے
ڈرتی ہے بلائے شب ویرانہ ہمین سے
ضد رکھتا ہے یہ سبزۂ بیگانہ ہمین سے
سیکھی ہو تم انداز ظریفانہ ہمین سے

۲۲۱

اسکو بھی حسد عاشق دل چاک سی ہے کیا
زلفون ہین او بجھتا ہے بہت شانہ ہمین سے

۲۳

خونامہ و پیغام کی دلبر نہین رکھتے
سر کاٹ چکے سر دہوا جسم تڑپ کر
گھائل ترے ابرو کے تڑپتے ہین ہمیشہ
نکلا نہ کبھی کام صفائی سے ہمارا
بودی ہے بہت طرہ ٹوٹ کے رہجائیگی دل ہین
ظاہر ہین سیاہی ہو نہ باطن ہین سیاہی
دل پھیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی
جتنا تھا لہو جسم ہین ہم رو چکے اوتنا
اب سیر زبانی کی ہین خوش نہین آتی

بت کیسے خدا ہین کہ پیمبر نہین رکھتے
اب کیا ہو کہ تم ہاتہ سی خنجر نہین رکھتے
سر کاٹ لین وہ آب یہ خنجر نہین رکھتے
آئینہ ہے دل بخت سکندر نہین رکھتے
فصاد بھی اسطرح کا نشتر نہین رکھتے
اسواسطے بالون کو قلندر نہین رکھتے
آئینہ جو رکھتے ہین مکدر نہین رکھتے
آنکھون ہین کچھ اسے یار سمندر نہین رکھتے
آزاد بہت دن کہین بستر نہین رکھتے

صدمہ مری آہون سی پونہچا ہے یقینی
وہ کون سے دن ہاتہ جگر پر نہین رکہتے

ہی گہر مین ہوا کوچۂ گیسو سے اندہیرا
ہم خود ہین بلا زلف کا کچہ ڈر نہین رکہتے

واللہ ہوا عشق سبب جور بتان کا
ہم حوصلۂ نالش محشر نہین رکہتے

حیرت ہے کہ آنسو کی لڑی بنتی ہے کیونکر
ڈورا نہین سوراخ یہ گوہر نہین رکہتے

ٹوٹے ہوے دانتون کی دہن مین نہین زینت
نکلے ہوے پہر سیپ مین گوہر نہین رکہتے

ہم داغ جنون رکہتے ہین با طوق و سلاسل
کچہ زر نہین رکہتے کوئی زیور نہین رکہتے

تقدیر کے پہرنے کو علامت نہین درکار
سرگشتہ ہین گو پاؤن مین چکر نہین رکہتے

چلنے لگے نخوت پہ فلک پر ہے دماغ آج
سر کاٹ کے وہ پانون زمین پر نہین رکہتے

آنکہون مین ہے گہر آپکا دل مین ہے جگر مین
گو آپ حقیقت مین کہین گہر نہین رکہتے

ہم کیا ہین کہ جو حوصلۂ دید جتائین
دیدار کی طاقت تو پیمبر نہین رکہتے

منظور تہی کچہ دن سبکے لیے سیر جہان کی
ہم گہر نہین رکہتے کہین بستر نہین رکہتے

ہمسائگی گور غریبان سے ہے آرام
تکیہ نہو تو ہاتہ سے بستر نہین رکہتے

قابل ہین شکستون کی مکدر ہے دل اپنا
ہم تیغ گلی ہین کوئی جوہر نہین رکہتے

۲۲۲

عاشق وہ چلے آئین کہ ہم کو وہین بلوائین
قسمت وہ نہین ہم وہ مقدر نہین رکہتے

۲۸

قیامت تک نہ نکلونگا بہشت کو بہی جانا سے
یہ وہ جنت ہے جسمین تخلیہ ہے حور و غلمان سے

گریبان پر نہی نہ کیون الجہا کی ہین خار مغیلان سے
رہا ہیت مین جنون کب رہ چلتا ہے گریبان سے

کدورت سے ہمارا دل بنا ہے کیا صفائی ہو
کہ سینے گرد جہاڑی ہے کبہی صحرا کی دامان سے

فلک مین مجھ مین ہی نمرود و ابراہیم کی نسبت
چمن پہولا ہی دل مین آتش داغ عزیزان سے

سمجھتے ہین تری تکبیر اسکو گریۂ شادی
ٹپکتے ہین لہو کی اشک چشم زخم خندان سے

چرائین لوگ کیون پیرایۂ مضمون افسردہ
کسیکو نفع کیا ہو چادر گور غریبان سے

مصیبت پر کسیکی جو ہنسا گویا چہری ماری
پڑی ہین گھاؤ دل مین ریشخند زخم خندان سے

مطیع نفس امارہ ہی قید زندگی مین دل
رہائی پائی تہی یوسف نی ملکر اہل زندان سے

خراش ناخن غم کو مٹایا دست وحشت نے
قبائی جسم مین ٹانکی دیے تار گریبان سے

جتاتا ہی مجھے بیکار زاہد لذت عقبے
کہ آدم خواہش دنیا مین نکلی باغ رضوان سے

لباس شعر مین قیدی ہی مضمون لطیف اپنی دل
سوا ہی جامۂ تن روح کو کیا کام زندان سے

تری گردن ہی وہ شمع تجلی اسے پری پیکر
کہ پروانی ہزارون لپٹی رہتی ہین گریبان سے

ہین وہ دیوانۂ آتش قدم ہون دشت وحشت مین
نہ گرد آئی گریبان تک نہ الجہا خار داماں سے

ملا مجھ زار کو وحشت مین یون سامان عیاری
کمند قصر جانان بنگئی تار گریبان سے

سوا د خط کا فقند لب سبب کیا ہو وہین گم ہی
ہجوم مور ہی شیرینی سیب زنخدان سے

وہی نازک دماغی ہی ترے لاغر کی سودی مین
کہ سر پہرتا ہی دیدہ گردش چشم غزالان سے

جلا پیکر جلا بستر جلا گہر آتش غم سے
نہ برسا یا کبہی مینہ تمنی پل بہر ابر مژگان سے

جنون مین سنگ طفلان سی بچی محبس ملا کہنہ
یہان بہی رات دن گرتی ہین ڈہیلی سقف ندامت سے

صفا سینے کی دکہین کہو لیو تو بند پیراہن
الگ کر لیجیے چوگان ذرا گوی گریبان سے

نہین معلوم کب سے قید کی کڑیان اوٹہاتا ہون
سنا ہی زنگ بنکر جہڑ گیا ہی قفل زندان سے

زمین شعر کی مٹی سے نکلے گوہر مضمون
فلک نے بحر مین موتی بنائی آب نیسان سے

ہمیشہ عاشقوں کے دم پہ چڑہتی ہین پری پیکر — نہ پوشیدہ رہین بلقیس کی ساقین سلیمان سے
سیہ خانہ مرا چمکیگا اوس برق تجلی سے — پہرے زندان کی دن اک روز دیکھو ماہ کنعان سے
غبار راہ مین پہیلا ہے نور اے شہسوار ایسا — کہ ہر کاوی مین ہالا ماہ کا ہے گرد جولان سے
ہزارون وصل کی شب ذرہ افشانی جگنو تہی — ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر تکمہ گریبان سے
مری لخت جگر لیکر چبہو اپنی مژگان پہ — کلیجا غیر کا توڑینگے پہر یہ تیر پیکان سے
ہر اک مشتاق کی آنکہین لگی رہتی ہین ڈیوڑہی پر — نہین دیکہا در دلدار کو خالی نگہبان سے

۲۲۳

فصیحان جہان سے شہرۂ اعجاز مصحفی ہے
سخنگوئی کی عاشق داد ملتی ہے سخندان سے

۲۴

باغ جہان مین سوکہ کے ہم بارور رہے — یون سر ہے نخل خشک پہ جیسے ثمر رہے
وہ مہروش رہی جو مقابل تمام شب — داغ جگر بہی چار پہر تک قمر رہے
سودا ہو تو یار بہی پرسان حال ہو — صحرا کو مین نہ جاؤن تو آباد گہر رہے
سرگشتگی نے خاک کیا ہمکو اس لیے — ریگ روان کی طرح ہمیشہ سفر رہے
تو ہم سنائین گے نہ شب غم کی داستان — اچہا بتاؤ اتنے دنون تم کدہر رہے
لب سے ملین تو یون لب دندان کو جو پیسی — یاقوت کا نہ رنگ نہ آب گہر رہے
اسکو نہ آنکہ مارین اشارہ نہ اوس سے ہو — اونکی نگاہ پر ہے ہماری نظر رہے
جانے دیا نہ خط نے دہن تنگ کس طرح — ہم زہر کہا کے آج لب جان پر رہے
دکہلا دو زلف کو تو بتا دون کلابتون — بل کہا کے بال بال پہ تار نظر رہے
یہ جہانہ کچہ کہا نہ وہ آئے نہ مین گیا — یہ چار داغ دل پہ مری عمر بہر رہے

پہیرا گر دن کبہی جو مہینون کے بعد بہی	ہوتی نہین خبر کہ کہان تہی کدہر رہے
مجنون سی بہی سوا مین رہا دشت نجد مین	دیکہ بدن مین سر پہ مرے جانور رہے
ٹوٹے تپ فراق مین داغون سی ہاتہ پانون	کثرت سی شاخ نخل بدن مین ثمر رہے
لچکی کمر جو زلف کے ہلنے سے یون کہا	یا یہ بلای زلف رہے یا کمر رہے
نخوت کی یہ دوا یہ علاج غرور ہے	آئینہ میرے سینے قلب کا پیش نظر رہے
کیا سوئے خواب مرگ سی بدتر یہ خواب تہا	تم اپنے گہر گئے تو یہان ہم بہی مر رہے
پستان سخت سے ہے قد یار بی شال	وہ نخل ہے کہ خام ہمیشہ ثمر رہے
بل ہین کمر کے بال مین گیسو کی پیچ سے	سیدہی رہی جو زلف تو سیدہی کمر رہے
بجہ بجہ گیا چراغ یہ گہر مین دہوان گہٹا	گیسو مری نگاہ مین جو رات بہر رہے
دست جنون کو قصد جو دامان شب کا ہو	نیچے مین آفتاب کے جیب سحر رہے
دن کو کہین پہرے وہ رہی شب کو میری گہر	غیر دن کے آفتاب ہمارے قمر رہے

۲۲۴	عاشق ہوئے ہو پیر گیا موسم شباب اوٹہو سحر ہے خواب مین تم رات بہر رہے	16

دنیا سے ہی سفر دل مایوس ساتہ ہے	داغ بہار عمر ہے افسوس ساتہ ہے
شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہے نور جسم	ہمراہ میرے یار ہے فانوس ساتہ ہے
سنگین دلون کی شوق مین نالان ہوا ہی دل	بت پوجنے کو جاتے ہین ناقوس ساتہ ہے
اہی ترک بعد ذبح کے ٹہوکر لگائیے	گو سر جدا ہے حسرت پابوس ساتہ ہے
کوچے سے اونکی ہے دل پر داغ ساتہ ساتہ	آدم ہوا باغ خلد سی طاوس ساتہ ہے

آواز گریہ سے دل پر داغ کو ہو وجد
باران کا شور جلوۂ طاؤس ساتہ ہے

آزاد ہین فقیر یہ ہم مانتے نہین
بے قید تن ہے روح تو محبوس ساتہ ہے

چھپ چھپ کر آئے غیر مجھے ہو گئی خبر
دل کیا دیا ہے آپکو جاسوس ساتہ ہے

صدمے اوٹھائے دل نے جو کہنے پہ ہم چلے
اب تجربہ ہوا کہ یہ منحوس ساتہ ہے

خلوت نشین حبیب ہے پروانگی نہین
پروانو آج شمع کے فانوس ساتہ ہے

ہے دل مین داغ ہجر جنازے پہ مور چھل
طاؤس پاس ہے پر طاؤس ساتہ ہے

بیشک حفاظت دل روشن ہے جسم سے
جامہ بدن کا صورت فانوس ساتہ ہے

راہ عدم مین روح نے چھوڑا تو کیا ہوا
دل جرس ہے جسم زار ہے ناقوس ساتہ ہے

غربت مین آشنا ہین نہ ہمراہ ہین عزیز
جان حزین ہے یا دل مایوس ساتہ ہے

چھالے کا گل چراغ کی صورت ہے جلوہ گر
ہاتہ آستین مین ہے کہ فانوس ساتہ ہے

مضموم دل ہے شہر خراسان سے کیون پھرے
شوق جوار قبر شہ طوس ساتہ ہے

۲۲۵	عاشق ہمیشہ سر پہ لپیٹے رہو کفن کیڑون کا غم نہین جو یہ ملبوس ساتہ ہے	١٠

کسکی دوا کرون مین کہ ہر کی خبر رہے
دل کی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے

سنکر صدای آہ کو تمنے اوڑا دیا
یہ کچھ نہین ہوا اسکے اثر کی خبر رہے

زلف دراز یار نزاکت کو ہے وبال
گیسو بڑہا سے ہو کمر کی خبر رہے

پرسان حال غیر کی دولت کو ہے قیام
خیر اپنی ہے جو اور بشر کی خبر رہے

دیوار پھاند جائین گے در پر ہین پاسبان
باہر کا بند و بست ہے گہر کی خبر رہے

پیری مین زاد راہ عدم کا خیال رکہ
اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر رہے

اسپند کر کے آپ اوٹ لٹئے نقاب کو
محفل مین نیک و بد کی نظر کی خبر رہے

خشکی تری کا آپ ہی کیجے ذرا سفر
سوکہے لبون کی دیدۂ تر کی خبر رہے

جو بچ سکے بچائیے سوز فراق سے
اے دل تو پہانک چکا ہی جگر کی خبر رہے

۲۲۶	عاشق خیال یار مین یون محو ہو جیے باہر کا ہو خیال نہ گہر کی خبر رہے	۲۷

پہونچ جاتے ہین دم مین بند کہولی ہی کمر باندہی
عدم نزدیک ہی انسان کیون زاد سفر باندہے

بُرے ہین آج کل طرار زلف یار کے تیور
گرہ مضبوط اپنی خوب باتی کا گہر باندہے

چلے دل کو پہنسایا دام گیسوی مسلسل مین
عبث صیاد پاے طائر بے بال و پر باندہے

یہ کس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو
کہ سبکی پتلیان آنکھون کی رہتی ہین سپر باندہے

ہماری عمر گذری باغ عالم مین نہین جانا
کہ کسکے پر کیے صیاد نے واکے پر باندہے

تلاطم ہی بہت آنسو رد ندان مین ان کے زور
مگر لب نہار سیلاب یم آب گہر باندہے

نگہ سے قتل ہے مد نظر تو رات کو آنا
نہ ڈہونڈہی سی کوئی راہ مین تیغ نظر باندہے

نہ چہوڑی دیدۂ رخ آنکہین نکالی وہ جو غصے مین
نہ یاد زلف مشکین جائے وہ مشکین اگر باندہے

عدم کی راہ ہیوا اعمال نیک اپنے چہپا لو تم
لٹے گا راہ مین دکہلا کے جو زاد سفر باندہے

ہماری آہ سوزان نے حفاظت کی تری گہر کی
مثال شعلۂ جوالہ چکر رات بہر باندہے

مری قاصد یہ کہینچی تیغ یون غصے سے فرمایا
کسی کا نامہ بر آتا ہی کاغذ کی سپر باندہے

کسے ٹوکا کسے نکہا کسے جہانکا کسے تاکا
ہزارون آپنے طوفان اگر ہم پر مگر باندہے

نہیں پوریں جدا ہم سے ہیں سب یہ لب شیرین کے
نہیں گانٹھیں جدائی نے بند آب نیشکر باندھے

غزل کے شعر گم ہونے لگے سوچا یہی ہم نے
نہ مضمون دہن باندھے نہ مضمون کمر باندھے

نہ ٹھہری وہ مری گھر چار دن کتنی سماجت کی
گرا ہیں پانون پر بھی ہاتھ بھی وہ دوپہر باندھے

نشانہ بن گئی مدت سے ہم تیر حوادث کا
ہمیشہ داغ سودا سے رہا سینہ سپر باندھے

زبردستی کریگا سامنا شیرین اداؤن کا
گرہ عقد انامل کی طرح ہے نیشکر باندھے

اندھیر اگنبا مرقد میں منعم کے بلا سے ہو
غریبون کی لحد پر چھت کبھی تو ابر تر باندھے

کمی ہو تیغ ابرو سے جو میری قتل میں دم بھر
صف مژگان ابھی کاجل کی ٹٹی سے کمر باندھے

کبھی دیتے ہیں دھبا داغ کا ہرگز نہ چھوڑیگا
یہ کہوڑی وام دم بھر بھی نہ دامن میں جگر باندھے

چھپایا گھر میں اوس محبوب کو مانند پیغمبر
سر رہ ہمنو مکڑی کی طرح تار نظر باندھے

ابھون پر دم تھا میں نے پیٹ میں اس سے ماری چھری
کمر میں آدمی ہتھیار کچھ وقت سفر باندھے

دعا ہی بے اثر میں آہ کو شامل کروں کیونکر
نہیں دیکھا کوئی پیوند نخل بے ثمر باندھے

اسیران قفس پر رحم جب صیاد کو آیا
کسیکو ذبح کر ڈالا کسی طائر کے پر باندھے

سوا کھل جائینگے یہ زخم ہیں تیغ تبسم کے
ابھی جراح ٹانکے دے نہ پٹی کھینچکر باندھے

سرای دہر میں تقدیر کا یہ حکم جاری ہے
کوئی بیٹھے کمر کھولے کوئی اوٹھے کمر باندھے

۲۲۷	بھروسا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑاتی ہو لڑائی پر نہیں جاتا کوئی خالی سپر باندھے	۳۰

تصدیق دل کو ہی جو کلام مجید کی
وعدہ ہی کا اشتیاق ہی دہشت وعید کی

مشکل تعقل کی ہی سہ نو کا نسیار کی
کوٹھی سے ہے حرج گنج خدا سے وحید کی

جو زیست مین سنا تہا زبانی برید کی
مر کر فرشتون سے وہی گفت و شنید کی

داغ جگر کو تیغ نگہ سے تراشیے
ہو دستخط ٹکٹ پہ نشانی رسید کی

یارب صراط پر ہو توقف مرا قلیل
آئے صدا نہ کان مین ہل من مزید کی

کہینچا قریب تو عرق آیا حجاب سے
اوس گل سے یون گلاب کی ہہنچی کشید کی

کرتی نہ کیون نبوت یوسف کا اعتراف
بخشا شباب پیر زلیخا مرید کی

پچتایئے گا شکر لب کو چہپا کے آپ
پیری زبان اثر مین زبان ہے فرید کی

مجہ مردہ دل سے مانگتے ہین زیست مین مراد
ہے جسم خاکسار کا تربت شہید کی

پردہ یہ تہا کہ پہیر دیے تہان یار نے
دیکہی جو آنکہ سٹ گئی رغبت خرید کی

وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند
آیت مری زبان پہ ہے حبل الورید کی

ہر شب ہلال ابروِ جانان نظر پڑا
ہر صبح مین ذی ماہ مبارک ہین عید کی

دیدار یار نو کا جو لپکا ہے آنکہ کو
لذت ہے کان کو بہی کلام جدید کی

قاتل کی تیغ او گل کے چلی میری حلق پر
آہین زبار گئین ہین غضب کی کشید کی

کہینچون جو دل سے آہ تو کہتے ہین ہو چکر
آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی

دل کشتہ ستم ہے بدن داغدار ہے
پہولون سے چہائی رہتی ہے تربت شہید کی

مجنون وہ ہون کہ قید تو کیا بچپنے مین بہی
منت کی بیڑیان نہین پہنین حدید کی

گہبرا گیا پہنچ کے وہان کچہ کا کچہ کہا
دل سے گرا جو سانس چڑہی تہی برید کی

غنیمت مین ہے فساد یہ آئی ہے جبر سے
آدم کی خاک جسم نہین ہے خرید کی

ظالم نہ اختیار پہ مغرور ہو کبہی
کیا چار دن رہی جو حکومت یزید کی

انجام بھی سرور کار رکھے خیال مین
سمجھے مسفر تین ہی دوائی مفید کی

ہے لفظ حمد کا بھی مرکب حروف سے
تعریف ہو بسیط وحید و فرید کی

تلوار پاس ہو جو نکلتے ہو رات کو
نص آئی ہے حدیث مین پاس شدید کی

کچھ قبر مین کفن کے بدلنے کی فکر کر
ہے زیست مین ہوس جو لباس جدید کی

فریاد کا ہے شغل دل داغدار کو
بلبل چمن مین مست ہے اپنی نشید کی

ایسی خوشی ہے قتل کی مجھ دل فگار کو
رنگین کی ہے خون سے پوشاک عید کی

پایا ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتھ سے
فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی

مصرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مرا
تھی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی

سرسبز خون ناب سے ہے گلشن حیات
جاری ہین باغ جسم مین نہرین ورید کی

۲۲۸
عاشق فلک کا جور فراموش ہوگیا
جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزید کی
19

ربط اگلے وہ کہان لطف ملاقات گئے
وہ زمانہ نہ رہا یار وہ دن رات گئے

باندھ کر حال کمر راہ فنا پیش آئی
لیکے ملک عدم آباد مین سوغات گئے

عین حکمت ہے کھلا حال نظر بازی کا
عاشق چشم جو پڑھنے کو اشارات گئے

دل لگی کے لیے دشمن سے بھی جی بہلایا
پاس زاہد کے لیے حرف و حکایات گئے

صبح ماتم کی طرح آنکھ کھلی پیری مین
کیسی غفلت مین جوانی ترے دن رات گئے

نیک و بد دہر کی سب یکہ لیے ہفتے مین
آٹھوان دن ہی آتا ہے جہان سات گئے

تو وہ یوسف ہے کہ رویا مین جو دیکھا تجکو
خواب سے پھر نہ کبھی دل سے خیالات گئے

زاہد اوس کعبہ ابرو کے ذرا گرد پہرو
ابہی کیون سوے حرم قبلہ حاجات گئے

صورت روح ہوا ضعف سے یہ جسم لطیف
آپ ہم پیش خدا شکل مناجات گئے

پردے غفلت کی جو اوٹہی تو عجب حال ہوا
شکل صوفی کے پئے سیر مقامات گئے

کھینچ لائی ہے سر شام مجہے الفت زلف
آپ فرماتے ہین کیون آئے نہ تم رات گئے

تنگدستی مین جو برہمن سے نہ مطلب نکلا
کعبے کو دیکھنے زاہد کی کرامات گئے

مال اولاد کو بخشا تو کفن چورون کو
ملک فانی سے بہی کرتی ہوی خیرات گئے

اہل دنیا ہین خفا اہل عدم آزردہ
لیکر آئے تہے نہ لیکر کوئی سوغات گئے

مٹ گئے آپ نہ دنیا کا کہروندا بگڑا
قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے

خوب سا رو چکے جب روح بدن سے نکلی
گلشن دہر سے ہم دیکہ کے برسات گئے

یاد سی یاد رہی مانگ کی زلفون کی ساتہ
مانگی اوٹہ اوٹہ کے دعا دو دو پہر رات گئے

وصل مین اول شب آج کہلے گا جوڑا
کالی آندہی بہی اک آئی تو کچہ رات گئے

۲۲۹
ہے لحد ایک نشان ملک عدم کا عاشق
بہت اس راہ مین جو پاسے علامات گئے
۲۹

وہ راہ راہ عدم ہے جو بادشاہ چلے
برہنہ پا و تہیدست و بے کلاہ چلے

نصیب دیدہ وطن کیا ہو ناتوانی مین
جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ چلے

تف درون سے ہوا رات کو سفر منظور
عدم کو فرد عمل کر کے ہم سیاہ چلے

ہماری گور اندہیری جو دور سے دیکہی
چراغ گہی کے جلانے وہ رشک ماہ چلے

ہتون نے منہ نہ لگایا جو تمکو دنیا مین
خضاب کر کے کہان شیخ روسیاہ چلے

ذقن کے عشق مین بنا ایک دل کشش سے رہا تہا او
وہ ماہ تہا کہ کنوئین مین تو ہو پہ سیماب
کبہی کبہی جو تم آؤ تو دل نہ مر دہا سے ئے
ڈہر ہے نہ تا مہر دن بتون کو ہم پہ کبہی
جلون کو دل کو نہ مٹی مین لیجہ والی مین
کفن کے بوجہ سے فارغ رہی جو غربت مین
امید وصل مین گذرا ہے مجکو نہ یہ ماہ
ڈر رہا ہے یہ وحشت جو سوے دامن قاف
وفور گریہ خوف خدا نے پاک کیا
لحد مین بہشت کی جانب چلین ہین سہر کی ہل
ثبوت ظلم صنم خوب ہوگا محشر مین
تمہارے ظلم کو باز کہین گے محشر مین
ڈہر سے رہے مرے دفتر گناہ کی برسون
بہشت مین ہین جو حورین تو بت ہین دوزخ مین
میان جنت و دوزخ رہا کشاکش مین
تمام عمر ہماری جو ضعف مین گذری
جگر پہ داغ رہا رخصت جوانی کا
کوئی رفیق نہ رہبر ہے کوسے قاتل مین

کہین سنا ہے کہ پیاسے کی سمت چاہ چلے
اوبل کر چاہ سے باہر کو آب چاہ سے چلے
ادہر نسیم بہاری بہی گاہ گاہ سے چلے
خدا کے فضل سے اچہی یہان نباہ سے چلے
نہ موڑہ سنکے کہین اوس طرف سے آہ سے چلے
عدم کو لادکے پشتارہ گناہ سے چلے
اوترسے بام سے روز عروج ماہ سے چلے
اوٹہانے کوہ کو دو تین برگ کاہ سے چلے
محیط اشک مین بہتی ہوے گناہ سے چلے
ہمیشہ پانون سے دنیا مین روبراہ سے چلے
جو داد خواہ چلا دل تو ہم گواہ سے چلے
اوٹہا کے مصحف رخ ہاتہ پر گواہ سے چلے
یہ بار اوٹہا کی فرشتے کبہی نہ راہ سے چلے
کدہر کی بندۂ عاشق مزاج راہ سے چلے
اودہر ثواب تو لیکر ادہر گناہ سے چلے
نہ آنکہ کہولی نہ اوٹہے کبہی نہ راہ سے چلے
یہ رنج ہے کہ وہ عشرت کی سال و ماہ سے چلے
عدو کے قبضے مین بہی یار ہو کی بناہ سے چلے

وہ ناتوان ہین بٹھادی جو اپنی تخت پہ تو ۔ ہماری نام کا سکہ نہ بادشاہ سے چلے
یقین ہو جو شب غم مین صبح ہونے کا ۔ ابھی نسیم سحر بنکے میری آہ سے چلے
جلو مین تیرے چلین گرتے پڑتے ہم سے ار ۔ جریب بنتی ترے آگے دبرگاہ سے چلے
سینین قیام قیامت تو جائین فریادی ۔ قیامت آے اگر تیرا دادخواہ سے چلے
امید ہمرہے دل ذرا نہ تھی ہمکو ۔ میان محکمہ حشر بے گواہ سے چلے

۲۳

قریب مرگ ہین عماشق مگر نہ چھوڑا عشق ۔ اخیر وقت مین ہم وضع کو نباہ سے چلے

۲۷

عجب طرح کی صفائی مرے غبار مین ہے ۔ وہ دیکھتے ہین کہ آئینہ رہگذار مین ہے
عنان توسن نفس اپنے اختیار مین ہے ۔ مزا پیادہ روی کا کہان سوار مین ہے
یہ بے سبب کے نہین زور شور آندھی کا ۔ ہماری خاک کا ذرہ کوئی غبار مین ہے
فراق دل مین یہان تک تو سینہ کوٹا ہے ۔ کہ نیلگون کفنی جسم سوگوار مین ہے
لیا ہے خون بہت گیسوون کی گردن پر ۔ بجاے مشک لہو نافہ تتار مین ہے
نہ آؤ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے ۔ ہر ایک طرح کا مردہ یہان مزار مین ہے
ہزار بار پھرا گرد ناقہ لیلی ۔ کبھی نہ آپ نے پوچھا کہ کس قطار مین ہے
سرور بادۂ دولت کبھی مجھے نہ ہوا ۔ یہ غم رہا کہ بہت درد سر خمار مین ہے
چھپائے ہون تن خاکی مین داغ دلکی چمک ۔ یہ آفتاب قیامت ابھی غبار مین ہے
کیا نہ دل نے مرے شکوۂ ستم ہرگز ۔ بہت سے جبر ہی ہین مگر ایک یہ ہزار مین ہے
تپ دروں سے مرے بند بند مین ہے کھٹک ۔ جو استخوان ہے وہ کانٹا سا جسم زار مین ہے

شبابلتمنے جب سے اوسکا یہ ہوا شہرہ
شہید قبر مین ہے یا ولی مزار مین ہے

کہنچے تو صورت تیزاب رنگ کو کاٹے
غضب کی آب تری تیغ آبدار مین ہے

ہوا کے جہوکون سے ہوتا ہے انتشار مزاج
مثال نکہت گل روح جسم زار مین ہے

نہ بو گئی نہ یہ مرجہائے وصل مین ای حور
گل بہشت ہے جو پہول تیرے ہار مین ہے

ہمارے صبر کی خرمن پہ آگئی آفت
فروغ برق غضب آنسوون کے تار مین ہے

مرے طریق پہ چلتا ہے ابلق ایام
عنان فرس کی یہان دست شہسوار مین ہے

فراق عیسی لب مین ہی آہ آتش زا
شرارے کیون نہ اوڑین جان ہر شرار مین ہے

بتان ہند کا سکہ پڑا خدائی مین
کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار مین ہے

لرز کے لوگ مری قبر پر یہ کہتے ہین
یہ شق جو ہے دل بیتاب اس مزار مین ہے

جو استخوان ہین تنکے تو داغ صورت گل
جنون سے ہیئت گلدستہ جسم زار مین ہے

چمن کی یاد نہ بہولے گی آج ستون کو
صدا سرود کے مانند آبشار مین ہے

کہلے گا روح جو نکلے گی جسم خاکی سے
سوار منزل ہستی ابہی غبار مین ہے

عبث ہے فاتحہ پڑہنا قبور پر واعظ
سوای جسم و کفن روح کس مزار مین ہے

نہ باغبان کا تصرف ہوا نہ دخل خزان
بہار خلد مرے جسم داغدار مین ہے

سفر سے پہر کے نہ پایا وطن مین یارونکو
کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار مین ہے

۱۲۳۱	سوای یاد خدا کچہ نہ ذکر ہو عاشق زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار مین ہے	٢١

ترددیہ رہا ہر دم تلاش بندش نو مین
دل مجروح کے بدلے مری سینے مین چھالا ہے

فدا ہون آرزو پر خواہش دل کا مین عاشق ہون
مرا معشوق ہے سب سے جدا گورا نہ کالا ہے

ترقی ہے اطاعت سے تقرب ہے عبادت سے
دعا مقبول درگاہ خدا مین بول بالا ہے

بہلتا ہے دل ناشاد لطف زیست ہے اس سے
بہت مدت سے مین نے درد کو پہلو مین پالا ہے

مکان کہنہ کی صورت بدن ہے ضعف پیری سے
رگون کا جال ہے میرے جسم مین مکڑی کا جالا ہے

طلب بوسہ جو کرتا ہون تو کہتے ہین نہ اٹھو
ہنسی ہے دل لگی ہے کھیل ہے منہ کا نوالا ہے

نہ آئے آشنا بیمار گریان کی عیادت کو
کہ دروازے پہ جو کوچہ ہے وہ ندی ہے نالا ہے

لباس تنگ تن ہے میری صورت تیری نکہت مین
سیہ کملی ہے سر پر اور بچھا مرگ چھالا ہے

ترقی اس سے لڑکون کو ہدایت ہے جوانون کو
مرا دیوان فن عشق کامل کا رسالا ہے

مجاور ہو جو بیت اللہ کا تعظیم ہے لازم
ہمارا اور دل گھر مین خدا کی رہنے والا ہے

جدائی ایک دم ممکن نہین معشوق و عاشق سے
عروس مرگ ہم آغوش ہے جو پہ تپی نہ چالا ہے

عجب اعجاز ہے تیغ نگاہ ناز دلبر مین
لحد مین جسم کہنہ ہو گیا پر زخم آلا ہے

بناوٹ اور بھی آفت ہے اوس مغرور بیدرد کی
وہ مسی وہ دھڑی ہونٹو پہ نافرمان لالا ہے

ہر اک مشکل ہے آسان صبر سے مانند غصے کے
نظر آتا ہے پہلے کو وہ آخر کو نوالا ہے

وہی صورت وہی رنگت وہی ہیئت وہی خصلت
فلک نے کیچلی مین سانپ کی زلفو نکو ڈھالا ہے

سمجھے کیونکر نہ ہو اے ناصحو قدر اپنی روزی کی
کہ طفل اشک چشم تر مری گودی کا پالا ہے

ٹھہر جاکر آپ اپنے قتل کا سامان کیا ہمنے
تری مژگان کا نشتر اے جفا جو دیکھا بھالا ہے

نہین آتی ادہر سے وہ کسی جھانکون کسی تانکون
مرا تار نظر اب دیدہ روزن مین جالا ہے

دو بالا کیون نہو حسن قمر سے نور گانون کا — کہ ہالے سی کہین بہتر تری کانون کا بالا ہے

۲۳۲

نہ یہ لفظین نہ یہ مضمون نہ یہ پیرایۂ بندش
ہمارا طور عاشق سب کے طورون سی نرالا ہے

۱۴

دولائی کا جو آنچل آپ نی سینے پہ ڈالا ہے — ہمین دہوکا یہ ہوتا ہے کہ نارنجی دوشالا ہے

یہ ملبوس گدا پوشاک سی منعم کی اعلا ہے — کہ اسکے صبر کی بدری مین استغنا دوشالا ہے

میسر وقت پر جو ہو وہی اعلی سے اعلا ہے — محبت آگ سی جاڑی مین ہی کملی دوشالا ہے

لباس سبز منعم سے یہ سرسبزی مین اعلا ہے — بدن پر اپنی نقش بوریا کا ہی دوشالا ہے

ترقی مجکو دونی ہو گئی اس خاکساری سی — مری چادر دولائی ہی مری کملی دوشالا ہے

مری ہین سب خدائی ہین تہونکی سرد مہری سی — کہ ہر صندوق پر مردی کی دیکہا ہی دوشالا ہے

دل افسردہ کیا حاصل ہی پوشاک تجمل سے — نہین مردی کو راحت گو جنازی پر دوشالا ہے

بسر ہو جاتی ہی دونون کی دونون گرم رہتی ہین — کسیکے سر پہ کملی ہی کوئی اوڑہے دوشالا ہے

کدورت سی صفا سی فرق ہو جاتا ہی تن مین — نہین بالون سی بنتی ہین وہ کملی یہ دوشالا ہے

ملا ہی خلعت نو باغ مین باد بہاری کو — کہ زیب دوش ہی جو نکہت گل کا دوشالا ہے

تجمل سی نکلتی ہین مگر خاک اوڑتی ہی گہر مین — نہین ہی قبر مین کملی جنازی پر دوشالا ہے

پسے جاتی ہین سارے استخوان صندوق کی اندر — جنازی پر ہمارے کیا کوئی بہاری دوشالا ہے

کمر مین لنگ سر پہ خاک تن پر گرد گہر زندان — مجہو شیکا ہی شملہ ہے لبادہ ہی دوشالا ہے

۲۳۳ دوشالہ باندہ کر جاڑے مین عاشق گرم صحبت ہی — مگر قافیہ دیوان کا خلعت دوشالا ہے ۲۷

بلا مین ڈالکر افسوس ہی حسرت ہی سکتا ہی — مرا دل چاک سی پہلو کے میری منہ کو تکتا ہی

چلے ہو تم جو گلگشت چمن کو پاۓ نازک ہے
کرام کاتبین ہین یا کہ تصویرین ہین کاغذ ہوتن
زمین و آسمان کا فرق ہے اون مین اوسے ہمسے
سوال وصل کو سنکر خفا ہوکر یہ کہتے ہین
خدا حافظ ہے اوس موے کمر کا راہ چلنے مین
صدا آتی ہے میرے دل سے باہر جوش خون کی
اندھیری تنگ لحد کے گھر سے مشکل ہے پہونچ جانا
کمر ملتی نہین اوس گل کی ڈھونڈہے سے تصور کو
ہزارون کروٹین لیتا ہون اس پہلو سے اوس پہلو
پتا دیتے ہین میرے دل کا ساکن عرش اعلی کے
خرابی ہے دل مجروح کی کیا سخت جانی سے
نظر آتا ہے مے مین چاند عکس روے ساقی سے
جھپک جاتی ہین آنکھون سے ہے طفل اشک کو راحت
صدا ہے نالۂ شبگیر سے ہے برق اندازی
تماشا گاہ وحشت ہو گیا سوداۓ کاکل مین
کلیجہ رشک سے کپتا ہے دل جلتا ہے حسرت سے
یہ ساقی بیہوشے [illegible] کہ بھولی دین و دنیا کو
[illegible] ہین سہارا رہتا ہے ہر دم شکار آنکھون مین

قبا ہے گل کا دامن باشبنم سے مسکتا ہے
مری تحریر قسمت دیکھکر دونون کہ بلکتا ہے
جھروکون مین نظر آتا ہے یا تارا جھلکتا ہے
یہ دیوانہ سبب اپنی ہر مین آجاتا ہے بکتا ہے
اودہر چوٹی لٹکتی ہے ادہر گیسو لٹکتا ہے
لہو جلتا ہے پانی دیگ مین جس طرح پکتا ہے
یہ منزل کا کی کوسون ہے مسافر راہ مین تھکتا ہے
مسافر بے پتے جاتا ہے رستے مین بھٹکتا ہے
جگر مین درد آتا ہے اگر دل سے سرکتا ہے
نظر آتا ہے پہلے سے جو انگارا دہکتا ہے
عجب یہ مرغ بسمل ہے کہ برسون سے پھڑکتا ہے
خط پیمانہ ہے یا تار چاندی کا دمکتا ہے
پلک پڑتی ہے جیسے کوئی لڑکی کو تھپکتا ہے
پلک جلتی ہے جیسے در سے توڑا چمکتا ہے
یہ چمن پھولا ہے داغ جسم سے جنگل مہکتا ہے
اودہر پھوڑا لپکتا ہے اودہر شعلہ لپکتا ہے
[illegible] لیکن کوئی ایسا بہکتا ہے
یہ [illegible] کہتا ہے [illegible] جھلکتا ہے

کسی دن اسکے گل خوبی بجا را پنا نکالین گے
قفسون مین بہلا دیکہین کوئی ہمسے اٹکتا ہی

جراحت دل کی تازہ ہو گئی چشم خماری سے
مزا دیتا ہی جتنا زخم کا انگور پکتا ہے

نکل جاوی کہین یہ روح تن سے دم کی گہٹنے مین
جہان تکیے وہ زانو سر کے نیچے سے سرکتا ہی

بدن کی ہڈیان جل جل کی چونہ ہو گئین شاید
جہان پڑتا ہی آب اشک سارا جسم پکتا ہے

ضعیفی مین بدن کی جہریان ہین چاک کی تہ
جہان جامہ ہوا کہنہ ہر اک جا سے مسکتا ہے

قریب خط ہی ابرو یا خضر تلوار کہینچے ہین
عوض جوہر کی اس شمشیر مین سبزہ لہکتا ہی

تعلی کی ہی یہ مضمون نالی کی تجسس مین
کہ پائے فکر مین اب خار سدرہ کا کہٹکتا ہے

۲۲۴

کسی کا محو رخ تہا عالم ارواح مین عاشق
بڑے اچہے عمل کیا ہون ازل سے اسکو سکتا ہی

۱۵

بہری ہی کان مین ہر گل کی داستان میری
فصیح تر کہین بلبل سے ہی زبان میری

ملا کوئی نہ زمانے مین دوسرا دشمن
حسود جاکے شکایت کرے کہان میری

ہوئی ہی میری فصاحت زبان زد عالم
سخن سخن ہی مرا اور زبان زبان میری

رہا بہشت مین چرچا جو میری قصے کا
بڑہی فسانہ محشر سے داستان میری

نہ منتفع ہوا دشمن بہی میرے مرنے سے
وہ ہڈیان ہین ہما کی یہ ہڈیان میری

مرا بیان نہین ترجمہ ہے مصحف کا
زبان یار سے ملتی ہے کچہ زبان میری

شب فراق نہوتی تو گہٹ کے کیون مرتا
نصیب زاغ نہوتین یہ ہڈیان میری

ستم خوشی سے ہین جان حزین یہ سہتا ہون
وہ دل لگا کے جو سنتے ہین داستان میری

فلک نے اور بہی پیسا کیا جہان تک شکر
یہ زندگی ہے مگر بہرا امتحان میری

نہ کچھ گلون سے ہے مطلب نہ بلبلون سے غرض
عبث تلاش مین پھرتا ہے باغبان میری

جہان مین اور نہین کوئی قصۂ دلچسپ
جہان سنو وہین ہوتی ہے داستان میری

عروج فکر کا ہوتا ہے کہنہ مشقی سے
ہوا جو پیر طبیعت ہوئی جوان میری

کیا ضعیف بہت جلد درد فرقت نے
بہار حسن صنم کی ہوئی خزان میری

مری طلب سے یہ بوسے ملے تو وصل کی شب
خموش رہیے نہ کہلوائیے زبان میری

۲۳۵
سہا چشنے کا ارادہ مین کیا کرون عاشق
زبان یار کہان اور کہان زبان میری
۲۶

صدا فریاد کی آتی ہے چاک سینۂ گل سے
چمن مین کوئی گل ہوگا نہ گلچین بن بلبل سے

ہر اک شی کی جہان مین قدر ہوتی ہے تقابل سے
اُسی لطف ترقی ہے بڑھا ہے جو تنزل سے

گرفتاری وہ آفت ہے کیا گو ضبط نالے کو
صدا فریاد کی نکلی شکست بال بلبل سے

ازل سے سد باب صحبت محبوب کرنا تھا
ترقی ہو گئی غیرون کو حضرت کی تجاہل سے

غبار جلوہ گہ مین بوی باغ خلد آتی ہے
چمن فردوس کا کہلتا ہے نقش نعل دلدل سے

ہوے آٹا سے پسکر استخوان جیب و گردون مین
ملا تب قرص نان داغ دل خوان توکل سے

مرے داغون مین ہے گلزار ابراہیم کا نقشہ
بظاہر آگ ہے لیکن چمن ہے کثرت گل سے

یہ بعد دفن بھی دریا بہایا اشک کا مین نے
مشابہ قبر کے تختے ہوے ہین تختۂ پل سے

خبر پائی چمن سے کاکل دلدار کی ہمنے
لگایا تار برقی تار تار زلف سنبل سے

فقیرون کا ہے تکیہ اپنے اعضا پر ضرورت مین
نکلتے ہین غنی کی کام غیرون کی تکفل سے

مغنی کی کبھی نوبت نہ آئی بزم جانان مین
دماغ ایسا پریشان ہو گیا شیشے کی قلقل سے

سنا ہے کحل زر سے ہوتی ہے قوت بصارت کو
جہان مین لوگ کیون ہو جاتے ہین اندھے تمول سے

ہمیشہ راستی کا آپ کو دعویٰ رہا لیکن
نہ نکلا کج طبیعت سے نہ نکلا پیچ کاکل سے

خیال ابروِ عشاق مین کیسی جسارت کی
سمندر پر نکالی راہ ہمنے آہنی پل سے

بنا کر بال کا جھلا مقید کر لیا سب کو
اشارہ ہے کہ وابستہ ہے محفل تار کاکل سے

نہ پچھتانا پڑے پھر تعجیل کیون ہے قتل عاشق مین
یہ جھگڑا خون کا ہے کیجیے لیکن تامل سے

کسی گل پیرہن کی کل چمن مین آمد آمد ہے
روش پر صبح کو چھڑکاو ہوگا خون بلبل سے

جو عشق گل مین نالے کرتی کرتی آپ جل جاتی
چمن مین بیضۂ ققنس نکلتا خاک بلبل سے

تمہارے حسن کا پلہ ہے مہر و ماہ سے بھاری
زمین و آسمان کا فرق ہے میزان ہی تل سے

گرا مین پانون پر انکے گرے وہ پانون پر میرے
اوٹھانے کو جھکے تھے جھک گیا سر بار کاکل سے

کلام بر محل پر صاحبان ظرف ہنستے ہین
عیان ہے خندۂ مے بزم مین شیشے کی قلقل سے

بہار آئی چمن مین بزم مین اک شور برپا ہے
وہان قمری کی کوکو ہے یہان شیشے کی قلقل سے

قناعت کی اوسی پر جان گر اکسیر سے بہتر
اگر اک خاک کی چٹکی ملی باب توکل سے

گذرگاہ جہان ہے ہم گذر جانے کے طالب ہین
غرض ہے فقر سے ہمکو نہ مطلب ہے تمول سے

خزان مین بہی تصور گل کا آنکھون مین پایا ایسا
نہ نکلا سینکے پتلی دیدۂ گریان بلبل سے

۲۳۶	رقیبون مین گہرے عاشق زبان جسطرح دانتون مین خدا حافظ یہ مجمع کم نہین موذی کے جنگل سے	۲۵

پھر اب کی سال جنون زا بہار آتی ہے
ہوا کی ناقے پہ لیلی سوار آتی ہے

ہماری آنکھ سے یاد آبشار آتی ہے
عوض مین اشک کے پانی کی دھار آتی ہے

پھر آج موت کا ساماں ہے گل بچھے تو کیا ۔ وہی بلائے شب انتظار آتی ہے

نہیں یہ نجد میں ہر دم ہوا کی سناٹے ۔ تلاش قیس میں لیلی پکار آتی ہے

پیادہ گھر سے چلے ہیں جو کوئے قاتل کو ۔ ٹھری وہیں سے گلو پر سوار آتی ہے

وداع یار سے تنہائی کا ملال نہیں ۔ شب فراق مری غمگسار آتی ہے

بہار داغ محبت سے دل ہے مستغنی ۔ سوال گلشن جنت سے عار آتی ہے

سمجھ لے شاہد گل رخصت عروس بہار ۔ نسیم صبح چمن بے قرار آتی ہے

گلوں میں لطف نہیں جب نکل گئی نکہت ۔ یہ روح جامۂ تن کو اوتار آتی ہے

تماشہ گاہ بہار عدم یہ ہے بے قید ۔ گلے سے طوق بھی قمری اوتار آتی ہے

خدا سے وصل صنم کی دعا معاذ اللہ ۔ مری دعا سے اجابت کو عار آتی ہے

کریم وہ ہے کہ جو دے کے منفعل خود ہو ۔ کرم کو حاجت سائل سے عار آتی ہے

ہوا میں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے ۔ ابھی تو پرسش روز شمار آتی ہے

دعا قبول یقینی ہو کون سی ہے گھڑی ۔ کبھی وہ رات بھی پروردگار آتی ہے

بہت تڑپتا ہے راتوں کو دل تو کہتا ہوں ۔ ٹھہر کہ صبح شب انتظار آتی ہے

مجھے مٹا کے صفائی ہو کیا رقیبوں سے ۔ ہوا لیے ہوئے میرا غبار آتی ہے

کراہتا ہے جو زلفوں میں دل تو کہتے ہیں ۔ کہیں صدا ای غریب الدیار آتی ہے

طلب ہے یار کے دربار میں ہزاروں کی ۔ امید ہے کہ ہماری بھی بار آتی ہے

صلاح جس میں ہے بندوں کی تو وہ دیتا ہے ۔ تری حضور دعا شرمسار آتی ہے

کبھی جو فکر میں رکھتے ہو سر کو زانو پر ۔ حلب میں نکہت مشک تتار آتی ہے

بہار باغ دل داغ دار ہے کیسی
نہ بوے گل ہی نہ صوت ہزار آتی ہے

تمہاری خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک
جما ہی دیکہ کے بے اختیار آتی ہے

ہزار بار چہٹے پر نہ روسے گل دیکہا
ہمیشہ قید مین ہم کو بہار آتی ہے

دہمک زمین مین ہوتی نہین ہی چلنے سی
صداے گریۂ اہل مزار آتی ہے

۲۲۷	بہک نہ جاے کہین تو پکار لے عاشق تری تلاش کو موت اسے نزار آتی ہے	۱۴

بدلی منہ کی بادہ برسی فصل گل کا جوش ہے
پہر خم گردون لبالب مجہ سا دریا نوش ہے

کب ہی ہم کب جبی محشر ہوا بہی یا نہین
صور اسرافیل نی پہونکا تہا اتنا ہوش ہے

کیا سبب فریاد بلبل کا اثر ہوتا نہین
باغ مین جو گل نظر آیا سراپا گوش ہے

میکدہ سی بڑہ کی کیفیت کہان لذت کہان
جس طرف منہ اوٹہ گیا آواز نوشا نوش ہے

دست نازک سی ہوگا قتل وحشی آپ کا
جسم لاغر اندلون داغون سی گلشن پوش ہے

سر مین اوس سفاک کی ہتا نہ کری تو قتل ہو
کہتی ہی مشاطہ سر کسکو وبال دوش ہے

شعلۂ رخسار جانان پر پڑے کیونکر نگاہ
دیدۂ مشتاق کا پلکون سی گہر خس پوش ہے

ناتوانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہون
بار ہی گردن کو سر گردن وبال دوش ہے

مین جہان پونہچا نہین پونہچا فروغ مہر و ماہ
سیر صحرا مین چراغ عقل تک خاموش ہے

بہ گیا دریا خلش سی ایک نوک خار کی
کسقدر خون کف پا کا جنون مین جوش ہے

خال کا تارا ندیکہا ایک جسم صاف پر
یار بہی ترک فلک کی شکل اطلس پوش ہے

ناتوان ہون فکر سرما کی نہین گلگشت مین
آتش گل سے بدن کا پوست بالا پوش ہے

۲۳۸	یار سے عاشق مقابل ہوگیا گلگشت ہین وہ اگر بہولون سے ہے داغون سے یہ گل پوش ہے	۱۶

گفتگو سنتے ہی گو اونکی دل سراپا گوش ہے
چاک سینہ کا نشان حسرت آغوش ہے

غیر دُردی مے خم گردون مین بچنی کی نہین
میری سر مین اب ہوائی بادہ سرجوش ہے

ایک ذرہ خاک کا پہنچا نہ کوے یار مین
کیا غبار اپنا ہوا کوہی وبال دوش ہے

بے جنازہ کے مسیحا سے نہ اوٹھے گا یہ زار
روح اپنی چار عنصر کو وبال دوش ہے

کیا شب فرقت کی صدمے سے جہکا ہون جلد مین
جو کلاہ سر تہی کل تک آج وہ پاپوش ہے

میری نالون سے قیامت آگئی ہے دہر مین
حکم اسرافیل کو پہنچا تہا پر خاموش ہے

بن تری ای گل چمن مین ہے عجب افسردگی
آتش گل سے چراغ لالہ تک خاموش ہے

چہاتیون پر جا سے غیرت سے کٹوری یار کی
کس حفاظت کے لیے سرپوش پر سرپوش ہے

وصل مین سیماب کی صورت نہین اونکو قرار
جب اوٹہایا گود مین خالی مرا آغوش ہے

وصل مین لپٹا نہین سکتا نزاکت سے اونہین
کہتے ہین وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہے

ہین سخنگو بزم مین شوخی سے آنکہین یار کی
بات اولٹی ہے نزاکت سے دہن خاموش ہے

حیرتی ہون روشنی گہر مین مری آتی نہین
خانہ تصویر مین جو شمع ہے خاموش ہے

لاکہ محشر آرزو سے وصل مین ہر جائینگے
مرگ دیوانی ہے جو کہولی ہوی آغوش ہے

نے کی صورت بنگئی ہین پوست گہل کر استخوان
ہون مین بعد مردن بہی فغان کا جوش ہے

مہر کی تاثیر سے افزون کہین فریاد سے
ای بتو قہر خدا میر الب خاموش ہے

	ای مسیحا رشک کی جا ہے خبر لیتے نہین	

۲۳۹ آج عاشق سے عروس مرگ ہم آغوش ہے ۲۰

الفت کچھ آج کی نہین قاتل کے ساتھ ہے
مدت سے شوق قتل مرے دل کے ساتھ ہے

بیٹھے ہو تم تو سینۂ شفاف مین ہے دل
مانند عکس یہ بھی مقابل کے ساتھ ہے

لاکھون فروغ عاریتی سے چمک گئے
جس طرح روشنی مہ کامل کے ساتھ ہے

چین جبین کو قرب ہے ابروے یار سے
ناخن بھی ایسے عقدۂ مشکل کے ساتھ ہے

دیکھا نہ درد کا بھی کسی ایک سے نباہ
ہمراہ ہے جگر کے کبھی دل کے ساتھ ہے

ہمکو پسند جیسے ہین ہمدرد کے کلام
کیا دل کو عشق شور عنادل کے ساتھ ہے

نالہ نکل گیا جو کبھی زلف ہل گئی
جھنکار کی طرح یہ سلاسل کے ساتھ ہے

رکھا ہے رخ کو اوس بت کمسن نے ہاتھ پر
تازی ہے بات رحل حمائل کے ساتھ ہے

لیلی کا ساتھ قیس نے چھوڑا نہ دشت مین
مانند گرد یار کی محمل کے ساتھ ہے

رخ پر نشان بوسہ جو دیکھا تو غم ہے کیون
یہ داغ عارض مہ کامل کے ساتھ ہے

زخم جگر مین کاوش مژگان کا ہے خیال
نشتر بھی ایک آبلۂ دل کے ساتھ ہے

دونون کھنچین گے یار جو کھینچے گا جسم سے
پیکان اوسکے تیر کا اب دل کے ساتھ ہے

امید دید یار سے مایوس ہو نہ قیس
جھونکا ہوا کا پردۂ محمل کے ساتھ ہے

نزدیک لب کے سبزۂ خط کی نمو ہوئی
آب حیات اب تو ہلاہل کے ساتھ ہے

سنگ مزار ہاتھ ہے سینے پہ ضعف سے
بیمار ہون مین دق بھی مجھے سل کے ساتھ ہے

ظاہر مین ساتھ چھوٹ گیا بعد قتل کے
مقتل مین تن ہے روح تو قاتل کے ساتھ ہے

دیکھو اوٹھا کے آئینہ پندار کیا ضرور
لطف غرور یار مقابل کے ساتھ ہے

ہے جی سے مجکو شوق بتون سے نباہ کا
مدت ہوئی کہ درد مرے دل کے ساتھ ہے

عقدہ جہان ہے عقدہ کشا ہے وہان ضرور
ناخن بھی ہین گرہ جو انامل کے ساتھ ہے

٢٤٠
پھرتا ہے جاے دفن کی عاشق تلاش مین
مرتا ہے اسکو عشق یہ منزل کے ساتھ ہے
٢١

عمر گذرے تو مرے ضعف کی تصویر کھنچے
نوجوان شکل جو کھنچ جای بدن پیر کھنچے

کیا قتیل نگہ یار کی تصویر کھنچے
زخم کھنچ جای تو کس رنگ سے یہ تیر کھنچے

سانپ کیطرح پلٹ پڑتا ہے یہ غصے مین
دیکھ مشاطہ نہ گیسو سے گرہ گیر کھنچے

ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول مین
بعد مرنے کے کلیجے سے کوئی تیر کھنچے

چکنی باتین نہ کرو صبح کو منہ دہوتے مین
تیل پانی کی نہ آئینے مین تصویر کھنچے

چلتا ہے ناوک مژگان کشش ابرو سے
بند ہو جائیگا دیکھو نہ بہت تیر کھنچے

کھیل لڑکون کا نہین آہ جگر دوز انکی
نوجوانون سے نہ اتنا فلک پیر کھنچے

دربدر بستۂ زنجیر پریشان احوال
پھرتے ہین عاشق گیسوے گرہ گیر کھنچے

اک نظر دیکھون جو اوسکے مژہ و ابرو کو
تیر ترکش سے کھنچے میان سے شمشیر کھنچے

جھک کے ملتے ہین ضعیف اور بھی مغرورون سے
خم کمانون مین سوا ہوتا ہے جب تیر کھنچے

جب اوٹھتی ہین نقاب آپ تو آتا ہے حجاب
بے حجاب آپکی کس شکل سے تصویر کھنچے

کچھ مداوا نکرے زخم جگر کا جراح
دل نکل آئے گا ہمراہ اگر تیر کھنچے

رونق محفل ایجاد ہے نقشہ تیرا
چاہیے شہر مین گھر گھر تری تصویر کھنچے

نظر بد سے تجھے دیکھے تو کھینچون وہ آہ
دار پر ترک فلک بھی پئے تعزیر کھنچے

آپ کے نقشہ پوشاک میں ہے طرفہ بہار — کھینچیں رومال کی تصویر تو شمشیر کھنچے
ہمسے کاہیدہ بھی کھینچ جائیں ابھی پہلو میں — روغن کاہ رہا سے جو وہ تصویر کھنچے
وقت خنجر ابرو میں جو ہو بادہ کشی — قتل کو موج سے ناب کی شمشیر کھنچے
ہوں وہ تفتیدہ جگر تیغ ہو جلاد کی کند — دہن زخم میں آب دم شمشیر کھنچے
داغ کر آپ کسی روز ہوائی دیکھیں — میری آہ دل پرسوز کی تصویر کھنچے
ایک ابرو جو ہلا دل نہ ہوا دو ٹکڑے — ایک شمشیر کھنچی دوسری شمشیر کھنچے

٢٤١	سال بھر گھر میں بسر ہو نہ کبھی عاشق کی خود بخود دل طرف روضۂ شبیر کھنچے	١٢

شب وصال میں چونک اوٹھو وہ سویرے سے — نہوں نصیب کسیکے الٰہی میری سے
وہ ناتواں ہوں کہ ہے آنکھ کھولنا مشکل — ہزاروں آتی ہیں چکر نگاہ پھیری سے
جو شب کو جاؤں تو کہتے ہیں دن رہے آنا — سحر کو کہتے ہیں کل آئیے سویرے سے
شب وصال گذرتی ہے کس بکھیڑے میں — کہ روشنی سی ہے شرم اونکو ڈر اندھیرے سے
ملا ہے آنکھ کا بوسہ پھرے جو گرد اونکے — ہرن شکار کیا ہمنے آج پھیرے سے
وہ تیرہ بخت ہوں وہ جھانک کر پھری در سے — سیاہ خانہ جو دیکھا ڈرے اندھیری سے
طناب خیمۂ گردوں کو کاٹ دونگا میں — قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیرے سے
جدھر کا قصد کیا میں نے پھر کے روکی راہ — وہ آئے لاکھ سماجت بہت سا گھیرے سے
ہمیشہ کوچۂ گیسو میں کی بسر میں نے — بھلا میں خاک ڈروں قبر کے اندھیرے سے
ہمارے دل کو وہ لیتے ہیں پھیر دیتے ہیں — کہ نرخ مال کا گھٹ جائے کچھ تو پھیری سے

تمہاری کاکل شبرنگ مین ہی طائر دل
اوڑا سکے نہ ابہی شام کو بسیری سے

بُلایا صبح کو تمنے تو شب سے آیا مین
نہ آئے تم مرے گہر مین کبہی سویری سے

غضب ہی آپ کی مژگان نیزہ باز کی فوج
نگاہ صاف نکلتی ہی کیسی گہیری سے

فسون چلا نہ کسی کا تمہارے گیسو پر
یہ سانپ وہ ہی نہ پکڑا گیا سپیری سے

ہمارے یہ تعجب ہی اوٹھکر نہ باغ مین جانا
چلے نہ باد خزان یار پانون پہیری سے

٢٤٢ ١٧
دکہایا رخ کو کمر کی لچک نے اسے عاشق
ہلی جو زلف نکل آیا چاند اندہیرے سے

محفل کے دل کہلین نہ کلام ملول سے
رونق چمن مین خاک ہو مرجہائی پہول سے

تتلی اوٹہاتی ہے گل عارض سے یون مزے
رس پیتی ہی زنبور عسل جیسی پہول سے

جتنا گہٹا یا رخ کو ترے بڑہگیا فروغ
مصحف کی جسطرح ہوئی شہرت نزول سے

موے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
اب آپ وہ اولجہتی ہین زلفون کی طول سے

تیغ نگاہ یار کے آگے نہ جائیے
بچتا ہے آدمی کہین سینے کی ہول سے

قاصد نے کیون پیام زبانی بہلا دیا
ابلاغ حکم بت نہین ہوتا رسول سے

قدرت خدا کی ہی تری چہری مین رنگ نے بو
یاقوت سے جو لب ہین تو عارض ہین پہول سے

جوش جنون مین قفل دریار کیا ہی مال
زنجیر کہینچون پٹ اوکہڑ آتی ہین چول سے

غیرون سے ہولی کہیلو تو مین یہ اوڑاون خاک
دروازہ آپکا ابہی پٹ جای دہول سے

بلہ ہزار پہیر دعا نے کیا تو کیا
کوسون ابہی ہے دور نشان قبول سے

کیا مختصر یہ ناصح فاضل کا ہے جواب
اچہا نہین کلام بڑہانا فضول سے

جنس سے کہ آسمان و زمین نے ابا کیا — اوٹہا وہ بار عشق کا مجہسے جہول سے

سودائے چشم یار مین جن کو بہگا دیا — جہپکی کبہی نہ آنکہ مری چشم غول سے

پرسش کو آئے رحم جو دل مین سما گیا — پیدا یہ اتحاد ہوا ہے حلول سے

گو آسمان نے مجکو چڑہا یا گرا دیا — خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے

اوٹہا ہو کچہ بہی لطف تماشا تو وہ کہون — پوچہو نہ باغ دہر کو مجہ دل ملول سے

۲۴۳

عاشق غم حسین مین بہتی ہین میری اشک
اس غم کی آبرو کوئی پوچہے بتول سے

۲۹

محرم طلائی آج نظر آئی یار کی — باز نظر نے سونے کی چڑیا شکار کی

سب گرد ہین یہ آب ہو دندان یار کی — مٹی خراب ہو گہر آبدار کی

مد نظر ہوئی مجہے پاپوش یار کی — تقدیر ان دونون مین یہ چمکی ہے تار کی

بالیدگی نباتی جو پستان یار کی — یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چہاتی انار کی

مست فنا ہوا جو گیا نشۂ وجود — ہچکی نہین صدا ہے شکست خمار کی

رونے سے میرے گر گئی دیوار قہقہہ — یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کوہسار کی

کیا اعتبار تن کے عناصر ہین خاک کا — دیوار ہے یہ خانۂ ناپایدار کی

تابوت پر نہ آئے نہ پوچہا حیات مین — بیدل کی کیا سنین نہین سنتی سوار کی

آہستہ چلیے گور غریبان سے راہ مین — برباد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی

چہپایا نہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہین پسلیان — ایذا اوٹہائی زیست مین دل نے فشار کی

آسائش وطن کی نہین قدر آپ کو — سنیے مصیبت ایک غریب الدیار کی

وحشت ہوئی انہین بہی جو دیکہا مرا جنون — مانند جیب اوڑہنی بہی تار تار کی
ہوتا ہے سنگسار جو عین بہار مین — تقدیر پہوٹی ہے شجر میوہ دار کی
ہیرے سے دانت دیکہ کے یہ دل مین کٹ گیا — کشکول بن گئی گہر شاہوار کی
جی بہر کے چشم یار کو دیکہا یہ ایک پل — برسون کہٹک رہی مژۂ آبدار کی
مجہ دل جلے کی خاک سی باقی ہین آگ لوگ — زیر زمین سلگتی ہے لکڑی مزار کی
جوش جنون مین شب کو جو دیکہی ہی چاندنی — سمجہا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی
کہینچا جو تار زلف تو رنگ اونکا اوڑ گیا — ٹوٹی کمند طائر رنگ بہار کی
آنسو بہا جو یار کا دیکہے سے میرا حال — سوجہی مجہے ستارۂ دنبالہ دار کی
بیمار ہون تصور پستان یار مین — تیمار دردسر کا ہے پتی انار کی
رحم آگیا جو آئے فرشتے مزار مین — پرسش جو ہمسے کی تو دل بیقرار کی
مشتاق وصل یار کا باقی رہا نشان — قالب سمیت جوڑدین اینٹین مزار کی
آنکہین جہکا کے سنتے ہین اشعار میرے لوگ — بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی
گلرو کوئی حسین نظر آتا نہین ہمین — رت ایسی پہر گئی چمن روزگار کی
تار نگاہ تار نفس تار جان زار — حاضر یہ سب ہین مشق جو کیجے ستار کی
اینٹہن ہے عشق زلف سے اعضائے جسم مین — مشتاق ہڈیان ہین لحد کے فشار کی
سوکہے جو اشک آب لحد پر سے کم ہوا — چڑہتی نہین اوترتی ہے چادر مزار کی
کیسی تمام شہر مین لرزے کی ہے ہوم — کیا میری آہ گرم ہوا ہے بخار کی

عاشق مجہے یہ خوف ہے نشئے کے نام سے

عضو تن اونکے خراطے ہین کسی اُستاد کے
پیٹ پر پسلی نہین جوہر ہین یہ شمشاد کے

کُند ہو تیغ نگہ رونے سے مجھ ناشاد کے
آب اشک چشم سے تیور نہ بجھے جلّاد کے

مین نے حیرت سے نہ دم مارا نہاتی دیکھکر
غسل سے اونکی وضو ٹھنڈے ہی ہوی فریاد کے

فصد مجھ وحشی کی جو لیتا عوض ملتا اوسکے
ہاتہ کٹ جاتی لہو کی دہار سے فصاد کے

مین نے وحشت مین بدن سے جابجا جہاڑی ہے خاک
وہ مناری ہین رہ دشت جنون آباد کے

معترض ہون ہین رقیبون کی کلام پوچ پر
بندہ پرور ذکر کیا ہین آپ کی ارشاد کے

کسقدر مشکل ہے میرے آئنہ رو کی شبیہ
صاف اوتر جاتی ہین چہرے مانی و بہزاد کے

چھپ گئے نظرون سے دم مین کیسے کیسے گلبدن
کیا شگوفے تھے نہال گلشن شداد کے

کیا مناسب خم ہے انکا کیسے موزون بال ہین
شعر ہین ابروی جانان مین کسی اُستاد کے

غم خوری سے مٹ گیا لطف بہار زندگی
خوب پہل کہائے نہال گلشن ایجاد کے

کوہکن کے ہاتہ سے تیشہ ہوا ایسا بہ تنگ
سنگ کی بدلے کیئے ٹکڑے سر فرہاد کے

کام دنیا سے نہین یہ مشغلہ ہے آہ کا
کیا ہوا اس خمسہ اپنے حرف ہین فریاد کے

سے اوڑی دل کو ہوائے سیر دنیائے دنی
کیا چلے جہونکے نسیم گلشن ایجاد کے

وصل ہے مد نظر عاشق مرے جلّاد کو
قتل نامے سے کہلے فقرے مبارکباد کے

تمّت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والاجاہ
بہادر المتخلص بہ عاشق تصنیف حکیم محمد علیخان متخلص بہ مسیحا

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق
کہا دل نے کہ بستان سخن ہے
زہے نواب والاجاہ کی فکر
کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے
ہے اک اک شعر رشک نخل طوبی
عجب شوکت عجب شان سخن ہے
مسیحا نے ہے یہ تاریخ فی الفور
لکھا باآب گلستان سخن ہے
۱۲۹۱ھ

ایضاً

وہ حضور جناب والاجاہ
تھے دیار سخن کے شاہنشاہ
بوذعی المعنی بلیغ زمان
افصح ہند غیرت سحبان
اونکا مطبع مین جب کلام چھپا
باغ گویا کھلا معانی کا
کاکل حور ہین جا اوسکی سطور
صاف کاغذ ہی ہے سراپا نور
بے خزان جسنے وہ چمن دیکھا
ہوا جاری زبان پہ صل علے
ای مسیحا ہو جس سے سال عیان
لکھو باغ وبہار اب دیوان
۱۲۹۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ہاے فارسی

۱ — ۱۳

سر نشد ہیچکس از بی سر و سامانی ما — جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما

سجدہ ہاے در تو وجہ ندامت گردید — رحمتی خاک کشیدست ز پیشانی ما

حال ما را طلبی آئنہ بردار و نگر — مے تراود ز رخ آئنہ حیرانی ما

قصہ ہای سر زلف تو بہ شبہا گفتم — یک سر موے نہ کم گشت پریشانی ما

نکہت زلف تو سرمایۂ طاقت باشد — بالد از عنبر مو قوت روحانی ما

مدتے شد برخے چشم تماشا نگشود — بسکہ آئینہ خجل گشت ز حیرانی ما

اضطراب غم دل جان بلبہاست نگذاشت — بشکند موج تعجب کشتی طوفانی ما

بلبل ناطقہ از باغ جہان دل تنگ ست — گلشن خلد سزد بہر غزل خوانی ما

پاگذاری بقبر نو ہمراہ رقیب — جوشد از خاک لحد سر کہ پیشانی ما

دشت پرخار جنون گلشن جنت گردد — حلهٔ خلد شود جامهٔ عریانی ما
محفل تهنیت آراست بجای ماتم — عید کرد آن بت بی رحم ز قربانی ما
این سبکروحی ما طرفه بساطی چیده است — پرد از دوش هوا تخت سلیمانی ما

٢

چه جفاها نه کشیدیم بدنیا عاشق
داشت سامان بلاخانهٔ مهمانی ما

٩

آغشته است ز آتش فرقت غبار ما — سیماب می پرد بسر خاک مزار ما
دارد چمن ز بادهٔ گلگون بهار ما — آواز قلقل است نشید هزار ما
ساکن نگشت بعد فنا اضطراب دل — پیچید درون شیشهٔ ساعت غبار ما
تشبیه طول عمر خضر هم ز کوتهی ست — خندد بروز حشر شب انتظار ما
ثابت قدم ز جا نرود بعد انقلاب — پل بسته است بر سر دریا غبار ما
از چاک چاک تن صدف دل لبالب است — نیسان تراود از مژهٔ اشکبار ما
در بر کشیم شعله رخی را به آرزو — از سوز سینه سیر نگردد کنار ما
ای بت سواد هند و خال رخت نه دود — فیض صفای صبح شب انتظار ما

٣

عاشق بخوان دگر غزل شوخ تر ازین
همت طلب ز خامهٔ آهو شکار ما

١١

امروز گو نماند نشان مزار ما — فردا رسد به گنبد گردون غبار ما
پا می نهی بناز اگر بر غبار ما — ساید به اوج چرخ سر افتخار ما
بین لاله زار شد مژهٔ اشکبار ما — خون می تراود از رگ ابر بهار ما

خو کرده ایم با غم صبر آزمای تو
آسوده گی رمد ز دل بی قرار ما

فیضی ز رنگ روی تو داریم از آن
گل شد اگر ز سنگ جدا شد شرار ما

حل کرد عقده ها فلک از ناخن هلال
بارے اشارتی ز غلط هم بکار ما

حفظ غزال چشم تو محراب ابروست
باشد حریم کعبه پناه شکار ما

ما یافتیم وجه عنایات ساقیا
آزرده ز شور شکست خمار ما

آبی بروی کار بیاریم بعد مرگ
ریگ روان شود به پئے تو غبار ما

گر یافت شیر دایهٔ ابر بهار گل
خون می کنند خاره ز پای فگار ما

۴ عاشق ز عشق شهرهٔ آفاق گشته ایم
خواهیم آن دلی که نیاید بکار ما ۱۱

لعل لب مسیحا ن دهد خون دل افسرده را
غیر عیسی کی کسی هشیار سازد مرده را

یافتم از غفلت احوال دل افسرده را
هر کسی در خواب نی فهمد کلام مرده را

لختهاے دل با شکم ریخت میچیدیم از آن
می شمارم نعش های موج دریا برده را

مصرفان راه توسط میروند از حادثات
یاد می آید سبق طفلان سیلی خورده را

من ز جان بیزارم و یاران ملامت می کنند
این چنین در دهر دلجوئی کنند آزرده را

بعد مردن آبرو دارند اصحاب کرم
در متاع خود نهد هر شخص ابر مرده را

زندگی در تنگنای دهر باعسر گذشت
می فشارد تنگی مرقد دگر افسرده را

باختم نرد و غا در خانه آوردم ترا
فرحت از حد می شود انسان بازی برده را

طائر نور نگه از گریه ام بیکار شد
قوت پرواز گم شد مرغ باران خورده را

یک سبو خوردم شراب و آرزو باقی بماند ... تشنگی ساکن نگردد آب دریا خورده را

۵ ... تیزی شمشیر ابرو ز آتش رخسار تست
عاشق آخر آب سوزد تیغ آتش برده را ... ۱۲

ظاهر مبین که هست مقام دگر مرا ... خوانند قوم قوم به نام دگر مرا
نه آسمان منازل پارینه گشته اند ... معراج ده باوج مقام دگر مرا
در خلقت بشر نبود با ضعیفیم ... پان آفریده به نظام دگر مرا
در زلف رهزنان بکشاکش فتاده ام ... از دام می‌کشند بدام دگر مرا
لب دوختم چو زخم من از اعتراض غیر ... مشکل زبان چه دخل بکام دگر مرا
خون جگر خورم عوض باده ناصحا ... تکلیف میدهی به حرام دگر مرا
با چشم التفات بده باده ساقیا ... سرشار کن ز نشئه جام دگر مرا
مغریب با تواضع ظاهر که داده اند ... از بهر بوی لطف مشام دگر مرا
پابندی نظارهٔ رفتار یار من ... رخصت نداد دید خرام دگر مرا
امشب از اضطراب جگر تار جان گسست ... شوق تو می‌کشیده به شام دگر مرا
در بزم خاص خویش نشاندی رقیب را ... جا داده به مجلس عام دگر مرا

۴ ... عاشق ز لطف ساقی خود چشم دوختم
جامی به غیر داده و جام دگر مرا ... ۱۱

خون گشت دل از قطع امیدی تو امشب ... اغلب که ترا بوده بسر شکر جگر امشب
افزود صفا یست به صفای قمر امشب ... لغزیده بر رخسار تو پاسی نظر امشب

تا شعلهٔ رخسار تو بُد در نظر امشب
چون شمع نیاسود ز آتش جگر امشب

ای شوخ نمودی چه تغافل دگر امشب
فریاد که خون گشت ز الم دی جگر امشب

تا عمر خضر صرف تمنای تو کردیم
در حسرت آنیم که آئی مگر امشب

تا هست مِی ناب به آغوش من آید
از نخل قد یار بچیدم ثمر امشب

دی از نظر روی تو دل سیر نگشتم
لطفست اگر لطف نمائی دگر امشب

ثابت شده تا صبح نه جنبید ز جایش
حیران تماشاست که بوده قمر امشب

رخسار تو در حلقهٔ گیسوی پریشان
بنمود تماشای به عقرب قمر امشب

چون شد که مرا از در امروز براندی
داری تو مگر قصد بجای دگر امشب

۱۴۰

عاشق سحر هیچ کس از دوست نه بشناخت
موی کمرش بود چو پیش نظر امشب

ز سوز سینهٔ چاکم اثر نمی آید
که دود سوخته جانان بدر نمی آید

فغان گهی ز دلم بدر نمی آید
چنانکه از لب زخم الحذر نمی آید

ز رنگ بر دل زارم خطر نمی آید
بجز خیال تو امشب دگر نمی آید

به نور جلوه سیه خانه ام نشد روشن
ز آه سوخته قسمت اثر نمی آید

بانتظار گذشتن تمام شب مشکل
ز خویش میروم آن شوخ اگر نمی آید

ز دیدن همه آفاق چشم پوشیدم
کسیکه دل طلبد در نظر نمی آید

گشود کار ز شیرین سخن مدار امید
که کار انمله از نیشکر نمی آید

بطول هجر تو حیرت فزود دانستم
ز دهشت شب فرقت سحر نمی آید

رسید برلب تو حرف شور بختی ما / چنین نمک سخن از شکر نمی آید
قساوت دل آن سرو در شگفت انداخت / که کار سختی سنگ از شجر نمی آید
بانتظار جواب تو رفت کار از دست / رسید پیک اجل نامه بر نمی آید
اگر بوصل من زار خلوتی خواهی / بیا به سینه چاکم دگر نمی آید
به سنگ تفرقه برداشتم زدنیا دل / به گریه که گهی از شرر نمی آید

۸	به هجر لب نه گشودن به ناله آسان نیست بگو به غیر ز عاشق اگر نمی آید	۱۱

جلوه با زلف دوتا خواهی کرد / حشر در حشر بپا خواهی کرد
مدت العمر جفا ها دیدم / کی فریبم که وفا خواهی کرد
نام خود را چه بهیچا گفتی / چشم دارم که دوا خواهی کرد
چون سوال نظر لطف کنم / تیر از شست رها خواهی کرد
مست می باشی و من هم باشم / باز بینم که حیا خواهی کرد
دل صد چاک به پیشت آرم / شانهٔ زلف رسا خواهی کرد
اول از لطف فریبی ما را / بعد بینم که جفا خواهی کرد
بوسهٔ دادی و گفتی از ناز / قرض دادم که ادا خواهی کرد
گوش دادی چه بحرف اغیار / دانم آن را که بما خواهی کرد
قتل روزی که ز دستت آید / پنجه رنگین به حنا خواهی کرد

عاشق از وصل نصیبت ندهند

١٣	عمر گر صرف دعا خواهی کرد	٩

ر نمازم بسجده پیش نظر روی تو بود
شرف سجده ام از کعبهٔ ابروی تو بود

رو بهر کو که نمودم دل من سوی تو بود
پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود

یر از شست رها کرد و به قربانش من
از تجاهل بلب آورد که پهلوی تو بود

یاد ایام که سحر نگهت شهرت داشت
ساحری را سبق از نرگس جادوی تو بود

بعد مردن چو مرا داخل جنت کردند
چشم وا کردم و دیدم که سر کوی تو بود

کشتهٔ خنجر نازت اثر سم دارند
زهر افعی ز ازل وسمهٔ ابروی تو بود

رنگ وحدت سبب راحت ما بد به جنون
سر بهر سنگ نهادیم چو زانوی تو بود

هر دم از وصل تو در هجر همی دارم یاد
این لبم با لب و این سینه به پهلوی تو بود

در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم
عرق شرم و حیا تا سر زانوی تو بود

شرح احوال سر زلف دراز ست محال
هان مگر طول شب هجر چو گیسوی تو بود

سر به جیب افگن و احوال جهان را بر گو
جام جم هم لقب کاسهٔ زانوی تو بود

پیش ازین ملت و مذهب بجز الفت کی بود
قبلهٔ هر دو جهان کعبهٔ ابروی تو بود

خرمن جان جهان برق نگاهت عیسو خست
عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

مخمس

ما نور خدا و شرف جمله نبی
حبذا ختم رسل انت بابی و امی

اے خوشا مولد و ماوا و علی نسبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت که عجب خوش لقبی

اے موخر بتو بخشید خدا اقدم را — بهر ایجاد تو ایجاد کند عالم را
گو اضافت باب این رسیده هم را — نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

حسن صورت چه کنم عرض فدایت جانم — افضل از بوالبشر و غیرت یوسف خوانم
این چه حرفست ترا نور خدا می دانم — من بیدل به جمال تو عجب حیرانم

الله الله چه جمال ست بدین بوالعجبی

دل پر دردم ز هجر [illegible] دم بس منفعلم — عقل خود را ز خود آزردم و بس منفعلم
به تعلی لقبی بر دم و بس منفعلم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت به سگ کوی تو شد بی ادبی

ماهمه تفته روانیم و ز سوئے آب حیات — ماهمه سوخته جانیم و توئی آب حیات
ماهمه خشک زبانیم و توئی آب حیات — ماهمه تشنه لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما که ز حد مے گذرد تشنه لبی

اے خوشا رتبه ارضے که پذیرفتی قیام — مرجع خلق شود مهبط وحے و الهام
تا قیامت [illegible] منفعت عام مقام — نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام

زان شده شهره آفاق به شیرین رطبی

به خدا [illegible] شو و روح و دل و جان بنگر — بنگر ای سبب عالم امکان بنگر

جرأت عرض بخشا و به بینسان بنگر | چشم رحمت بگشا سوی غریبان بنگر

ای قریشی لقبی هاشمی و مطلبی

ای با اوج شرف ذات تو ادراک گذشت | نور خالق شده ای و اسم تو از خاک گذشت
با کثافات عناصر همه پاک گذشت | روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکه رسیدی نرسد هیچ نبی

یا محمد عربی یا مدنی یا قرشی | لطف کردی بمن عاشق زار و خاطی
چه شود گر سخنم در حق دیگر شنوی | سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمده سوی تو قدسی پی درمان طلبی

تمت

قطعه تاریخ طبع مکرر دیوان نواب میرزا والا جاه بهادر طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه المتخلص به عاشق طبع زاد منشی دهن پت رای مختار سرکار نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر خلد الله حشمته و ابد عظمته

بوصف خوبی دیوان عاشق | زبان واصف مطر لسیت قاصر
چو پرسیدم سن طبعش ز هاتف | ندا آمد بگو منظوم نادر

۱۲۹۱ھ

وله

دیوان بی مثال عالی جناب عاشق | مطبوع شد مکرر با خوبی و لطافت
کردم چو فکر سال هجری برای طبعش | آمد ندا ز هاتف گلشن متانت

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از شیخ اشرف علی متخلص به اشرف

بفضل حق عجب مطبوع گردید | بیان [illegible]
نوشته کلک اشرف بهر سالش | کلام [illegible] ۱۲۹۱ھ

خاتمة الطبع

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلمه البیان که این دیوان فصیح‌البیان حسب‌ارشاد افصح فصحاء العصر فی کشف [illegible] حرمین الشریفین زائر [illegible]

[illegible] نهارمی حسین [illegible] ملک [illegible]

[illegible] میر [illegible] بهادر انار الله برهانه

[illegible] ابن میان محمد عبدالواحد خان ولد

محمد مصطفی خان مرحوم در مطبع زمان و حسن او ان رونق طبع یافته

و بتاریخ غرهٔ شهر ذی الحجه سنه ۱۲۹۱ هجری حلیهٔ اختتام پوشیده

مطبوع طبائع شاعران روزگار و مرغوب

ضمائر ناظمان امصار

گردید فقط